U 1014

قال اللّٰہ فی ابی من فبغضی ومن فحبی
عن اللّٰہ صحابی بغضہم ابغضہ واحبہم احبہ

حصہ دوم

الیتاسر

مسمّٰی بہ

تنزیہ الالسنہ فی شیوخ الاصحاب

التماس ضروری منجانب مولف

حضرات شیعہ خلفا ثلثہ رضوان اللہ علیہم کو آل محمدؐ کا دشمن جانکر برا کہتے ہیں جو انکی صریح غلطی ہے لیکن ہم آل محمدؐ کو برا کہکر دل کی بھڑاس نہیں نکال سکتے کیونکہ ادب سالت مانع ہے پس بخیال ترک اولی ہمنے پیروان آل محمد کو بھی شوخ وگستاخ الفاظ سے مخاطب نہیں کیا صرف سادہ الفاظ سے دفع مضار کیا ہے تاکہ ارواح مقدس سید المرسلین شفیع المذنبین راضی رہیں دوم اگر یہی شعار ہمارے ہم مذہب برادر اختیار فرمائینگے تو غالبًا ایک دن خوش بانی کی بدولت ہم حضرات شیعہ سے تبرا بازی ترک کرادینگے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں فریق شیر وشکر ہو جائینگے انشاء اللہ تعالٰے

نصیحتے کنمت بشنو وبہانہ مگیر　　کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

باہتمام نظیر حسین پرنٹر در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع شد
احقر الزمن علی حسن جونپوری تحریر نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیہ

مصائب و بربادی اہلبیت رسول کے اخبار غیب تو آنحضرت سے بکثرت مروی ہین ازانجملہ حضرت غوث اعظم دستگیر نے غنیۃ الطالبین مین جناب علیؑ سے روایت کی ہے اونھون نے فرمایا ایک دن پیغمبر خدا روتے تھے مینے عرض کیا آپ کیون روتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ تمھاری طرف سے اقوام کے دلون مین کینہ ہے

اخرج ابو یعلی عن علی قال قلت یارسول اللہ ما یبکیک قال ضغاین فی صدور اقوام لایبدونہا لک الا من بعدی۔

وہ اوس کینہ کو ظاہر نہ کرینگے مگر میرے بعد ظاہر کرینگے (دلیل المتحیرین) اور مسند امام احمد حنبل اور اکام المرجان فی احکام الجان قاضی بدر الدین شبلی مین ہے کہ عبداللہ ابن مسعود نے ایک دن ایک سفر مین آنحضرت سے پوچھا کہ آپ بیتابانہ کیون روتے ہین آنحضرت نے فرمایا موت قریب ہے مجھے اپنی امت کا خیال ہے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا ابن مسعود کہتے ہین۔ مینے عرض کیا کہ آپ ابوبکر کو کیون نہین خلیفہ بنا دیتے پس آنحضرت نے منہ پھیر لیا مین سمجھا کہ آن حضرت کو یہ معروضہ پسند نہ آیا پھر مینے

قلت لاتستخلف ابابکر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یارسول اللہ

لا استخلف عمر فاعرض عنی انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ لا استخلف علیا قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخل الجنۃ۔

عرض کیا کہ آپ عمر کو کیون نہین خلیفہ کر دیتے تو بھی آپ نے منہ پھیر لیا مین یہ سمجھا کہ یہ عرض بھی پسند خاطر نہین ہوا پھر مینے عرض کیا کہ آپ علیؑ کو کیون نہین خلیفہ بنا دیتے تو آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم علیؑ کی بیعت کروگے اور اوس کی اطاعت تو وہ تمکو جنت مین داخل کریگا انتہی محصلاً

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۷۵ مین یہ احادیث درج ہین۔

واخرج الحاکم عن علیؑ قال ان مما عہد الی النبی صلعم ان الامۃ ستغدر بی بعدہ۔ انتہی محصلاً

حاکم نے جناب علیؑ سے روایت کی ہے انھون نے فرمایا آنحضرت نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میرے بعد میری امت تمکو ہرا جائے گی انتہی محصلاً۔

واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلعم لعلی اما انک ستلقی بعدی جھدا۔

ایضاً حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اونھون نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ تمکو میرے بعد مصیبتین پیش آئینگی۔

ایضاً ابو یعلی کی جناب علیؑ سے روایت ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ آنحضرت میرا ہاتھ پکڑے ہوے مدینہ مین چل رہے تھے کہ ایک باغ مین پہنچے مینے کہا کیا اچھا باغ ہے آنحضرت نے فرمایا کہ جنت مین تمھارے لیے اس سے بہتر باغ ہے پھر دوسرا باغ آیا تو مینے اوسکی بھی تعریف کی تو آنحضرت نے پھر وہی فرمایا کہ جنت مین تمھارے لیے اس سے اچھا باغ ہے غرض سات باغون کی تعریف پر آنحضرت یہی فرماتے رہے لیکن جب فلما خلالہ الطریق اعتنقنی ثم اجھش رستہ اغیار سے خالی ہوا تو آنحضرت

باکیا قال قلت یا رسول اللہ ما مجھے گلے لگا کر خوب چیخ کر روئے مینے
یبکیک قال ضغائن فی صدور عرض کیا آپ کیون روتے ہین آنحضرت
اقوام یبدونها لک الا من بعدی نے فرمایا کہ لوگون کے دلون مین بغض ہے
وہ تم سے میرے بعد دشمنی ظاہر کرینگے انتہی محصلاً مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق
دہلوی بیان وفات سرور کائنات مین ہے جسکا خلاصہ یہ کہ آنحضرت نے جناب
علیؑ کو اپنے قرضہ کی ادائی کی وصیت فرمائی ایسی حالت مین کہ آپکے منہ سے بکثرت
رال بہ رہی تھی اور فرمایا اے علیؑ تمکو میرے بعد مصیبتین پیش آئینگی تم صبر کرنا۔
اور اسی تاریخ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ آنحضرت نے اپنے آخری خطبہ
فھل عسیتم ان تولیتم فی الارض و مین اصحاب سے فرمایا قریب ہے وہ زمانہ
تقطعوا ارحامکم۔ کہ تم زمین مین فساد کروگے اور رشتے
ناتے قطع کروگے انتہی (سورہ محمدؐ)

اسد الغابہ جلد ہفتم ترجمہ علی ابو علی ہدلی سے مروی ہے جسکو اونھون نے
اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ اونکے باپ نے کہا کہ مین آنحضرت کے پاس اوس
بیماری مین گیا کہ جس مین آپکا انتقال ہو گیا حضرت فاطمہ علیہا السلام آنحضرت
کے سرہانے بیٹھی تھین وہ رونے لگین حتی کہ اونکے رونے کی آواز بلند ہوئی
آنحضرت نے پوچھا کیون روتی ہو حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ آپکے بعد مجھے اپنے
برباد ہونے کا اندیشہ ہے انتہی محصلاً۔

ایسی جملہ پیشین گوئیون کی نسبت ہمارے بعض علمار اہلسنت مثل امام احمد
حنبل اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی وغیرہ کی راے ہے کہ حضرت عائشہ وحفصہ اور
سیدہ صلوۃ اللہ علیہا کی خانگی رنجشین تھین جن سے شیخین اور اونکے دوست متأثر
ہوتے رہتے تھے مگر نفس الامر مین عداوت کی ابتدا ان حضرات سے نہین ہوئی

بلکہ اسکی ابتدا زمانہ جاہلیت سے ہوئی چنانچہ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مقصد اول صفحہ ۱۰۴ مین ہے۔

قلت واما غل قال غل الجاهلية کہ بنی تیم و عدی یہ دونون قبیلے بنی ہاشم ان بنی تیم وعدی وبنی هاشم کے دشمن تھے اور یہ عداوت زمانہ جاہلیت کان فی الجاهلیہ۔ سے تھی انتہی محصلاً

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ عدی کو قبیلہ تیم و قبیلہ امیہ کے حلیف ہونے کے سبب بنی ہاشم سے عداوت تھی اور قبیلہ تیم کو بنی ہاشم سے عداوت ایک سبب خاص سے تھی جسکو ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل جلد دو مین لکھا ہے وہ یہ کہ حضرت ابوبکر کے دادا صخر بن عمرو بن کعب تیمی نے امیہ کے اغوا سے حضرت عبدالمطلب کے حلیف اور پڑوسی یہودی کو دولت کی لالچ سے قتل کر دیا تھا اور امیہ نے اوسے چھپا رکھا تھا اور حضرت عبدالمطلب قاتل کی تلاش مین سال بھر تک پریشان رہے جب امیہ سے قاتل پکڑ لیا گیا تو حسب قانون حجاز حضرت ابوبکر کے دادا صخر سے بہت بھاری دیت لی گئی اور مقتول یہودی کے بھتیجے کو دیدی گئی اور پھر حسب قاعدہ دس سال کے لئے صخر کو جلا وطن کیا گیا۔

بنی امیہ سے بنی ہاشم کی عداوت کے وجوہ کئی ہین از آنجملہ ایک یہ کہ بنی امیہ کو بنی ہاشم سے ہم جد ہونے کا دعوی تھا اگرچہ اون کا یہ خیال غلط تھا جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا دوسری عداوت یہ تھی کہ دولت و ثروت و حکومت بجہت تولیت حضرت عبدالمطلب کو تھی پس بنی امیہ اسی دولت حکومت کے سبب سے بنی ہاشم کا زوال نعمت چاہتے تھے اور چونکہ وہ ثروت و حکومت جناب ابوطالبؑ پر منتقل ہوئی تھی باین وجہ جناب امیر علیہ السلام سے بھی عداوت تھی اور وہ عہدے جلیلہ یہ تھے (وفادۃ) یعنی حجاج کو کھانا کھلانا (سقایت) حجاج کو پانی پلانا (قصا) (م)

یعنی فصل خصومات قومی کرنا (لوا) یعنی سپہداری افواج ۔

تیسری وجہ عداوت یہ ہوئی کہ حضرت عبد المطلب کے چچا نوفل بن عبد مناف جد عثمان بن عفان نے انکی جائداد غیر منقولہ پر ناجائز قبضہ کرلیا پس حضرت عبد المطلب نے اپنے ماموں کو مدینہ مین اطلاع دی اور وہ وہان سے اسی مددگار لیکر آئے اور بہت سی تکرار اور چپقلش کے بعد نوفل کے قبضہ سے جائداد نکالکر حضرت عبد المطلب کے قبضہ مین دیکر واپس مدینہ ہوئے ۔

چوتھی وجہ عداوت یہ کہ حضرت عبد المطلب کو چاہ زمزم کے نکالنے کا الہام ہوا جو کہ ایک مدت سے ناپید ہوگیا تھا پس جب آپنے اوسے نکلوایا تو بنی امیہ نے چاہا کہ ہم بھی اوس چاہ مین شریک و مساہم ہین پس اس پر بھی بہت جھگڑے ہوے اور اس مین بھی بنی امیہ ناکام رہے ۔

پانچوین وجہ عداوت یہ ہوئی کہ حضرت عبد المطلب نے بنی امیہ کی شرارتون اور عداوتون سے تنگ ہوکر بنی جرہم کو اپنا حلیف بنالیا جو ایک جنگجو اور بہادر قبیلہ تھا۔ الغرض یہ اور ایسے اور بکثرت اقسام فسادات ہوتے جن کے سبب بنی امیہ اور اون کے احباب و حلیف سے بنی ہاشم کی عداوت وراثتہً چلی آرہی تھی اور بنی تیم و عدی معین بنی امیہ تھے کہ ان عداوتون کی تازگی اشاعت اسلام سے وقتاً فوقتاً بڑھنے لگی اور اسی وجہ سے ابوسفیان کی حقیقی ہمشیرہ عوراء یعنی کانڑی ام جمیل الملقب بحمالۃ الحطب نے اپنے پسران عتبہ و عتیبہ سے ام کلثوم و رقیہ کو طلاق دلوائی اور آن حضرت کی راہ مین جنگل سے کانٹے لاکر بچھانے لگی اور ایسے اقسام کے اور اظلام آن حضرت اور مسلمانون پر حضرت ابوطالب کی وفات کے سبب سے بہت بڑھ گئے اور ان اظلام کے معین بعض قبائل قریش بھی ہوگئے پھر بعد ہجرت مقتولان بدر و مریسیع و احد و خندق و خیبر و حنین و تبوک و سرایا وغیرہم کے طالب قصاص لوگون

کی عداوتوں نے رونق بڑھادی جن مقتولوں میں حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و
معاویہ و سعد بن ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف و طلحہ و زبیر کے رشتہ دار
تھے مثلاً عمیر بن عثمان بن کعب اور یزید بن تمیم اور عثمان و مالک برادران حضرت
طلحہ یہ تینوں حضرت ابوبکر اور طلحہ کے عزیزان قریب قتل ہوئے اور ابوالعاص بن
قیس بن عدی اور ابوجہل مسمی بہ عمر بن ہشام اور ہشام بن امیہ حضرت فاروق
کے عزیزان قریب قتل ہوئے اور معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاس اور عاص بن
سعید بن عاص بن امیہ حضرت عثمان کے عزیزان قریب قتل ہوئے اور حنظلہ بن
ابی سفیان اور ولید بن عتبہ اور عامر بن عبداللہ وغیرہ معاویہ و حضرت عثمان کے
عزیزان قریب مقتول ہوئے اور عمر بن عوف اور عاصم بن ابی عوف حضرت سعد
بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے عزیزان قریب قتل ہوئے
ان مقتولین میں صرف ابوجہل خال فاروق جنگ احد کا مقتول ہے اور
باقی سب جنگ بدر کے مقتولین میں جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے
تھے پس حضرت فاروق کی یہ رائے جو اسیران بدر کی نسبت مشہور ہے کہ اسیروں
میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو خود قتل کرے تو اوس کا سبب یہی تھا کہ جیسے
ہمارے عزیز جنگ بدر میں قتل ہوئے ہیں بنی ہاشم کے عزیز بھی رسول اللہ اور
جناب علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوں تاکہ دشمن بھی کم ہوں اور آپس میں بنی ہاشم
بھی بنی ہاشم کے دشمن ہو جائیں۔

قصہ کوتاہ بعض خانہ برباد بنی قریظہ و بنی النضیر اور بعض اور غیر اللہ کے
پجاریوں کی قساوت اور بعض شریر النفس کفار کی عداوت قدیم کو چار چاند لگا دئے
لیکن جب آنحضرت نے بنی امیہ اور اونکے اعوان و انصار کا قلع وقمع کرنا چاہا تو
وصال ہی ہو گیا۔

فی الحقیقۃ وہ زمانہ اسلام کے لئے ایسا خوفناک تھا کہ اگر جناب امیر علیہ السّلام
پیغمبر خدا کی وصیت کے مطابق صبر نہ فرماتے تو اسلام کا خاتمہ ہو جاتا کیونکہ تمام مخالفان
بنی ہاشم غنیمت جمع کر کے مالدار ہو چلے تھے پس جیسے بت پرستان ہند پراچت
کا ہوم یعنی سزا کا کھانا کھلا کر اور زبان جلا کر اور گائے گوبر اور پیشاب کھا پی کر پھر
ہندو ہو جاتے ہین یہ حضرات بھی اپنے آبائی مذہب پر برسومات عرب عود کر جاتے
لیکن خلق کثیر کے لئے پراچت کا ہوم محال تھا باین وجہ اجماع ایجاد کیا اور خلافت
ملنے پر اظہار اسلام سے خلافت کا استحکام پایا گیا اور منافقت کا اخفا باین وجہ
ان حضرات نے بعد حصول خلافت وہ روش و اعمال اختیار کئے جو اسلام اور
مسلمانون کیلئے موزون اور مناسب تھے چنانچہ صدر الائمہ اخطب خوازم نے
اپنی کتاب مین حضرت ابو طفیل عامری ابن واثلہ کی روایت سے اس مقصد کا
اشارہ کیا ہے یعنی ابو طفیل فرماتے ہین کہ مجلس شوری کے وقت مین حاضر تھا اوس
وقت جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا اے صاحبو لوگون نے ابوبکر کی بیعت کی
فنمعت علیا یقول بایع الناس ابابکر حالانکہ خدا کی قسم مین اوس سے اولی
وانا والله اولی بالامر منہ واحق قسمۃ و افضل تھا خلافت کے لئے پس جب
واطعت مخافۃ ان یرجع الناس دیکھا کہ وہ بن گیا تو مینے مجبوراً اس خوف
کفار یضرب بعضہم رقاب بعض بالسیف سے سکوت کیا کہ مبادا لوگ کافر ہو جائین
اور ایک دوسرے کی گردن تلوار سے کاٹے اور اسی طرح عمر کے خلیفہ ہو جانے
پر عود کفر سے ڈرا انتہی محصلاً

المختصر اون پرانی اور نئی عداوتون کے اجماع سے پہلے تو خلافت ہوا ہوئی
اور پھر خانہ سوزی سیدہ و اسقاط حمل حضرت محسن و گرفتاری علیؑ و ایمائے قتل
علیؑ و محرومی میراث و ضبطی خیبر و فدک وغیرہ سے اسلامی دنیا مین عداوتون کا

ظہور شروع ہوا اور جناب امام حسین علیہ السلام کی بیکسی و بے بسی کی شہادت
سے سارے منزوی و مخفی راز برملا ہوگئے اگرچہ بنی ہاشم کے ہاشمی جوش اور
خاندانی جرأتین برسون مقابلہ و مقاتلہ کرتی رہین لیکن خلافت اولی کے زبردست
پارٹی نے ایسا مرتد کیا کہ دنیا مین بنی فاطمہ اور بنی ہاشم بلکہ اونکے متبعین آسودگی
سے بسر نہ کرسکے حتی کہ آج سنہ ۱۳۴۳ ہجری ہے آجتک پیروان علیؑ اون عداوتون اور
بربادیون سے قطع نظر خون حسین کا بدلا نہ لے سکے بلکہ اس روشن اور آزاد سلطنت
مین شہید مظلوم کی زمن مانی عزاداری کو ترستے ہین ۔

اس کایا پلٹ کی بڑی وجہ وجیہ یہ ہوئی کہ دشمن جس فریب اور بیداد مغتری سے
کامیاب ہوئے تھا اوسنے اور اوسکے جانشینون نے اوسی فریب و چالاکی کو اپنی اپنی مدتہائے
حکومت مین بلباس اسلامی جمہور کا عقیدہ بنا دیا اور مقلدین اولی اور اونکی نسلین نافہمی
سے اوسی جعل پر مستقیم ہوگئین اور اب اوسی جعل پر ایسی مفتون ہین کہ اگر پیغمبر خدا بھی تشریف
لاکر اس تشریع سے باز رکھنا چاہین تو ممکن نہین ۔

استیصال عداوت قریش اعداء اللہ اعناد و قبائل حجاز وغیرہ کیلئے پیغمبر خدا نے
بہت سی تدابیر مناسب فرمائین اور بہت چاہا کہ بنی تیم و عدی و بنی امیہ و ثقیف و بنی
عطفان و سلیم و زہرا و اسد وغیرہم کے طالب قصاص کسی نہ کسی طرح راضی ہوجائین ۔
اور اسی طرح غیر اللہ کے پجاری اپنے معابدون کی توہین اور اپنے اوقافون کی ضبطی
اور لوٹ کے نقصانات بھول جائین اور جلا وطن قبائل عداوت سے دستکش ہون
لیکن یہ بات میسر نہوئی بلکہ پیغمبر خدا کی مدت حکومت و وسعت سلطنت کے ساتھ
ساتھ دشمنان خدا کا حسد بڑھتا گیا جو اون کی جبلت مین ودیعت تھا اور اون مسلمان شہیدون
کے پس ماندگان بھی اپنے عزیز مقتولون کے غم و ہم مین موقع کے منتظر رہے کہ جنکے باپ
بھائی بیٹا شوہر اعانت اسلام مین شہید ہوچکے تھے ۔

اگرچہ پیغمبر خدا نے ان جملہ اقسام کے دشمنوں کو زیادہ غنیمت دینی اغیار کی اور طرح طرح کے ایثار کئے یعنی اونکو مالی اور فوجی عہدے دئے او بنظر تالیف و اخلاق انکو عمدہ خطابات عنایت فرمائے اور بعض کے فضائل مشتہر کئے مگر بات نہ بنی

پھر پیغمبر خدا نے قیام و قعت عترت کیلئے حدیث سفینہ و حدیث ثقلین و حدیث تشبیہ و حدیث ولایت و حدیث نور وغیرہ مختلف زمان و مکان مین ارشاد فرمائین اور ان احادیث کی تائید مین بکثرت آیات مثل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی و انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ و یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الخ و ابنائنا و ابنائکم و نسائنا الخ و وقفوہم انہم مسئولون و اولئک ہم خیر البریہ و یا ایہا الرسول بلغ الخ حتی کہ اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا تک بھی نازل ہوئی لیکن بیدار مغز دشمنون نے ان سب آیات و احادیث کو جعلی و مصنوعی سمجھا اور موقع کے منتظر رہے اور جمیعۃ و جماعت کی حاضری اور یا رسول اللہ کی ندائے بلند سے اپنے اپنے کینون کو چھپاتے رہے۔

فضائل عترت

پس قرائن عقلی و نقلی اور فراست ایمانی سے معلوم ہوتا ہے کہ تفضیح و توہین منافقین مین جو آیات مثل و من الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر و ما ہم بمومنین اور اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ الخ وغیرہ جو نازل ہوئین تو یہ اون ہی بنی تیم و عدی و بنی امیہ کے حق مین ہین جو موذیان بنی ہاشم تھے۔

جب تمام تدابیر اور انعامات کثیر و عطیات جاگیر و عہد ہائے جلیل کے احسانات کا اثر پیغمبر خدا نے اون منافقون مین نہ پایا بلکہ ہر ایک فرد بنی ہاشم کو دیکھ کر اپنی بات قطع کرنے لگا جیسا کہ کتب صحاح مین موجود ہے تو پیغمبر خدا کی تسکین کیلئے آیات سورہ قصص وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار و یوم القیمۃ لا ینصرون و اتبعناہم فی ہذہ الدنیا لعنۃ و یوم القیمۃ ہم من المقبوحین وغیرہ نازل

ائمۃ الضلال و الجور

ہوئیں سورۂ آیہ لیس علیك ھدیھم ولکن اللہ یھدی من یشاء کا سر کل آگیا جسکے سبب سے آنحضرت منافقین کی تہذیب و ہدایت سے مایوس ہو گئے۔

چہارم انتقال سے دو سال قبل فرشتگان مقرب سے پیغمبر خدا کو اپنی رحلت کے اخبار ملنے لگے **پس** ان ایام میں آنحضرت نے وہ پاس کے کلمات فرمائے جو عنوان مقدمہ ہذا میں لکھے گئے اور اوسی ہم و غم میں بعض کلمات ایسے بھی فرمائے جن سے دشمنان عترت کا دینی وقار برباد و ملک وانکا اہل نار ہونا ثابت ہو جائے اور جو عترت سے ظاہر و باطن بدی کرے تو خلق خدا بھی جان لے کہ وہ شخص منافق ہے یا حیض بچہ یا ولد الزنا چنانچہ وہ احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں **لیکن** یہ خیال رہے کہ حصہ اول میں حضرات شیعہ کی طرف سے **تقبیح** ولد الزنا کی جو احادیث پیش ہوئی ہیں وہ عام قبائل عرب کے انسداد تحشش کیلئے معلوم ہوتی ہیں اور احادیث ذیل انسداد بغاوت اور قیام وقعت عترت کیلئے اور ان احادیث میں بعض آنحضرت سے اور بعض اصحاب و ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں وہو ہذا۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی کے صفحہ ۱۳۹ میں ہے۔

واخرج ابو الشیخ والدیلمی قال علیہ السلام من لم یعرف حق عترتی والانصار فھو احد من الثلثۃ منافق واما لزانیۃ واما حملت بہ غیر طہر	آنحضرت نے فرمایا جس نے میری عترت ور مددگاروں کا حق نہ پہچانا وہ تین میں سے ایک ہوگا وہ منافق ہوگا یا ولد الزنا یا وہ جس کا بچہ ہوگا حیض میں نطفہ۔

مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کی مودت ۱۳ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ

قال من احبنا اهل البیت فلیحمد اللہ علی اول النعم قیل وما اول النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا من طاب	السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو ہم اہلبیت کو دوست رکھے تو وہ چاہیے کہ خدا کی پہلی نعمت کا شکر ادا کرے تو لوگوں نے عرض کیا یا حضرت

احادیث بغض علی و ولد الزنا

ولادت۔ اولی النعم کیا ہے حضرت نے فرمایا نسب کا پاکیزہ ہونا اور ہم سے محبت نہیں رکھتا مگر بند الحلال انتہی محصلاً اسی کتاب کی مودۃ ششم میں آنحضرت کے غلام ابو رافع سے مروی ہے اونسے کہا آنحضرت نے

قال من لا یعرف حق علی فھو احد من الثلثۃ اما الزانیۃ او حملتہ امہ من غیر طہر او منافق۔	فرمایا جسنے علیؑ کا حق نہ پہچانا وہ تین مین سے ایک ضرور ہوگا یا وہ ولد الزنا ہوگا یا حیض بچہ یا منافق ہوگا انتہی۔

نہایہ مین ابن اثیر نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

قال الامام جعفر الصادق علیہ السلام لا یحب منا ولد الزناء وذو رحم منکوسہ۔	فرمایا ولد الزنا اور صاحب علت ابنہ ہم سے محبت نہیں رکھتا انتہی محصلاً

حصن حصین مین سے صاحب اسنی المطالب نے بروایت عبادہ بن صامت لکھا ہے عبادہ فرماتے ہین کہ ہم لوگ

وعن عبادۃ بن صامت قال کنا نتقد اولادنا بحب علی بن ابیطالب علمنا انہ لیس منا ولنہ لغیر رشدۃ هو بکسر الراء واسکان الشین المعجمۃ ولد الزناء وهو مشهور من قدیم والی الیوم وانہ ما یبغض علیاً الا ولد الزناء وروینا ذالک ایضاً عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ	اپنی اولاد کی جانچ محبت علیؑ پر کیا کرتے تھے اور یہ جان لیتے تھے کہ یہ ہماری اولاد سے ہے یا نہیں اور غیر رشد بکسر اول کے معنی قدیم سے ولد الزنا کے ہین اور آج تک بھی اور جناب علی سے ولد الزنا محبت نہیں رکھتا اور ایسی ہی حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے انتہی محصلاً۔

تتبع کتب سے ظاہر ہے کہ عرب مین کثرت حرام و زنا سے شناخت حلال و حرام کی ضرورت تھی اسی واسطے خدا تعالی نے مکہ معظمہ مین دو سانپ ایسے مقرر

کرتے تھے کہ جس سے اپنی و غیر کی اولاد کو پہچان لیتے چنانچہ ہدایۃ السعداء قاضی شہاب الدین عمر ملک العلما دولت آبادی کے صفحہ ۷ مین وہ قصہ موجود ہے جسکی نسبت لکھا ہے آوردہ اند کہ پیش ازین درون دیوار کعبہ دو مار بودند کہ ایشان معیار ولد میگفتند و آنچنان بود کہ ہر فرزندیکہ در مکہ مبارک تولد می شد بعد سوم روز ولد را درون کعبہ می آوردندو می نہادند آن مار کہ محک نام داشت از دیوار بیرون می آمد اگر فرزند حلال زادہ می بود بوسے میکرد و بازگشت پدر و مادر آن ولد مہربانی میکردند اگر فرزند حرامزادہ می بود آن مار لقف میزد و آن ولد سے بیہوشش می شد حکم میکردند کہ ولد حرامزادہ است چون شاہ علی کرم اللہ وجہہ تولد شد درون کعبہ آوردہ اند کہ ہر دو مار فرود آمدند خواستند تا بوسے کنند شاہ ہر دو مار گرفت و درید و پارہ پارہ کرد و اہل مکہ در حیرت شدند کہ محک را کشت و در گریہ شدند مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرمود غمگین مشوید خداوند عزوجل محک عالم علی را گردانید و بیک محک دو محک نباشد ہر کہ علی و فرزندان او را دوست دارد حلال زادہ است و ہر کہ دشمن دارد تواند بود کہ حرام زادہ باشد انتہی بلفظہ پس حضرت عبادہ نے بغض علی کو مو الید و لد الزنا کے لئے معیار قدیم جو فرمایا ہے تو وہ اس ہی واقعہ کی بنیاد پر فرمایا ہوگا اور منافقین کی پہچان صحابہ بغض علیؑ سے کیا کرتے تھے تو اس مضمون کی احادیث بطرق مختلف نسائی و ترمذی و ابن الفارس و احمد حنبل و ابن شاذان و خوارزمی و ابن خالویہ وغیرہ علما اہلسنت نے بکثرت روایت کی ہین بلکہ دیلمی نے مستورات کے منافق ہونے کی شناخت کی بھی یہہ حدیث روایت کی ہے کہ جو عورت جناب علیؑ سے بغض رکھتی ہوگی وہ سلقلق ہوگی یعنی وہ دبر کی طرف سے حائضہ ہوتی ہوگی الغرض اور بھی ایسی احادیث ہین کہ جن سے مخالفان عترت و دشمنان علیؑ کا ولد الزنا یا منافق ہونا پایا جاتا ہے اور

ایمان شناسی دوستی اہل البیت

مشاہدات کثیرہ سے بھی اسکی تصدیق ہو چکی ہے پس ان بنیادون پر ہم امام ابوحنیفہ کی طرح احادیث رسول کی تکذیب نہین کر سکتے لیکن اسلام کی اشاعت بموجب تواریخ اہلسنت اقطاع کثیر مین اون ہی لوگون کے ہاتھون ہوئی ہے اور بظاہر اونکو اسلام کا اقرار بھی تھا اور اونکے بعض اعمال اسلامی کتب کثیرہ سے ثابت بھی مین پس بایں وجہ حیف ہے کہ محسنان اسلام ہی سے روگردانی کیجائے جس سے اون مکرم و معظم عمود ان اسلام کی نسلین تک ذلیل و حقیر ہون اور تمام مذاہب و ملل دنیا کے سامنے اسلام بھی ذلیل ہو پس ہمارا دل اس ذلت کو گوارا نہین کرتا لہذا ان احادیث کی تطبیق کیلئے ہم حضرات شیعہ کے خیال ناپاک موضوع کتاب ہذا کے بموجب اس حصہ مین یہ اصلاح کرنی چاہتے ہین کہ وہ ہمارے جان اہلسنت وجماعت کثرہم اللہ افضالہم کو ولدالزنا نہ سمجھین اور آئندہ اس لغو و مہمل خیال سے توبہ کرین۔

ہم نے اس دوسرے حصہ کا نام تنزیہ الانساب فی شیوخ الاصحاب رکھا ہے اور اسکے سات ابواب مین صحابہ کبار کی تنزیہ نسب کی بحث ہے اور آٹھوین باب مین خفت گناہ و لواطت و زنا کی نسبت عقلی و نقلی ابحاث اور کرامات اقطاب کے امثال ہین۔ خدا کرے کہ اس حصہ سے بھی حضرات اہلسنت کو مسرت اور حضرات شیعہ کو ہدایت ہو۔ آمین رب العالمین۔

باب اول در بحث نسب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

حضرات شیعہ مطاعن ذیل سے جو کچھ اپنے دل مین بری باتین گھڑتے ہین۔ اپنی کتب کلامیہ مین لکھتے ہین اونکا ذکر دہرانا ہم پسند نہین کرتے اور نہ بلحاظ ادب و سلامت اون کا بدل کر سکتے ہین اور نہ دنیا مین گالی کا حقیقی جواب گالی ہے بلکہ...... سب لیکن ہم اون مطاعن کا صحیح ماحصل لیکر اور اہل علم شیعہ کا فی الضمیر جانچکر منقول کا

جواب منقول ہے دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ علمائے شیعہ کو گالی گلوچ کے سوا مناظرہ کا سلیقہ نہیں کیا معنی کہ کسی مذہب کے اہل مذہب پر اعتراض اوسی کے مذہبی اصول اور اوسیکے مسلمات پر ہونا چاہیئے لیکن ان حضرات کے جملہ اعتراضات وہمی وخیالی بلکہ واہی ولاابالی ہوا کرتے ہین چنانچہ جوابات کے ملاحظہ سے روشن ہوگا۔

تعصب مناظران شیعہ

فصل اول در مطاعن و تنزیہ نسب فاروق رضہ

مطاعن نسب فاروق

شرح نہج البلاغہ جز ثانی بیان فاروق مین ہے کہ حضرت عمر نے ماون کے سبب فخر کرنے پر اعتراض کرتے تھے اور کہا کرتے کہ فخر باپ کے ساتھ ہے جسکی

وانكر عمر فخره بالامهات فقال ان الفخر للاب الذى اليه النسب وسألت النقيب ابا جعفر عن هذا الحديث فى عمرو فقال ان عمروا فخر على عمر لان ام الخطاب زنجية تعرف بباطحلى تسمى بضمهاك فقلت له وام عمرو عاص ابغة امة من سبايا العرب فقال امة عربية من عنزة سبيت فى الغارات فليس يلحقها من النقص ما يلحق الاماء الزنجيات فقلت له كان عمر يقدم ويقدم على عمرو بمثل ما قلت قال قد يكون بلغه من قول قدح فى نفسه فلو يحتمل له الحقد على صدره

طرف نسب مضاف ہوتا ہو اور نقیب ابو جعفر سے پوچھا گیا اسی بات کو عمرو عاص کے بارہ مین تو اونھون نے فرمایا کہ ابن عاص نے ابن خطاب پر فخر کیا تھا کیونکہ خطاب کی ماں حبشیدن تھی اوسکا نام ضبھاک تھا وہ باطحلی یعنی فربہ اندام یا سیاہ یا متعفن کے پتے سے پہچانی جاتی تھی۔ میں نے کہا کہ ہان ابن عاص کی ماں قوم عنزہ کی باندی تھی مگر عرب زادی تھی وہ کسی لڑائی میں قید ہوگئی تھی اور جو عیب حبشیدن کنیزون مین ہوتا ہے یعنی گندہ دہن یا بغل ہونا تو وہ ام عمرو عاص نابغہ مین نہ تھا میں نے تعجب سے

کہا کہ پھر تو عمرو عاص ابن خطاب سنے بہتر ہوے نقیب سے کہا کہ شاید عمر بن خطاب کو یہ قول ہتک آمیز پہونچا ہوگا اسپر احتمال ہے کہ اس قول سے ابن خطاب کے سینہ مین کینہ ہوا ہو انتہی محصلاً۔

حجاج جو کہ ہشام صاحب سیرۃ کے باپ کے شاگرد او رجن سے ترمذی و بغوی وغیرہ نے بکثرت روایات نقل کی ہین اور یہ صاحب انساب عرب مشہور تھے تو اونھون نے اپنی کتاب مثالب مین لکھا ہے۔

عن ہشام عن ابیہ قال کانت صہاک امۃ حبشیۃ لہاشم بن عبد مناف فوقع علیہ نفیل بن ہاشم ثم وقع علیہ عبد العزی بن ریاح فجاء منہ بنفیل جد عمر بن الخطاب۔

کہ ہشام نے اپنے باپ محمد بن السائب کلبی سے روایت کی ہے کہ صہاک حبشیہ باندی ہاشم بن عبد مناف کی تھی اوسپر نفیل بن ہاشم قادر ہوا پھر اوسپر عبد العزی بن ریاح قادر ہوا پس اوس سے نفیل جد عمر بن الخطاب پیدا ہوا انتہی محصلاً معارف ابن قتیبہ دینوری مطبوعہ مصر جو انساب صحابہ کی معتبر کتاب ہے اوسکے صفحہ ۵۹ مین ہے۔

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امرأۃ من فہم وکانت تحت نفیل فتزوجہا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولدت لہ زید وامہ ای ام الخطاب وزید ہی واحدۃ۔

کہ خطاب عام قریش سے تھا اور اوس کی ماں قبیلہ فہم سے تھی جو نفیل کی جورو تھی پس عمرو بن نفیل نے اپنے باپ کے مرنیکے بعد اپنی ماں صہاک سے نکاح کیا اور اوسکے بطن سے زید پیدا ہوا اور زید و خطاب کی ماں ایک تھی انتہی محصلاً فتح الباری کتاب الفتن مطبوعہ مصر صفحہ ۳۷

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امراعۃ من فہم وکانت تحت

مین ہے خطاب بن نفیل عام قریش سے تھا اور قبیلہ فہم سے تھی جو نفیل کی جورو تھی

نفیلی فتزوجها عمرو بن نفیل بعد ابیہ قولہ زید احد العشرۃ الذین بشرھم رسول اللہ بالجنۃ قولہ الخطاب زید بن الخطاب و وعمر بن الخطاب ۔	پس ابن نفیل نے اپنے باپ کے بعد اوسپر تصرف کیا اور اوسنے زید کو جنا اور یہ زید عشرہ مبشرہ سے ہین جنکی بشارت جنت رسول خدا نے دی ہے اسکے بعد خطاب نے اوسی مان سے زید اور عمر

فاروق کو جنوایا انتہی محصلاً

نوٹ نسب نامہ فاروق یہ ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب (از تاریخ الخلفاء سیوطی)

الجواب

افسوس کہ جناب ممدوح کے محامد و فضائل کا موقع نہین موضوع کتاب مانع ہے ورنہ یہان فضائل ہی سے ان مطاعن کا جواب ادا ہو جاتا مجبوراً قاعدہ جواب دیا جاتا ہے ۔

ابن ابی الحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ اگرچہ اہلسنت سے ہے لیکن عام لوگ اوسکو رافضی جانتے ہین اور اسی خیال سے اوس سے سند نہین لیتے اسی طرح حجاج صاحب مثالب کو بقول احمد حنبل اکذب الناس جانتے ہین (میزان الاعتدال ذہبی صفحہ ۵۵) اسی طرح ابن قتیبہ کو خارجی جانتے ہین پس وہ بھی قابل سند نہین ہان صنہاک حبشیہ کا باندی ہونا ہر ایک نساب نے لکھا ہے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے جو حضرت فاروق کی مان کا نام صنہاک ظاہر کیا ہے اسپر سخت حیرت ہے اور کسی نساب کا ایسا قول دیکھنے مین نہین آیا ۔ فی الحقیقہ صنہاک حضرت فاروق کی دادی تھین حیاۃ نہایہ ابن اثیر مین ہے حنتمہ ام عمر بن الخطاب وھی بنت ھشام اخت ابی جہل پس معلوم ہوا کہ حضرت فاروق بطن حنتمہ سے تھے اور تاریخ کامل مین بھ

تنزیہ نسب فاروق

کہ حضرت خالد بن ولید بھی آپکو اعیسر بن صنتمہ کہتے تھے اب رہا یہ طعن کہ صنہاکہ
حضرت فاروق کے پردادا عبد العزی کے تصرف مین آئین اور پھر آپکے دادا کے
اور آپکے چچا کے اور پھر باپ کے تصرف مین آئین تو یہ فعل زمانہ جاہلیت مین بعض
قبائل حجاز کے نزدیک حلال تھا جیساکہ فصل دوم سے واضح ہوگا اور صنہاک کے
حبشیہ باندی ہونے کا طعن اگر اس نظر سے ہے کہ اوس زمانہ مین باندیان عموماً فاحشہ
ہوتی تھین جس سے نسب کی صحت مین شبہہ باقی رہیگا تو حسب بقول مولوی انشاء اللہ
اڈیٹر اخبار وطن لاہور شرفاء عرب باندیون کو اپنے دروازہ پر بٹھا کر منہ خرچی حیکات
تھے تو اس نا جائز عمل طریقہ کا انتظام غریب صنہاک کیا کر سکتی تھین لیکن کسی
نساب نے جب صنہاک کا ایسا شخص نہین لکھا تو آپ حضرت کو اس طعن کا کیا حق
ہے اور جو حبشیہ باندی کا طعن اس نظر سے ہے کہ حضرت فاروق باندی بچے
تھے تو یہ طعن ہی غلط ہے کیونکہ اون کی والدہ ماجدہ حنتمہ کسی کی باندی نہ
تھین اگر کچھ شرافت کا الزام ہے بھی تو حضرت فاروق کے باپ کی نسبت ہوسکتا
ہے جناب محمد عمر کی نسبت نہین ہوسکتا۔

اگر باندی بچہ ہونیکے سبب کمی شرافت تصور کیجائیگی تو بڑے بڑے شرفاء حجاز
باندی بچے ثابت ہو نگلے کیونکہ حضرت ابوبکر خاندان تیم سے تھے اور صحاح مین
تیم کے معنی غلام کے ہین پس اونکا خاندان غلامون کا ہوا۔ اور اسی طرح حضرت
طلحہ بھی تیم سے تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود خود غلام اور غلام زادے تھے
سیرت رسول میرزا حیرت دہلوی کے حصہ اول مین لکھا ہے کہ مسعود غلام کا نکاح
ام رومان حضرت عائشہ کی والدہ سے ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ام رومان بھی
کسی کی باندی ہونگی جو غلام سے عقد کیا۔ عبد اللہ ام رومان کے غلام تھے اور
حضرت ابوبکر کے ہان ام رومان کے سبب سے پرورش پائی اسی وجہ سے غالباً

یہ ابن ام عبد مشہور ہوئے اسی طرح حضرت صہیب و بلال حضرت عباس بن عبد المطلب کے زرخرید غلام تھے (استیعاب)

الغرض یہ بات ایسی نہیں کہ طعن کے قابل ہوں ہاں بلحاظ عرف عام قابل طعن یہ بات ہے کہ خاندان فاروق میں ماؤں سے نکاح کیا کرتے تھے جو فعل زمانہ جاہلیت میں بھی بعض خاندانوں میں معیوب تھا لیکن حقیقۃً اس فعل پر بھی خاندان فاروق کو بھی قابل طعن سمجھنا لغو ہے جسکا ثبوت فصل آیندہ سے ہوگا۔

فصل دوم رواج نکاح امہات زمانہ جاہلیت

ماؤں سے نکاح کا رواج اگر صرف خاندان فاروق ہی میں ہوتا تو البتہ یہ بات قابل طعن تھی لیکن جب بکثرت قبائل عرب میں یہ فعل جائز اور معیوب نہ تھا بلکہ رسماً و رواجاً کیا جاتا تھا تو اس صورت میں طعن کرنا زیادتی ہے چنانچہ آغانی مولفہ امام علی بن الحسین بن القرشی اصفہانی کے جزء ثالث مطبوعہ بیروت ترجمہ زید بن عمرو بن نفیل میں لکھا ہے۔

ثم مات عنها فتزوجها ابنه عمرو فولدت زید وکان هذا نکاحًا ینکحه اهل الجاهلیة۔	کہ جب نفیل مر گیا تو اوسکے بیٹے نے اپنی ماں سے نکاح کیا اور اوس سے زید پیدا ہوا اور یہ نکاح تھا جو زمانہ جاہلیت میں

کیا جاتا تھا انتہی پس فقرہ آخر سے نکاح مقت کا رواج پایا گیا تفسیر کبیر فخر رازی جزء ثالث مطبوعہ بیروت کے صفحہ ۲۲۶ تحت آیہ ولا تنکحوا ما نکح اباءکم مسئلہ اولی میں ہے۔ ابن عباس اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ

قال ابن عباس وجمهور المفسرین کان اهل الجاهلیة یتزوجون بازواج ابائهم	اپنی ماؤں سے نکاح کیا کرتے تھے پس اللہ تعالی نے آیہ مذکورہ سے ایسے نکاح

فنہاھم اللہ بھذہ الایۃ۔ الٰی ممانعت فرمائی انتہی محصلاً

تفسیر حقانی جلد سوم سورہ نساء تحت آیہ مذکورہ مین مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی سلمہ نے لکھا ہے کہ عرب مین دستور تھا کہ بڑا بیٹا باپ کی ازواج سے نکاح کر لیا کرتا تھا معالم التنزیل محی السنۃ شیخ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۲۱۷ مین ہے کہ حضرت ابو بکر کے بہنوئی اشعث بن کندی یمنی نے اپنی ماں سے نکاح کیا تھا آغانی جلد آٹھ ترجمہ مسافر بن ابی عمرو بکی صفحہ ۴۸ مین ہے کہ ابی عمرو بکی نے بھی اپنی ماں سے نکاح کیا تھا اور یہ مسافر نامی وہ شخص ہین کہ جنکی نسبت بعض نساب عرب نے لکھا کہ جناب معویہ انھین کے صلب سے تھے جنکا حال اسی حصہ کے باب پنجم مین آئیگا انشاء اللہ تعالی پس اب ہم مقام خاص کے بعض قبائل حجاز کا قانون نکاح مقت پیش کرتے ہین تاکہ حضرت فاروق اس الزام سے بری ہو جائین۔

قانون نکاح امہات سقت مدینہ

معالم التنزیل بغوی مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۲۱۳ تحت آیہ لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا لکھا ہے کہ یہ آیہ اہل مدینہ کے حق مین نازل ہوا ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام مین اپنے باپ کی ازواج سے نکاح کر لیا کرتے تھے اونکا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی مرجاتا اور اوس میت کا کوئی فرزند دوسری ازواج سے ہوتا یا کوئی عصبہ یعنی میت کا بھائی یا بھتیجا پوتا نواسہ ہوتا تو وہ اپنا کپڑا میت کی بیوہ پر

نزلت فی اھل المدینۃ کانوا فی الجاھلیۃ وفی الاسلام اذا مات الرجل ولہ امرءۃ جاء ابنہ من غیرھا او قریبہ من عصبتہ فالقی ثوبہ علی تلک المرءۃ او علی خبائھا فصار احق بھا من نفسھا ومن غیرہ فان

شاء تزوجها بغير صداق الا الصداق
الاول الذي اصدقها الميت وان شاء
زوجها غيره واخذ صداقها وان
شاء عضلها ومنعها من الازدواج
يضارها لتفتدي منه بما ورثته من
الميت او تموت هي فيرثها فان ذهبت
المراءة الى اهلها قبل ان يلقي عليها
ولي زوجها ثوبه فهي احق بنفسها
فكانوا على هذا حتى توفي ابو قيس بن
الاسلت الانصاري وترك امرءة كبيشة
بنت معن من الانصارية فقال ابن له
من غيرها يقال له حصن وقال
مقاتل بن حيان اسمه قيس بن
ابي قيس فطرح ثوبه عليها فورث نكاحها
ثم تركها فلم يقربها ولم ينفق عليها
يضارها لتفتدي منه فاتت كبيشة
عنه رسول الله صلعم فقالت يا رسول
ان ابا قيس توفي وورث نكاحي ابنه
فلا ينفق علي ولا يدخل بي ولا يخلي
سبيلي فقال رسول الله صلعم اقعدي
في بيتك حتى ياتي فيك امر الله فانزل

ڈال دیتا تھا پس اس عمل سے وہ لڑکا
یا عصبہ بہ نسبت غیروں کے اوس بیوہ سے
تزویج کا زیادہ مستحق سمجھا جاتا اور اگر فرزند
متوفی یا عصبہ چاہتا تو اوسی پرانے مہر کو
کسی غیر شخص سے وصول کرکے اوس بیوہ
مادر کا عقد کر دیتا تھا یا چاہتا تو اوس بیوہ
مادر کو نکاح ثانی سے باز رکھتا (تاکہ بیوہ
بے شوہری کے عذاب سے چھوٹنے کے
لئے) میت کا ترکہ ورثہ چھوڑکر اپنا پیچھا چھوڑا
دے یا وہ بیوہ مادر اونہی ایام مین مرجاتی
تو متوفی کا فرزند اوسکے مال کا وارث
ہوتا تھا لیکن وہ بیوہ سوتیلے بیٹے یا کسی
عصبہ کے کپڑا ڈالنے کے قبل اپنے مان
باپ کے ہان چلی جاتی تو پھر وہ بیوہ اپنے
عقد ثانی کی خود مختار سمجھی جاتی تھی یہی
دستور تھا کہ ابو قیس بن اسلت الانصاری
کا انتقال ہوا اور اونھون نے ایک بیوہ
مساۃ کبیشہ بنت معن الضاریہ چھوڑی ۔
کہتے ہین کہ ابو قیس کا بیٹا جو دوسری جورو
سے تھا اور اوسکی شادی بھی ہو چکی تھی
جسکا نام حصن تھا اور مقاتل بن حیان

ھذہ الایۃ یا ایھا
اللہ تعالیٰ الذین آمنوا لا یحل لکم
ان ترثوا النکاح کرھا۔

نے کہا کہ اوس کا نام قیس بن قیس تھا وہ حسب
دستور کبیشہ کا وارث نکاح ہوا اور پھر

اوس بیوہ مادر سے مقاربت ترک کر دی اور نان ونفقہ بھی بند کر دیا تو کبیشہ نے آن
حضرت سے شکایت کی کہ ابو قیس مرگیا اور اوس کا بیٹا وارث نکاح ہوا لیکن اب
وہ نہ کھانے کو دیتا ہے اور نہ مجھ سے مقاربت کرتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے اسپر آنحضرت نے
فرمایا تو اپنے گھر بیٹھ اوس وقت تک کہ تیرے پاس حکم خدا پہنچے پس اللہ تعالیٰ نے
یہ حکم نازل فرمایا اے ایمان والو یہ بات تمھارے لئے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتون کو
میراث مین لیلو انتہی محصلاً چونکہ بعض قبائل مکہ کے نکاح مقت کے اسناد اوپر گذر چکے
اور یہ قانون نکاح مقت اہل مدینہ کا پیش کیا گیا ہے جس سے واضح ہوگیا کہ حجاز کے
قبائل مین نکاح مقت کا رواج تھا صرف خاندان فاروقی ہی مین نہ تھا۔

سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ مذکورہ کے نزول کے بعد جبریہ نکاح مقت
ہونے موقوف ہوگئے ہونگے بیوہ کی خوشی پر میت کا بیٹا یا عصبہ نکاح مقت کرسکتا ہوگا
اور جو کوئی بیوہ مادر فحش کا ارادہ کرتی ہوگی تو اوس سے جبراً نکاح مقت کیا جاتا ہوگا
کیونکہ نواب صدیق حسن خان مرحوم کے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ و
المنسوخ کے صفحہ ۲۴ مین ہے یا ایھا الذین آمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النسا
الخ گفتہ اند منسوخ است بایہ الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ (سورہ نسار)

صراح اللغت مقت مین لکھا ہے کہ مقت بمعنی دشمن گرفتن اور اسکو مقت

مقت بمعنی دشمن گرفتن یقال مقتہ
فہو مقیت وممقوت ونکاح المقت
کان فی الجاھلیۃ ان یتزوج الرجل
امرءۃ ابیہ۔

اور مقیت وممقوت بھی کہتے ہین اور زمانہ
جاہلیت مین نکاح مقت یہ تھا کہ لوگ اپنے
باپ کی جورووں سے نکاح کرلیا کرتے
تھے انتہی محصلاً۔

ان تمام اسناد سے نکاح مقت کا رواج بہت سے قبائل عرب مین پایا گیا اور خاندان فاروق سے اس نکاح کی خصوصیت باقی نہین رہی اور یہ کلیہ ماننا پڑیگا کہ جن لوگون مین کسی فعل کا رواج ہو تو وہ فعل اوسی گروہ کے کسی فرد کیلئے معیوب ہے نہ قانونی جرم نہ قومی گناہ چونکہ رضی اللہ عنہا کہ جدہ فاروق کا تعلق اپنے فرزند عمرو بن نفیل سے بپابندی رسم خاندانی تھا اسلئے وہ تعلق ہرگز ناجائز نہ تھا دوم دوسری گناہ بھی نہ تھا کیونکہ اوس زمانہ مین شریعت محمدی نہ تھی اور نہ وہ لوگ کسی پیغمبر کی شریعت کے پابند تھے ہان نزول آیہ کے بعد بشرط قبول اسلام اگر رضی اللہ عنہا کہ اور عمرو بن نفیل سے یہ حرکت ہوتی تو دونون قابل رجم اور لائق تشنیع و تقبیح ہوتے لیکن حضرت فاروق اوس صورت مین بھی تقبیح نسبی سے بری سمجھے جاتے کیونکہ بمصداق آیہ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ایک کا گناہ دوسرے کے ذمہ نہین ہوسکتا۔

نکاح مقت کے رائج ہونیکی نسبت عذر واجبی یہ ہے کہ اکثر و بیشتر ایسے ممالک افلاس و ناداری کے سبب سے کسی قوم مین رواج پاتے ہین اور اہل حجاز خصوصاً ... اور ممالک سے بہت زیادہ مفلس و نادار تھے بقول مولوی سید الطاف حسین ... دہلوی عرب کی یہ حالت تھی ؎

گھرون مین نہ غلہ نہ جنگل مین کھیتی عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تھی

الغرض حضرت فاروق کا خاندان مفلسی مین ضرب المثل تھا چنانچہ صحاح اللغت مین لکھا ہے یقال هولاء قوم عدی ای عزباء پس اس بنا پر بھی خاندان فاروق نکاح امہات کے ساتھ قابل تشنیع نہین دوم عرب مین بات بات پر جدال و قتال صدیون رہتا تھا بلکہ قبائل کے قبائل بجز عورتون اور بچون کے تمام قتل ہوجایا کرتے تھے اس وجہ سے بیواؤن کی کثرت رہتی تھی غالباً اس باعث سے بھی نکاح مقت کا رواج ہوگیا ہو تو کوئی تعجب نہین پس ان بناؤن پر اور قبائل عرب بھی

نکاح حضرت کے جب اون میں جاری تھے

تیسری فصل بیان شرفاء حجاز

حصہ اول کے باب اول فصل دوم سے معلوم ہو چکا ہے کہ شرفاء عرب اور بالخصوص وہ بنی ہاشم جن میں سے بعض پر صدقہ حرام ہوا اون میں نکاح استبضاع شغار۔ بدل۔ عاریت۔ جماعت۔ متعت۔ عقد ان۔ عشر۔ خلسہ۔ متعہ کا رواج نہ تھا اسی طرح اور بعض شریف خاندان حجاز میں بھی ایسے نکاحوں سے اجتناب کرتے تھے بلکہ بعض شریف زادیاں عقد ثانی سے بھی پرہیز کرتی تھیں جنمیں سے بعض کے اسم گرامی حصہ اول کے باب دوم فصل دوم میں لکھ چکے اور مودۃ القربی سید علی ہمدانی کی مودۃ چہارم میں جناب علی سے روایت ہے کہ

قال قال رسول اللہ صلعم ان عبد المطلب سن خمسا فی الجاهلیة فاجراها اللہ تعالی فی الاسلام حرم نساء الاباء علی الابناء فانزل اللہ تعالی ولا تنكحوا ما نكح اباءكم۔

آنحضرت نے فرمایا حضرت عبد المطلب نے زمانہ جاہلیت میں پانچ طریقے جاری کئے تھے پس اونکو اللہ نے اسلام میں بھی جاری فرمایا انمیں سے ایک یہ کہ اونھوں نے حرام کیا باپ کی جورو کو اونکے بیٹوں پر۔

پس اللہ نے بھی حکم دیا کہ باپ کی عورتوں سے نکاح نکرو [illegible]
اسی اخلاق کی پابندی اہل یمن اور قبائل میں بھی تھی چنانچہ کشف الارتیاب مولوی محمد سعید بنارسی نے بحوالہ معالم التنزیل اشعث بن سوار کی یہ روایت لکھی ہے ترجمہ

قال الاشعث بن سوار توفی ابو قیس وكان من صالحی الانصار فخطب ابنه امرأة ابیه فقالت انی اتخذك ولدا

کہ جب ابو قیس انصاری جو صالحین سے تھے مر گئے تو اونکے بیٹے نے اونکی جورو سے نکاح کا پیام دیا تو اوس نے فرمایا کہ بیٹے تمکو اپنا بیٹا جانا ہے تم [illegible]

پس ان کی مدنی خاندان کے واقعات سے ثابت ہوگیا کہ بعض شرفاء حجاز کے ہان نکاح مقت معیوب بلکہ حرام تھا۔

حرمت امہات مقتضائے فطرت

تمام مہذب ادیان وملل مین جو نکاح امہات کی ممانعت ہے تو یہ اشارہ فطرت ہے یعنی کہ جملہ مرد جو پیدا ہوتے ہین وہ قدرتی مختون ہوتے ہین جس پر ذرا سا پردہ ہوتا ہے جسکو مسلمان جدا کر دیتے ہین اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے نہ چاہا کہ رحم مادر سے اوس کا مس ہو اور بعض کے قدرتی ختنہ پر جو پردہ نہین ہوتا تو انکی دو قسمین ہین ایک وہ بوجہ معصوم ہوتے ہین تو اون کا یہ نقص نقص خلقت ہے اور معصوم جو بغیر پردہ ختنہ کئے پیدا ہوتے ہین تو فی الحقیقت وہ نوع انسان مین ایک نوع خاص ہے جسکی نظیر وہ آپ ہی ہین باین وجہ وہ رحم مادر سے نہین بلکہ وہ پہلوے مادر سے پیدا ہوتے ہین وجہ دوم حرمت امہات یہ ہے کہ ایسے اہم و تعلقات انسان کے واقع ہونکی موقع سے تعلیم و تربیت اور اسکی اولاد مین اثر پذیر نہین ہوسکتی اور نہ آیندہ کی ماتحتی کے خوف پر تعلیم کے واسطے مان تجبر کر سکتی ہے اور نہ لحاظ و شرم جو جوہر انسانی و شرافت نفسانی ہے وہ پیدا ہوسکتی ہے جسکے نہونے سے انسان نعماء الہی سے محروم اور کمالات انسانی سے بدنصیب رہتا ہے اسی وجہ سے یہی طریقہ پیغمبر خدا نے اختیار فرمایا چنانچہ **معالم التنزیل** مطبوعہ بمبئی تفسیر سورہ نساء کے صفحہ ۱۲ مین حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے مدینہ مین اپنی مان سے نکاح کیا تو آنحضرت نے اون صحابی کے قتل کا حکم دیا تھا اسد الغابہ ابن اثیر جلد اول سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے جن صحابی کو ناکح مادر کے قتل کے واسطے مقرر فرمایا تھا وہ یاس بن سیاب مزنی تھے لیکن جمہور سلف اہلسنت کا نکاح مقت کی حرمت پر اتفاق نہین جیسا کہ فصل آیندہ سے ظاہر ہوگا اسلئے خاندان فاروق وغیرہ وہ قبائل عرب جنکے ہان نکاح مقت کا رواج تھا وہ سب قابل تشنیع نہین

فصل سوم در حلت بعض محرمات ابدی

لغت میں نکاح کے معنی ضم اور ملانیکے ہیں اور کبھی عقد کو بھی کہتے ہیں اور کبھی جماع کو امام زہری اوستاد امام مالک نے فرمایا کہ کلام عرب میں نکاح بمعنی جماع ہے اور ابو القاسم زجاجی نے کہا کہ نکاح کے معنی وطی و جماع دونوں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں صاحبوں کے نزدیک نکاح کے معنی اقرب جماع کے ہیں خواہ لسان سے ہو یا مرد سے پس یہ دونوں قول مذہب شیعہ کے بھی مطابق ہیں۔

ابو علی فارسی نے ایک باریک بات کہی ہے کہ جب کوئی عرب کہتا ہے کہ نکح فلان فلانۃ تو اوس موقع پر نکاح سے عقد معروف مراد ہوتا ہے اور جب کوئی عرب کہتا ہے نکح فلان امرءتہ تو اوس موقع پر نکاح سے مراد جماع ہوتا ہے اور قاضی ابو اللیث شافعی اور متولی اور قاضی حسین کے یہ اقوال ہیں کہ نکاح حقیقۃً عقد ہے اور جماع مجازاً ہے اور قرآن شریف میں بھی ایسے ہی سیاق پر ہے اور یہی رائے امام شافعی و مالک و ابو ثور وغیرہ کی ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک نکاح کے حقیقی معنی جماع ہیں اور عقد مجازاً ہے اور تیسرا قول امام ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ دونوں معنی حقیقۃً بالاشتراک ہیں انتہی مخلصاً (از ترجمہ صحیح مسلم موسوم بہ المعلم کتاب النکاح صفحہ ۱۴۵ مترجمہ نواب وقار نواز جنگ بہادر مسمی وحید الزمان خان مقیم حیدر آباد دکن)

ان اسناد سے معلوم ہوا کہ علماء اہلسنت کا گروہ کثیر اس بات کا قائل اور معتقد ہے کہ نکاح کے معنی عقد کے ہیں مگر جملہ شیعہ اور چند علماء اہلسنت ہیں کہ جنکے نزدیک نکاح کے معنی جماع کے ہیں پس اس قلیل فریق کے نزدیک باپ کی موطوۃ و ممسوسہ و ممتوعہ و منظورہ و منکوحہ ہر قسم کی مائین اوسکی اولاد پر حرام لیکن اہلسنت کے گروہ کثیر کے نزدیک نکاح کے معنی عقد کے ہیں پس اونکے نزدیک باپ دادا و نانا کی منکوحات حرام اور باقی

حرمت ازدواج

سب قسم کی مائین حلال ۔

نور الانوار شرح المنار تحصیل الابصار جلد اول صفحہ ۲۹ بیت امام شافعی کے اجتہاد مذکور کی یہ دلیل لکھی ہے کہ خدا تعالی نے قرآن مجید مین بطور فخر فرمایا ہے کہ خدا

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا ۔	وہ ہے جسنے آدمی کو منی سے پیدا کیا اور صاحب نسب وصاحب صھر یعنی سسرال

والا بنایا چونکہ حرمت مصاہرت اجنبیہ کی امہات کو نسب سے ملحق کر دیتی ہے ۔ اور خدا تعالی نے مصاہرت کا احسان جتایا ہے اور احسان ناکارہ شئی پر جتایا نہین جاتا اور ظاہر ہے کہ زنا معصیت ہے اور قوۃ معصیت کی عطا احسان مین داخل نہین اس دلیل سے امام شافعی کے نزدیک وطی زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہین ہوتی انتہی محصلاً

اجتہاد ۱۱ امام شافعی

امام شافعی کی اس دلیل سے واضح ہوگیا کہ اگر باپ بغیر عقد کسی عورت پر قادر ہو جائے تو بیٹا خواہ اوسی عورت کے بطن سے کیون نہو وہ بھی اوس مان سے نکاح کر سکتا ہے ۔

اجتہاد ۱۲ امام اعظم

ہدایہ چھاپہ آہنی مطبوعہ مطبع شیخ یحیی کے صفحہ ۲۸۱ مین ہے جو شخص ایسی عورت سے

ومن تزوج امرأۃ لا یحل لہ نکاحھا فوطئھا لا یجب الحد عند ابی حنیفۃ ۔	نکاح کرکے وطی کرے کہ جس سے نکاح کرنا حلال نہین تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک

حد نہین انتہی محصلاً اس اجتہاد امام موصوف کی یہ دلیل لکھی ہے کہ ابوحنیفہ کے

ولابی حنیفۃ ان العقد صادف محلہ لان محل التصرف ما یقبل مقصودہ والانثی من بنات آدم قابلۃ للتوالد وھو المقصود ۔	نزدیک نکاح کرنا محل صادق ہے کیونکہ وہی محل تصرف ہے جو مقصود کو قبول کرے اور عورات بنات آدم ہونیکے سبب قابل توالد وتناسل ہین اور نکاح کا یہی مقصد ہے انتہی

محصلاً خلاصہ مطلب یہ کہ نکاح کر لینے سے محرمات ابدی بھی جائز محل تصرف ہو جاتی ہین

جسکے سبب سے زماعات اور جبکہ بنات آدم ہونیکے سبب سے اون مین توالد و تناسل کی قابلیت ہے تو پس نکاح کا مقصد اون سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد دوم کتاب النکاح باب النکاح الکافرین مولوی خرم علی صاحب نے عبارت مندرجہ حاشیہ کا یہ ترجمہ فرمایا ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے

والثالث ان کل نکاح حرم الحرمۃ المحل کمحارم یقع جائز وقال مشائخ العراق لا بل فاسد والاول اصح و علیہ فیجب النفقۃ ویحد قاذفہ۔	کہ جو نکاح بسبب حرمت محل کے حرام ہو جیسے باپ بھائی وغیرہ) تو جائز ہے اور مشائخ عراق (یعنی شیعہ) نے کہا ہو کہ ایسا نکاح جائز نہین بلکہ فاسد ہوگا اور پہلا قول جواز نکاح

محارم کا بالکل صحیح ہے پس اوس مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہوگا اور اگر کوئی اوسکو زانی کہے گا تو اوس پر حد قذف جاری ہوگی انتہی محصلاً تفسیر کبیر جلد ثالث تحت آیہ حرمت علیکم امہاتکم مین ہے۔

قال الشافعی رحمہ اللہ اذا تزوج الرجل بامہ ودخل بہا یلزمہ الحد قال ابو حنیفہ لا یلزمہ۔	شافعی نے کہا کہ جب کسی نے نکاح کرکے جماع کیا تو اوس پر حد لازم ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ اوس پر حد لازم نہین انتہی محصلاً۔

تبیین الحقائق مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵ مین ہے کہ اگر کوئی شخص محارم سے

واذا تزوج محارمہ عالما بالحرمۃ ثم قربہا یسقط الحد۔	عمداً نکاح کرکے جماع کرے تو اوس سے حد ساقط ہو جاتی ہے انتہی محصلاً۔

کنز الدقائق زیلعی کے صفحہ ۱۰۵ مین ہے۔ عثمان تبی نے کہا کہ اگر دو بہنین نہون

وقال عثمان التبی یجوز جمع المحارم غیر الاختین وہو مذہب داود الظاہری والخوارج۔	تو محارم کا نکاح مین جمع کرنا جائز ہے اور یہی مذہب داود ظاہری اور خوارج کا ہے انتہی۔

جواز نکاح محارم

عثمان تبی بڑے مشہور فقیہ اور امام ابوحنیفہ کے دوست اور ہمعصر ہین کیونکہ قلائد العقیان ابن حجر عسقلانی کے چھٹے باب مین امام صاحب کا ایک خط انہی عثمان تبی کے نام کا ہے۔

کشف الارتیاب مولوی محمد سعید تدریسی کے آخر صفحہ مین بحوالہ شرح مسلم نووی لکھا ہے

وقال مالک والشافعی وابو ثور وغیرهم لا اثر لوطی الزنا بل للزانی ان یتزوج ام المزنی بها وبنتها بل زاد الشافعی فجوز نکاح البنت المتولدة من مائه بالزنا۔

کہ امام مالک وشافعی وابو ثور وغیرہم نے کہا کہ وطی زنا کا کچھ اثر نہین بلکہ اگر چاہے تو مزنیہ کی مان یا اوسکی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام شافعی نے یہ بات اور بڑھا دی کہ زانی کو جائز ہے کہ وہ اپنے نطفہ کی اوس بیٹی سے بھی نکاح کر سکتا ہے جو اوسنے زنا سے جنوائی ہو انتہی محصلاً۔

تفسیر کبیر جلد ثالث سورہ نسا صفحہ ۱۸۳ تحت آیہ حرمت علیکم امهاتکم لکھا ہے (دوسرا

المسئلة الثانية قال الشافعی رحمه الله البنت المخلوقة من ماء الزنا لا تحرم

مسئلہ) شافعی نے کہا جو لڑکی زنا سے پیدا ہوئی ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہین ہے انتہی محصلاً **نواب** صدیق حسن خان بھوپالی کے رسالہ **افادة الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ** مطبوعہ نظامی کے صفحہ ۳ مین لکھا ہے ولا تنکحوا ما نکح اباء کم منسوخ است بہ آیہ الا ما قد سلف **الغرض** بکثرت کتب واقوال علماء اور اجتہادات مجتہدین سے ظاہر ہے کہ بعض حیلون سے مذہب اہلسنت مین محرمات ابدی سے نکاح جائز ہے پس جبکہ نہاک باندی حضرت فاروق کے پردادا یعنی عبد العزی یا دادا نفیل سے عقد شرعی ثابت نہین اور بعض علماء ومجتہدین کے نزدیک محرمات سے جائز ہے تو اس اصول کی بنیاد پر بالفرض اگر حضرت فاروق بھی صہاک کو زوجیت مین قبول فرماتے تو جائز اور مطابق مذہب اہلسنت ہوتا لہذا حضرات شیعہ کا یہ طعن

بھی خلاف اصول مذہب اہلسنت والجماعت ہے

زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہونیکا عام اصول ہے یعنی ہندو شیعہ سنی سب متفق ہین کیا معنی کہ اگر زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی تو ولد الزنا بھی مثل ذوی الفروض وعصبات میراث وترکہ کا مستحق ہوا کرتا اور ولد الزنا کی پرورش قانوناً یا رواجاً اوسکے حقیقی باپ کے ذمہ ہوا کرتی لیکن ان مذاہب مذکورہ مین ایسا ضابطہ نہین لہذا ثابت ہے کہ زنا سے مزنیہ اجنبی ہی رہتی ہے اور اسی اصول پر بعض خلفاء مروانیہ وعباسیہ نے بھی عمل کیا جن مین کا ہرایک اعلم اور ماہر دین متین تھا چنانچہ ثبوت دعوی مین بعض امثال پیش کی جاتی ہین ۔

مثال جماع بامہات

تاریخ الخلفاء سیوطی بیان ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان صفحہ ۱۰۷ مین ہے

فقالوا ما ننقم عليك في انفسنا لكن ننقم عليك انتهاك ما حرم الله وشرب الخمر ونكاح امهات الاولاد واستخفافك بامر الله ۔

کہ سنہ ۱۲۶ ہجری مین جب لوگون نے ولید کو قتل کرنیکے واسطے گرفتار کیا تو اوس نے کہا کیا مینے تم پر احسان نہین کیا قاتلون نے کہا کہ ہم اپنے نفسون کا بدلہ نہین لینے بلکہ اس بات کا بدلا لیتے ہین کہ تو نے اون چیزون کو مباح کیا جنکو خدا نے حرام کیا اور تو نے شراب پی اور باپ کی جورووُن سے نکاح کیا اور اللہ کے حکمون کو ذلیل کیا انتہی ملخصاً۔

تنبیہ۔ خلیفہ موصوف پر یہ الزامات جہلا کی طرف سے ہین ورنہ ہم انکے جواب تفصیل دیتے تاہم اس کتاب کے دونون حصون سے جواب الزامات مذکورہ ہوگیا ہین ۔

مثال دوم تاریخ مذکور فصل فی نبذ من اخبار الرشید صفحہ ۱۹۷ مین ہے سلفی نے طیوریات مین عبد اللہ بن مبارک تلمیذ رشید امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ مہدی

فلما افضت الخلافة الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریة من جواری المهدی فراودها عن نفسها فقالت لا اصلح لک ان اباک قد طاف بی فشغف بها فارسل الی ابی یوسف فسأله اعندک فی هذا شئ فقال یا امیر المومنین او کلما ادعت امة شیئا ینبغی ان تصدق ولا تصدقها فانها لیست بما مونة ۔	کے مرنیکے بعد ہارون رشید کا دل اپنے باپ کی ایک کنیز پر آیا پس اوسکو بلا بھیجا پس باندی نے کہا کہ مجھے مناسب نہین کیونکہ تیرے باپ نے مجھسے مقاربت کی ہے پس اس انکار پر شوق مواصلت بڑھا اور اپنے شیخ الاسلام قاضی ابو یوسف کو کہلا بھیجا کہ تیرے پاس جوازوطی مادرکا کوئی مسئلہ ہے تو پیش کرو امام صاحب موصوف نے فرمایا کہ لونڈی نے جو دعوی کیا ہے تو کیا لازم ہے کہ تو اوسکو

سچ جانے اور وہ کذب سے مامون بھی نہین ہے انتہی محصلاً اس روایت سے آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید امام صاحب موصوف کو خلیفہ کی جانب سے اجتہاد وطی مادر کے قبول مین سو ظنی ہوئی تو اجتہاد مذکور پر اضافہ کرکے ہارون کو یہ اطمینان اور بھی دیدیا کہ تو اپنے باپ کی ہتک حرمت کر اور اپنی خواہش

اهتک حرمة ابیک واقض شهوتک وصیره فی رقبتی ۔	پوری کر اور اوس کا وبال میری گردن مین ڈال انتہی محصلاً

مثال سوم امام صاحب موصوف کے اجتہاد مزید سے ہارون کو یہ نفع ہوا کہ وہ خود وطی مادر کا مفتی ہوگیا ۔ سچ ہے العاقل تکفیه الاشارة چونکہ ہارون رشید خود محدث تھا پھر شیخ الاسلام موصوف کو دوبارہ اس مسئلہ مین تکلیف دینے کی نوبت نہ آئی چنانچہ جب ہارون کے بیٹے مامون کا دل ہارون کی کنیز پر آیا تو اسنے ایک حرکت دیکھ کر بیٹے سے دریافت کیا کہ کیا تو اس کنیز پر فریفتہ ہے ۔ مامون نے کہا جی ہان ۔ پس ہارون رشید نے فرمایا اچھا اوٹھ اور اس قبہ مین ابھی اس

وقال اشتھیھا قال نعم قال قوقاد خل بھا تلک القبۃ فقام فلما خرج قال لہ قل فی ھذہ اشعرا (تاریخ الخلفا سیوطی بیان مامون صنہ۲) | کنیز کو لیجا پس مامون اوس کنیز کو قبہ مین لے گیا اور جب باہر نکلا تو ہارون نے کہا کہ اے مامون اوس لطف صحبت کی نسبت کچھ اشعار کہیہ پس مامون نے فی البدیہہ اشعار

کہے جنکا حاصل یہ ہے سہ بکری کی بولی کرینے اپنے دل سے رغبت کرکے کنیز کو گودمین لیا پس اوس نے باز رکھا ہونٹون کو شا د سے اور نہایت نخرہ سے اوسنے ردکیا اپنے حجاب کو دور کرکے پس مین ا ... مقام مرغوب پر رہا حتیٰ کہ مین اوسپر قادر ہو گیا انتہی محصلاً۔

مثال جماع باعمہ

تحفہ اثنا عشریہ جلد اول مین ہے کہ حسن صباح نے ملک شاہ سلجوقی کو خط لکھا اور بسبیل تذکرہ خلفا بنی امیہ و بنی عباس کے کچھ حالات لکھے اور اوسکے منجملہ یہ بھی لکھا کہ امین ابن رشید نے اپنی چھوٹی پھپی سے جماع تو اوسکو باکرہ نہ پایا امین نے اسکا سبب پوچھا تو اوس پھپی نے کہا کہ تیرے باپ نے دنیا مین کس کواری کو چھوڑا ہے جو مجھے چھوڑتا انتہی محصلاً۔

مثال جماع با دختر

تاریخ خمیس دیار بکری مین صالح بن سلیمان سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ولید

عن صالح بن سلیمان قال اراد الولید الحج وکان یشرب الخمر فوق ظھر الکعبۃ ونقل کفریاتہ وفسقہ بکثیر امن ذالک | بن یزید نے حج کا ارادہ کیا اور وہان پہنچکر خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پی اور اوسکے کفر و فسق کی بکثرت روایات ہین ازانجملہ

فتوحل بھا فوجد بہا جالسا مع	یہ کہ ایک دن ولید اپنے محل مین گیا تو اپنی
داؤتھا فبطع علیہا داذال بکارتھا	بیٹی کو دیکھا کہ وہ اپنی پالنے والی یعنی داوہ
فقالت لہ الداؤکا ھذا احبت المجوس	کے پاس بیٹھی ہے پس اوسکا ازالہ بکارت کیا
فانشد سہ من راقب الناس مات	اوسکی داوہ نے کہا کہ یہ رسم یہود کی ہے پس
ھما و وفاز باللذات الجسور۔	اوسی وقت ولید نے یہ شعر نظم کیا جسکا حاصل

یہ ہے کہ جسنے لوگون کی شرم کی وہ غم مین مرا اور جسنے جرأت کی اوسنے جسمانی لذتین اوٹھائیں انتہی محصلاً ان پانچون مثالون مین ضرور ہے کہ جن جن خلفاء نے جن جن عورتون سے مقاربت کی وہ قطعی ولدالزنا ہونگی خواہ اونکی بہنیں یا اونکے باپون کی ورنہ اوس خیرالقرون مین ایسا ہرگز نہین ہوسکتا کہ یہ اعلم لوگ ایسا فعل کرتے کیونکہ یہ زمانہ ائمہ اربعہ کا ہے اور بالخصوص ہارون رشید خود محدث و عالم و عابد ایسے تھے کہ سو رکعت نوافل بغیر عذر شدید کے کبھی ناغہ نہین کرتے (تاریخ الخلفاء)

پھر قاضی ابویوسف شیخ الاسلام صاحب جب جواز وطی مادر کا مفتی و دوسرے مامون وامین خود عالم وفاضل شاگرد امام مالک پس ان تینون حضرات کی نسبت تو ہرگز سوء ظنی نہین ہوسکتی کہ اونھون نے باوجود فضل وکمال علم برملا اپنے مذہب کی مخالفت کی ہوگی اور باعلان مرتکب زنا ہوئے ہونگے۔

ظاہر ہے کہ اسناد مزبورہ کی روسے مادر غیر منکوحہ اور اوسکی مان بہن اور حقیقی بیٹی وبہن متولدہ زنا یہ سب حلال ہین پس جبکہ مذہب اہلسنت مین بعض محارم سے بعض صورتون مین جماع جائز اور نکاح حلال ہے تو عمرو بن نفیل کا یا خطاب بن نفیل کا اپنی مادر غیر منکوحہ مسماۃ صہاکہ جدہ فاروق سے نکاح کس قاعدہ اور اصول اہلسنت والجماعت سے قابل طعن سمجھا گیا۔ یا دادی سے باپ کے ملوث ہوجانے پر نسب فاروق مین کس صورت سے الزام قائم کیا گیا ذرا اوسا نون کو بچا کر کے

حضرات شیعہ جواب دین مگر جیسے بے تہذیب الفاظ سے ہمنے اجتناب کیا ہے اوسی شعار پر جواب لطف فرمایا جائے ۔

تتمہ در ترجیح مذہب اہلسنت وجماعت

اس ساری کتاب مین اپنے مذہب کے خلاف و معارض کتب اہلسنت سے جو اسناد و احکام درج کئے ہین وہ صدیون سے معمول بہ اہلسنت نہین وہ ترخصات فقہا صرف جدید الاسلام لوگون کیلئے اجتہاد کئے گئے تھے اور وہ لوگ قریب العہد بکفر ہونیکے سبب ایسی رعایتون کے مستحق بھی تھے چونکہ حضرات شیعہ نے اونھین اسلاف پر اعتراض کئے تھے اسلئے اونھین اسناد سے مخالف کو ساکت کیا گیا ہے اور اب صدیون سے یہ اور ان جیسے اور مسائل اجتہادیہ و ترخصات معمول بہ اہل سنت نہین بفضل خدا جو اصل اصول اسلام کا منشا تھا پس اب وہی اخلاقی اور حسن معاشرت کے احکام صدیون سے جاری ہین اور افعال مذکور کو حرام مطلق جانتے ہین فافہم فتدبر ۔

باب دوم در بحث نسب عثمان رضی اللہ عنہ

مطاعن در نسب عثمان

جناب عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کی نسبت معاندین کے مطاعن حسب ذیل ہین مروج الذہب علامہ مسعودی جلد اول صفحہ ۳۴ مین ہے ۔

وقال عقیل بن ابیطالب للولید داخی عثمان من امہ کانک لا تدری من انت وانت علج من اہل صفوریۃ وھی قریۃ بین عکا و مجوت من اعمال الاردن من بلاد طبریۃ

حضرت عقیل بن ابی طالب نے حضرت عثمان کے ماںجائے بھائی ولید سے کہا تو جانتا ہے کہ تو کسکا نطفہ ہے جو موضع عکا و مجوت کے درمیان علاقہ اردن بلاد طبرستان

کان ذکوان ابانہ کان یہودیا منہا۔	سے ہے پس تیرا باپ وہاں کے یہودیوں سے تھا انتہی محصلاً

ابوالمنذر دہشام صاحب سیرۃ نے اپنی تاریخ کے مثالب بنی امیہ میں لکھا ہے کہ

وعفان بن العاص ممن کان یتخنث ویلعب۔	حضرت عثمان کے باپ عفان بن العاص ان لوگ محنث کا کام لیتے اور لعن سے

دل لگی کیجاتی تھی انتہی اور صاحب احقاق الحق شیعہ نے اپنی کتاب مذکور میں

ممن کان یلعب بہ وینخل عفان ابو عثمان کان یضرب بالدف	لکھا ہو کہ جس سے دل لگی کی جاتی تھی اور اپنا نسب غیر لوگوں سے ملاتا تھا حضرت

عثمان کے باپ تھے جو دف بجاتے تھے انتہی۔

ان نسبی خرابیوں کی رونق کیلئے حضرات شیعہ نے یہ بھی جوڑ لگائے ہیں کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۳۷۱ میں ہے

تزوج حکم بن کیسان مولی بنی مخزوم وکان حجاما امنۃ بنت عفان اخت عثمان وکانت مشاطۃ	کہ حکم بن کیسان حجام بنی مخزوم کے غلام نے آمنہ بنت عفان ہمشیرہ عثمان سے نکاح کیا اور وہ مشاطہ گری کرتی تھی انتہی محصلاً

ایسا ہی طعن صاحب اخبار و اصلاح دشیعہ نے حیوۃ الحیوان دمیری اخت جزو سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان کے عم حقیقی حکم بن العاص جانوروں کو بدھیا بناتے تھے اور تاریخ کامل ابن اثیر سے یہ طعن نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عثمان نے فرمایا کہ

حاف ف رھط عیلۃ وقلۃ معاش	میں ایسے خاندان سے ہوں جو اہل فقر و فاقہ اور قلیل معاش ہیں انتہی محصلاً

فصل دوم نسب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نسبی مطاعن کے جوابات تو ہم بعد میں کریں گے مگر پہلے ہم حضرت عقیل کی نسبت عرض کرتے ہیں کہ اول تو یہ صاحب بنی ہاشم جو بنی امیہ کے دشمن تھے دوم لالچی کہ حضرت ابوطالب کی ملک پر قابض ایسے ہوئے کہ حضرت جعفر اور جناب امیر علیہ السلام کو میراث تک نہ دی اسی طرح پیغمبر خدا کے والد اور والدہ کی طرف سے میراث میں جو سامان اور مکانات ملے تھے وہ پیغمبر خدا کے بغیر مشورہ و اطلاع کے بیچکر اپنے تصرف میں لائے (دیکھو اسنی المطالب برزنجی و بخاری و مسلم و ابن ماجہ و شرح معانی الآثار طحاوی و مستخرج علی صحیح البخاری وغیرہ)

پھر سب سے بڑھکر یہ لالچ کیا کہ جناب امیر جیسے برادر حقیقی شفیق کو چھوڑکر اونکے دشمن جانی معویہ کے پاس دمشق پہنچے پس ایسے لالچی صاحب کی روایت سے نسبی طعن کو صحیح جاننا عقل و دیانت کے خلاف ہے دوم حضرت عقیل میں گالی گلوج کی عادت تھی چنانچہ تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے۔

قال استب عقیل بن ابیطالب و ابیبکر وکان ابوبکر سبابا۔	کہ ابوبکر اور عقیل میں گالی گلوج ہوئی اور ابوبکر بڑے گالیاں دینے والے تھے انتہی

مجملاً اور اس سے زیادہ ان جناب کی ظرافت فحش آمیز جناب معویہ سے ہوئی چنانچہ ثمرۃ الاوراق کے صفحہ ۱۵ میں ہے کہ حضرت عقیل معاویہ کے پاس گئے تو معویہ نے

فقال معویہ لاصحابہ ھذا عقیل عمہ ابولھب فقال عقیل وھذا معاویہ عمتہ حمالۃ الحطب[ل] ثم قال یا معاویہ	اپنے اصحاب سے کہا کہ دیکھو یہ عقیل ہیں کہ جنکا چچا ابولہب ہے حضرت عقیل نے فرمایا دیکھو یہ معاویہ ہیں کہ اسکی پھپی حمالۃ الحطب زوجہ ابولہب

بیان ظرافت حضرت عقیل

ل زوجہ ابولہب کا نام ام جمیل لقب عوراء یعنی کانڑی اسی کا نام حمالۃ الحطب ہے اس خطاب کی وجہ تفسیر ابن عباس کے صفحہ ۱۳۴ میں یہ ہے ویقال فی عنقھا رسن لیف الذی اختنقت یعنی کہا گیا ہے کہ اسکے گلے میں ایک رسی رہتی تھی پس اوسی سے وہ اپنا گلا گھونٹ کر مرگئی انتہی۔
یہ زوجہ ابولہب حرب بن امیہ کی بیٹی ابوسفیان کی بہن معویہ کی حقیقی پھپی ہے۔ ۱۲ منہ

افاخلت النار فانا عدل ذات اليسار فانك ستجد عمى ابا لهب مفترشا عمتك حمالة الحطب فانظر ايهما خير الفاعل ام المفعول۔

پھر کہا اے معویہ جب تو جہنم جاتا تو بائین کو مڑنا تو وہان دیکھے گا کہ میرا چچا ابو لہب تیری پھپی کے ساتھ ہم صحبت ہوگا اوس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ فاعل اچھا یا مفعول

انتہی مجملاً توبہ توبہ اب انصاف فرمایا جائے کہ جس شخص کے مزاج مین ایسی ہتک و فحش آمیز ظرافت صحابہ سے ہو اوسکی روایت کیا قابل اعتبار ہوسکتی ہو مگر اب ہم اصل جواب کی طرف توجہ کرتے ہین اور ثابت کرتے ہین کہ حضرات شیعہ کے جملہ مطاعن نسبت حضرت عثمانؓ محض لغو اور بے اصل ہین دھوہذا

الجواب

ایسے واہی قیاسون کا کچھ ٹھکانا ہے۔ حالانکہ حضرات شیعہ کے ہان قیاس خسیسہ حرام ہے لیکن تعصب نے ایسا اندھا کیا کہ اہلسنت کی مخالفت مین اوسے بھی حلال سمجھ لیا۔ اول تو ہم اس امر کو بھی تسلیم نہین کرسکتے کہ حضرت غنی کی والدہ ماجدہ بدکار تھین کیونکہ ہمارے کسی مورخ و محدث نے انکی نسبت بدخیال ظاہر نہین کیا اور نہ عفان کا مخنث ہونا تسلیم کرتے ہین کیونکہ ابو المنذر اکذب الناس ہے دوم حصہ اول کے باب اول تکذیب لعلت ابنہ فاروق مین شرح الشرح نخبۃ الفکر سے واضح ہوچکا ہے کہ عثمان بن عفان دو شخص تھے پس غالبًا مرض مذکور کا علیل اور مخنث دوسرا عفان ہوگا کیونکہ سند مذکور مین اسم عفان بغیر قید قبیلہ ہے اور شرح نخبہ مین عثمان بن عفان ہے جس پر قیاس ہوتا ہے کہ وہ عفان کوئی اور ہوگا جسکو مخنث اور ڈھلی بجانے والا کہا گیا ہے سوم علی التنزل اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ معاذ اللہ حضرت عثمان کے والدین مین عیب مذکور تھے تو اسکے لیے یہ لازم نہین کہ جسکا ایک بچہ ولد الزنا ہو تو اوسکی جملہ اولاد بھی ولد الزنا

ہوگی دوسرے یہ بھی لازم نہین کہ جسکے باپ نے انتحال نسب کیا ہو تو اوسکی اولاد
بھی انتحال یعنی تبدیل نسب کریگی تیسرے یہ بھی لازم نہین کہ جو شخص لواطت کا عادی
ہو تو وہ عورت کے کام کا ہی نہو کہ وہ صاحب اولاد نہو پس ایسے قیاسات شیعہ
محض لغو و مہمل لہذا ہم دونون قسمون کی مثالین پیش کرتے ہین ملاحظہ ہون۔

محاضرات مین امام ابوالقاسم راغب اصفہانی نے ترجمہ عبداللہ بن مبارک
شاگرد امام ابوحنیفہ مین لکھا ہے۔

لما استولی الناصر علی طبرستان فوض الی عبداللہ ابن المبارک القضاء وکان یرمی بالابنۃ فقال یا امیر المومنین انا احتاج الی رجال یعینونی فقال قد بلغنی ذلک۔

کہ جب ناصر طبرستان کا حاکم ہوا تو اوسنے عبداللہ بن مبارک کو وہان کا قاضی مقرر کیا اور وہ علت ابنہ سے مشہور تھے اوھون نے ایک دن ناصر سے کہا یا امیر المومنین مجھے چند زبردست مردون کی ضرورت ہے
جو میری مدد کرین ناصر نے کہا مجھے اس طلب کی ضرورت پہلے ہی سے معلوم ہو
ہے انتہی محصلاً **تتبع** کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب صہر تھے۔

مخنث اول

دوسرے مخنث قاضی یحیی بن اکثم مامون رشید کے قاضی القضاۃ شیخ
الاسلام یہ فاعل ہی تھے اور مفعول بھی اور صاحب اولاد بھی تھے انکی نسبت
تاریخ خطیب بغدادی مین لکھا ہے۔

مخنث دوم

(قلت من املاء ابی بکر محمد بن القسم الانباری المقدام ذکروا ان القاضی یحیی بن اکثم قال رجل یانس بہ و یمازحہ ما تسمع الناس یقولون فی قال ما اسمع الا خیرا قال لم اسئلک

ابوبکر محمد بن قسم الانباری کہ جنکا ذکر پہلے آچکا ہے اونکے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ نقل مینے دیکھی ہے کہ قاضی یحیی نے ایک شخص جو اون کا بے تکلف دوست تھا اور اوس سے مذاق ہوتا تھا اوس سے پوچھا کہ میری

لیتزکینی قال اسمعتم یرمون القاضی بالابنۃ قال فضحک وقال المشہور غیر منا۔

نسبت لوگ کیا کہتے ہین اوس دوست نے کہا کہ لوگ یحیی کی تعریف کرتے ہین قاضی یحیی نے کہا کہ مین اپنی تعریف کی غرض سے نہین پوچھتا (سچ کہو) اوس دوست نے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ قاضی صاحب کو علت ابنہ ہے قاضی یحیی ہنسے اور کہا کہ اسکے خلاف مشہور ہے یعنی لونڈے سے باز انتہی محصلاً روض المناظر محب الدین ابوالولید محمد بن محمد بن الشحنہ ترجمہ قاضی موصوف مین ہے۔

وکان ذمیم الخلق یرمی بمحبۃ الغلمان حتی قال فیہ ۔ وکنا نرجی ان نری العدل ظاہرا ؛ فاعقبنا بعد الرجاء قنوط ؛ متی تصلح الدنیا ویصلح اہلہا ؛ وقاضی القضاۃ المسلمین یلوط ؛

کہ وہ بدخلقی اور لونڈون کی عشق بازی مین شہرہ آفاق تھے چنانچہ ایک شاعر نے اونکی نسبت یہ اشعار لکھے ہین جنکا حاصل یہ ہے ۔ ہمکو امید تھی کہ دنیا مین عدل کو ظاہر دیکھین گے مگر افسوس کہ امید کے بعد یاس ہوئی ایسی حالت مین دنیا اور اہل دنیا کو اصلاح کی کب توقع ہوسکتی ہے جبکہ مسلمانون کے قاضی القضاۃ خود لواطت کرتے ہون انتہی۔

محاضرات مین راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ ایک دن یحیی بن اکثم مامون

دخل یحیی بن اکثم علی المامون بین یدیہ غلام صبیح فقال یا یحیی استنطقہ وامتحنہ فقال لہ یحیی ما الخبر فقال لطلاقۃ لسانہ الخبر خبران ایہا القاضی خبر فی الارض وہو انک لوطی وخبر فی السماء وہو انک ابو

رشید کی خدمت مین حاضر ہوئے اوس وقت ایک خوبصورت غلام حاضر تھا۔ مامون نے کہا اے یحیی اسکی طلاقت کا امتحان کرو یحیی نے کہا اسے غلام کیا خبر ہے غلام نے بفصاحت کہا خبرین دو قسم کی ہین۔ زمین کی تو یہ ہے کہ تو لواطت

فقال المامون وایھا الاصح فقال خبر السماء لا یکذب فخجل یحیی وانقطع	کرتا ہے اور آسمان کی یہ ہے کہ مجھے علت ابنہ ہے مامون رشید نے پوچھا کہ ان دونو

خبرون مین زیادہ صحیح کونسی ہے غلام نے کہا کہ آسمان کی خبر جھوٹی نہین ہوتی پس یحیی شرمندہ ہو کر چپ رہ گیا انتہی محصلاً ان قاضی صاحب کے ایسے قصص کی اسناد اور بھی ہین جن سے ان مین دونون علتین پائی جاتی ہین جو بخوف طوالت ترک کئے گئے۔

اب یہ بات باقی رہی کہ ایسے اعمال کے لوگ صاحب اولاد بھی ہوتے ہین یا نہین تو پس وہ بھی ملاحظہ ہو۔ تاریخ بغدادی مین ان ہی قاضی صاحب کے بیٹے کا یہ قصہ لکھا ہے۔

وقال اسمعیل بن محمد بن اسمعیل الصفار سمعنا ابا العینا فی مجلس العباس المبرد یقول کنت فی مجلس ابی عاصم النبیل وکان ابوبکر بن یحیی بن اکثم حاضرا فنازع غلاما فترفع الصوت فقال ابو عاصم منہم فقال ھذا ابوبکر بن یحیی بن اکثم فقال ان یسرق فقد سرق اب لہ	اسمعیل بن محمد بن اسمعیل صفار نے کہا کہ ہمنے ابوالعینا سے سنا جبکہ وہ ابوالعباس کی مجلس مین بیٹھے تھے انھون نے ابی عاصم کی مجلس کا یہ واقعہ بیان کیا کہ اوس مجلس مین ابوبکر بن یحیی بن اکثم بھی تھے پس انھون نے ایک لڑکے سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ غل مچ گیا پس ابو عاصم نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے

کہا کہ ابوبکر ابن یحیی۔ ابو عاصم نے اس آیت کو بدلکر یون پڑھا ان یسرق فقد سرق اب لہ مراد یہ کہ اگر اس لڑکے نے چوری کی تو کیا ہوا اسکے باپ نے بھی چوری کی تھی انتہی محصلاً

نوٹ جناب امام رضا علیہ السّلام کی جو ولیعہدی ہوئی تو مامون کی طرف سے

ان قاضی یحییٰ بن اکثم نے بھی بہت خط کھی تھی اور احکامات مذہب جعفری کے اجرا
مین یہی صاحب خارج ہوئے تھے۔

نوٹ مدرکانب حلبی صاحب کشف الظنون نے اپنی کتاب
عقد منظوم فی ذکر افاضل الروم ترجمہ یحییٰ بن نور الدین مین لکھا ہے کہ یہ فاضل اجل
بھی اپنے ہم نام ابن اکثم جیسے صفات کے تھے لیکن انکے صاحب اولاد ہونے کے
اسناد میسر نہ آئے اسلئے ترک کیا گیا۔

تیسرا مخنث

تیسرا صاحب علت ابنہ صاحب اولاد عبد النعیم المعروف بہ طویس تھا چنانچہ
قاموس و صراح مین اسکا حال بھی درج ہے اور منتخب اللغات مین اس طرح
لکھا ہے۔ طویس بالضم والفتح وا و نام مخنثے است کہ در مدینہ بود اول او را طاوس
می گفتند چون علامت مخنثان دروی ظاہر شد او را طویس می گفتندے و
او می گفت کہ اے اہل مدینہ منتظر خروج دجال باشید تا وقتیکہ من درمیان شما ہستم
و چون بمیرم ہر آئینہ از خوف این بیہ در امان باشید زیراکہ روزیکہ من در میان
الصار نامی کردند و روزیکہ مرا از حضرت رسول صلعم وفات کرد و روزیکہ مرا از
شیر باز گردانید خلیفہ اول فوت شد و روزیکہ بحد بلوغ رسیدم خلیفہ ثانی کشتہ
شد و روزیکہ کدخدا شدم خلیفہ ثالث کشتہ شد و روزیکہ در خانہ من فرزند شد
خلیفہ چہارم کشتہ گردید پس کیست مثل من انتہی بلفظہ

چوتھا مخنث

چوتھا مخنث صاحب اولاد ابو جہل خال فاروق جسکی علت ابنہ کا ذکر حصہ
اول کی فصل ششم مین مجمع الامثال میدانی نیشاپوری سے لکھ چکے ہیں اسکا
فرزند عکرمہ نامی تھا کہ جسکا خون فتح مکہ کے دن پیغمبر خدا نے ہدر کر دیا تھا اور
پھر عکرمہ کی جورو کی پیروڑی سے عکرمہ کی جان بخشی ہوئی تھی اسی عکرمہ کے
حالات اور روایات صحیحین مین موجود ہین۔

پانچوان صاحب اولاد مخنث عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھا جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا باپ تھا پس ان شواہد سے ثابت ہوگیا کہ ملوط صاحب علت ابنہ بھی صاحب اولاد ہوا کرتے ہین لہذا حضرت عثمان کے والد عفان بن العاص کو مخنث بھی مان لیا جائے تو بھی جناب موصوف عفان ہی کے فرزند صلبی ہو سکتے ہین پس ان بنیادون پر حضرات شیعہ کا یہ اعتراض بھی لغو و مہمل ۔

حضرت عثمان غنی کے صحیح النسب ہونیکی قوی دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت نے اپنی دو بنات آپکے حبالہ نکاح مین دین اگر وہ معیوب النسب ہوتے تو گمان غالب ہے کہ آنحضرت صاحبزادیون کو اون سے منسوب نہ فرماتے کیونکہ آنحضرت نے بکثرت مواقع مین اپنے اصلاب طاہرہ وارحام زکیہ سے ہونیکا فخر فرمایا چنانچہ درمنثور سیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ مین ہے ۔

قال رسول اللہ خرجت من نکاح و لم اخرج من سفاح ولم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب طیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفی مھذبا لا ینشعب شعبان الا کنت خیرھما	آنحضرت نے فرمایا ہماری ولادت نکاح سے ہوئی ہے نہ زنا سے اور ہماری کسی پشت کے ابوین نے زنا نہین کیا ہر پشت مین اللہ تعالی اصلاب پاک سے ارحام پاک کی طرف منتقل کرتا رہا جو ہر طرح مہذب و مصفا تھا اور جب یک خاندان کے دو شعبے ہوئے تو ہم با عصمت خاندان کی پشت مین رہے انتہی محصلاً ۔

پس جس نفس زکیہ کا دعوی اپنے نسب پاک کی نسبت ایسے شد و مد سے ہو تو وہ اپنی لخت جگرون کے واسطے نسبی عیب کیون گوارا فرماتے لہذا یہ قرینہ حضرت غنی کے صحیح النسب ہونیکا ایسا محکم ہے کہ بجز جاہل کے اور کوئی انکار نہین کر سکتا ۔

مخالفت شیعہ در بنات و ربیبات سرورِ کائنات

کشف ربیبات پیغمبر خدا صلعم

بعض شیعہ کا دعوی یہ ہے کہ رقیہ و ام کلثوم جنکا نکاح حضرت عثمان سے ہوا وہ آنحضرت کے صلب سے نہ تھین بلکہ وہ ربیبات پیغمبر تھین یعنی وہ لڑکیان حضرت خدیجہ الکبری بنت خویلد کے بطن اور عتیق بن عائذ مخزومی کے نطفہ سے تھین جو حضرت خدیجہ کے شوہر اول تھے یا وہ صاحبزادیان ابو ہالہ بن زرارہ بناش اسیدی تمیمی کے نطفہ سے تھین جو حضرت خدیجہ کے شوہر دوم تھے یا وہ لڑکیان حضرت خدیجہ کی بہن ام ہالہ بنت خویلد کے بطن سے تھین جنکو حضرت خدیجہ نے مثل اولاد پالا تھا اور بلحاظ تعارف وہ لڑکیان آنحضرت کو باپ کہتی تھین جیسے ھند ابن ابو ہالہ کا قصہ ہے چنانچہ اسد الغابہ ابن اثیر مین ہے کہ ہند مذکور کو دعوی تھا کہ مین سب سے افضل ہون کیونکہ میرا باپ محمد رسول اللہ اور مان خدیجہ الکبری اور بہن سیدہ علیہا السلام ہین حالانکہ آنحضرت کی اولاد ذکور و اناث مین باتفاق جمہور اسلام کوئی ہند نامی لڑکا یا لڑکی نہ تھی اور سلف سے یہ قاعدہ چلا آرہا تھا کہ اولاد ربیب شوہر مادر کو باپ کہتی تھی جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سورہ ہود مین ہے کہ آپنے اپنی زوجہ نعمہ کے فرزند کو بیٹا کہا جسکے جواب مین خدا تعالی نے فرمایا لیس من اھلک یعنی اسے نوح یہ تمھارا فرزند نہین ہے چنانچہ کنعان کے ربیب ہونے کا ذکر تفاسیر فریقین مین ہے از انجملہ تفسیر بیضاوی قاضی نور الدین جلد اول سورہ ہود صفحہ ۳۵۶ مین ہے ونادی نوح ابنہ کنعان وفرع علی ابنہ وکان ربیبہ اور تفسیر مدارک سورہ ہود صفحہ ۲۵۳ مین کنعان کی نسبت لکھا ہے وقیل ابن امراءتہ پھر اسی سورہ کے تحت آیہ ان ابنی من اھلی لکھا ہے وکان ربیبا لہ فھو بعض اھلہ اور ایسا ہی تفسیر فخر رازی اور ہماری تفاسیر مین ہے پس ثابت ہو گیا کہ بموجب رسم قدیم ربیبات

کنعان ربیب حضرت نوح تھا

کو بیٹا بیٹی کہتے ہیں اسی قاعدے سے بنات پیغمبر رقیہ و ام کلثوم بھی بیٹیاں مشہور ہوگئیں بعض روات اہلسنت نے جو رقیہ و ام کلثوم کو بنات پیغمبر مشہور کر دیا تو اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں فقط بنات صلبی حرام تھیں اور اسلام نے ربیبات کی بھی حرمت قائم کی جیسا کہ سورہ نساء میں ہے کہ حرام ہیں تم پر تمہاری ربائب جو وربائبکم اللتی فی حجورکم من نسائکم تمہاری عورتوں کی گودوں میں ہیں جنسے اللتی دخلتم بھن ۔ تم نے صحبت کی ہے پس اسی مساوات حرمت کے سبب سے روات اہلسنت کو قطعی دھوکہ ہوا ۔

فقہ اہلسنت کے احکامات دیکھو تو ان سے بھی حضرت عثمان کی مصاہرت بنت پیغمبر ثابت نہیں ہوتی چنانچہ دار قطنی اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت لا لاتزوج النساء الا الاولیاء ولا نے فرمایا کہ عورتوں کا کوئی نکاح نہ کرے یزوجن الا من الاکفاء (شرح وقایہ) مگر ولی اور عورتیں نکاح نہ کیجائیں مگر ان مردوں سے جو انکے کفو ہوں چونکہ جناب عثمان کفو پیغمبر نہ تھے اس سبب سے رقیہ و ام کلثوم بنات پیغمبر نہیں ثابت ہوتیں کیونکہ عثمان کے ماں باپ کے انساب پیغمبر خدا سے جدا تھے یعنی عثمان کا ابوی نسب یہ تھا کہ عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس اور عثمان کی ماں مسماۃ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں پس جناب عثمان کے انساب ابوین ہاشمی نہ تھے اور حضرت عثمان کی نانی مسماۃ ام حکیم البیضا بنت عبد المطلب جو پیغمبر کی پھپی تھیں ان کی قرابت کا خیال ہو تو یہ قرابت نسب میں داخل نہیں ہوسکتی اور کفو کے معنی لغت میں برابری کے ہیں اور زمانہ جاہلیت و اسلام میں بنی امیہ و عبد شمس بنی ہاشم کے ہم مرتبہ نہ تھے دوم اصطلاح فقہ اہلسنت میں کفو سے مراد ایک دادا کی اولاد ہے نہ کہ دو چار پشت کے دادا کی اولاد سوم عام مسلمان کفو ہوسکتے ہیں عام مسلمانوں کے لیکن جو بذات خود مسلمان ہوا ہو اوس سے

فقہ اہلسنت

عثمان کفو پیغمبر نہ تھے

دو چار پشت سے مسلمان کی بیٹی کا نکاح ناجائز ہے (از کتب فقہ) چونکہ آنحضرت
کے ابوین کی نسبت جملہ شیعہ اور بعض علماء اہلسنت مومن ہونے کا عقیدہ رکھتے ہین
اور جناب عثمان جدید الاسلام تھے پس اس مناسبت سے بھی صہریت پیغمبر ثابت
نہین ہوتی پھر انکے اسلام پر غور کرو تو وہان بھی ڈھاک کے تین پات کیا معنی کہ مغنی
ذہبی مین جناب عثمان کی طرف پیغمبر خدا کا ارشاد ہے کہ جب دجال خروج کرے گا
اذا خرج الدجال تبعہ من کان یحب | تو عثمان کے محب اوسکی پیروی کرینگے انتہی
عثمان ۔ پس جسکے اسلام کا یہ درجہ ہو کہ اوسکے
محب کافر ہین تو ایسا شخص صہریت پیغمبر کے لائق نہین ہو سکتا ۔

پچہارم حاکم نے ابن عمر سے روایت کی ہے

العرب بعضہم اکفاء بعض قبیلۃ بقبیلۃ والموالی بعض اکفاء بعض ورجل برجل الا حائکا وحجاما (شرح وقایہ)	آنحضرت نے فرمایا کہ بعض عرب بعض کے کفو ہین اور قبیلہ قبیلہ کا اور غلام غلام کا اور عام لوگ عام لوگون کے لیکن جولاہہ

اور حجام مراد یہ کہ ادنی پیشہ والے عام خوش نسبون اور شریفون کے کفو نہین ہین
اور پیغمبر خدا نے اپنے علو مرتبت کا دعوی کیا ہو کہ خدا تعالی نے کنانہ کو اولاد اسمعیل

قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفی کنانہ من ولد اسمعیل واصطفی قریش من کنانہ واصطفی بنی ہاشم من قریش واصطفانی من بنی ہاشم (مشارق الانوار)	سے برگزیدہ کیا اور قریش کو کنانہ سے اور بنی ہاشم کو قریش سے اور مجھکو بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا انتہی ۔ پس جس ذات مقدس کو اپنے برگزیدہ خدا و خلق ہونے کا ایسا دعوی ہو تو کب ممکن ہے کہ

اپنی صلبی بیٹی کو ایسے درجہ کے شخص کو دے کہ جسکا باپ عفونت بھرا مخنث اور دف بجا کر
بسر کرتا ہو اور اوسکا حقیقی بہنوئی حکم بن کیسان بنی مخزوم کا غلام بھی ہو اور حجام بھی اور

اوسکی حقیقی بہن مشاطہ گری کر کے پیٹ پالتی ہو جسکا اسپورہ ہے کہ وہ مجہول النسب بھی ہو اور اوس کا باپ انتحالی نسب کا ملزم پس ہرگز یقین نہیں ہوسکتا کہ ایسے درجہ کے شخص کو پیغمبر خدا نے جو شریف مکہ و متولی کعبہ اور نجیب الطرفین تھے اونھون نے اپنی صلبی بیٹیاں ایسے درجہ کے شخص کو دی ہون۔

ہمارے مذہب و ملت کے نزدیک جو لوگ او رو جوہات ذوالنورینی ترک کر کے صرف رقیہ وام کلثوم کو بنات رسول جان کر جناب عثمان بن عفان کو ذوالنورین کہتے ہین وہ سلب ایمان کے خوف سے مامون نہیں کیونکہ فقہاء اہلسنت کا اجماع

ویفتی فی غیر الکفو بعدم جواز اصلا وھو المختار الفتوی (درمختار)	اس پر ہے کہ غیر کفو کے ساتھ لڑکی کا نکاح جائز نہیں اور یہی مذہب مختار ہے۔

اور احادیث مین ہے بنا تنا لبنینا یعنی ہماری بیٹیاں ہمارے لڑکون کیواسطے ہین نہ کہ غیر کفو کے واسطے اور ذو النورین کا خطاب عثمان پیغمبر خدا اور ائمہ ہدی سے ثابت نہین اور لقب ذوالنورین کے راوی بھی ضعیف وضاع خوشامدی ٹٹو پس ان بناؤن پر پیغمبر خدا کی توہین ہوتی ہے اور توہین پیغمبر کفر صریح ہے۔

مقام غور ہے کہ اوائل بعثت و آغاز اشاعت اسلام کے وقت حضرت علیؑ علیہ السلام کی عمر باختلاف روایات اہلسنت سات سال سے بارہ سال تک تھی اور بکثرت احادیث اہلسنت سے ثابت ہے کہ آنحضرت پیر کے دن مبعوث ہوے اور اوسی دن حضرت خدیجۃ الکبری اور ام ایمن زوجہ زید بن حارث مشرف باسلام ہوئین اور منگل کے دن جناب امیر مسلمان ہوے لیکن رقیہ وام کلثوم کے قبول اسلام کی کوئی تاریخ اور کیفیت کتب اہلسنت مین نہیں ۔ پس اگر یہ صلبی بنات بلکہ بطن حضرت خدیجہ سے ہی ہوتین تو ان کے قبول اسلام کی تاریخ بھی ضرور درج ہوتی۔

بعض احادیث اہلسنت سے ثابت ہے کہ آغاز اسلام کے وقت کعبہ مین بروقت

صلوۃ جناب خدیجہ و ام ایمن و جناب امیر علیہ السلام پیغمبر خدا کا اقتدا کرتے تھے لیکن ان احادیث مین زینب و ام کلثوم و رقیہ کے اقتدا کا کہین ذکر نہین اور تاریخ الخلفا سیوطی بیان عثمان صفحہ ۱۰۱ مین ہے۔

وتزوج رقیۃ بنت رسول اللہ صلعم قبل النبوۃ۔ | کہ رقیہ بنت رسول اللہ کا نکاح عثمان سے قبل بعثت ہوا پس قبل ہجرت حبشہ تو رقیہ

کا شریک صلوۃ ہونا کسی حدیث مین نہین پایا جاتا یہ حضرت عثمان ہی کا مقتدی صلوۃ بنا اوائل اسلام مین پایا جاتا لیکن ان محامد سے کتب فریقین خالی ہین لہذا زینب و رقیہ و ام کلثوم حقیقی بنات پیغمبر نہ تھین اسکے علاوہ بکثرت صحابیات و صحابہ حتی کہ عمرو عاص و معاویہ و یزید کے فضائل کتب صحاح اہلسنت مین ہین لیکن ان صاحبزادیون کے فضائل کا پتہ نہین۔

ان سب سے قطع نظر مباہلہ کے وقت یہ صاحبزادیان شریک عبا نہین ہوئین اور جو کہا جائے کہ وہ لڑکیان انتقال کر چکی تھین تو پھر یہ ثابت کیا جائے کہ کون سے ملک و دیار کے کونسے عالم اہلسنت نے زینب و رقیہ و ام کلثوم کا شریک و مساہم آیہ تطہیر سمجھنا پیغمبر خدا کا یا آنحضرت کا ان لڑکیون کی طرف یا اہل النبوۃ کا خطاب کرنا کہ جیسے جناب سیدہ و علی و حسنین علیہم السلام کی نسبت بکثرت احادیث فریقین مین موجود ہے یا ان لڑکیون پر صدقہ حرام ہونا کس کس کتاب و رسالہ مین لکھا ہے اسکو پیش کیا جائے۔

تنقید بنات رسول و تردید ہفوات جہول

رقیہ و ام کلثوم کے بنات پیغمبر یا ربیب پیغمبر یا حضرت خدیجہ کی بھانجیان ہونے مین بعض اخبار و آثار و اجتہادات سے بیشک اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ جب

حضرت صدیق و فاروق نے جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے خطبہ کی درخواست کی تو آنحضرت نے فرمایا ہماری لڑکیاں ہمارے بناتنا لبنینا۔
بیٹوں کے واسطے ہیں مراد یہ کہ غیروں کے واسطے ہماری بیٹیاں نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جیسے میراث میں رعایت الاقارب فالاقارب کا حکم ہے ویسا ہی کفو میں نکاح کا حکم ہے چونکہ جناب عثمان نسب امیہ سے ہیں اور آنحضرت بنی ہاشم سے بس حضرت عثمان پیغمبر خدا کے کفو نہ تھے لہذا ان سے بنات رسول کا نکاح ہی ناجائز تھا اور اس بات میں پیغمبری کا پورا اتباع جناب امیر علیہ السّلام نے بھی کیا چنانچہ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۔۔ میں ہے۔

دکان بناتہ علی لولد عقیل ولد العباس۔ وجعفر | کہ جناب امیر علیہ السّلام کی جملہ بیٹیاں اولاد حضرت عقیل و عباس و جعفر طیار سے منسوب ہوئی تھیں اس سند سے ثابت ہوگیا کہ حضرت ام کلثوم بنت علیؑ کو جو جناب فاروق سے منسوب ہونا لوگ بتاتے ہیں تو علاوہ اور دلائل کثیرہ کے ان اسناد سے بھی یہ تک بندی خیر خواہان فاروق کی گھڑت معلوم ہوتی ہے۔

ملا شہاب الدین عمر دولت آبادی نے مناقب السادات میں لکھا ہے (مردم ہرچند عالم و زاہد شوند اگر عجمی باشند با عجمی کفو اند و علوی اگرچہ امی باشد بغیر علوی کفو نہ بود پس جبکہ علوی کی نسبت بعض علمائے اہلسنت کی یہ رائے ہے تو اولاد پیغمبر کا درجہ علوی سے بہت ارفع ہے لہذا کسی طرح کوئی غیر بنی ہاشم بنی ہاشم کا کفو نہیں ہو سکتا۔

اب رہی لقب ذوالنورین کی شہادت اس بنا پر کہ آنحضرت کی دو نور العین عثمان سے بیاہی گئیں تو بیشک عام لوگ ذوالنورین کی وجہ تسمیہ صرف اسی کو سمجھتے ہیں لیکن روایات مندرجہ تاریخ الخلفاء سیوطی سے ظاہر ہے۔

آنحضرت نے ذوالنورین کا لقب حضرت عثمان کو نہیں دیا بلکہ یہ لقب اون خوشامدیوں نے جناب ممدوح کی نسبت مشہور کیا ہے جو مخالف بنی ہاشم تھے یا جناب عثمان کی سخاوت کے مرید تھے لیکن تاہم یہ عطیہ لقب اس معنی میں تھا کہ حضرت عثمان نے دو ہجرتیں کی تھیں جو اور خلفاء راشدین سے کسی نے نہیں کی تھیں یا بعض نے ذوالنورین اس خیال سے کہا کہ قرآن کو خدا نے نور فرمایا ہے اور عثمان نے قرآن کو دوبارہ جمع کیا تھا یعنی ایک بار حضرت کے زمانہ میں اور دوسری دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں یا بعض نے اس خیال سے ذوالنورین کہا کہ آنحضرت نے دوبارہ انکو حاکم مدینہ فرمایا تھا ایک غزوہ ذات الرقاع کے وقت اور دوسری دفعہ غزوہ غطفان کے وقت اگرچہ اور بعض صحابہ بھی ان وجوہات پر لقب ذوالنورین کے مستحق تھے لیکن معاویہ کے زبردست غلبہ اور احکام نے سب کی ذوالنورینیوں کو مٹا کر انکی ذوالنورینی مشہور و معروف کردی الغرض ایسی بناؤں پر دل گواہی دیتا ہے کہ رقیہ وام کلثوم پیغمبر خدا کی صلبی بنات نہ تھیں لیکن ہمارے بعض علماء اہلسنت کے اکثر مورخ و محدث نے رقیہ وام کلثوم کو صلبی بنات پیغمبر لکھا ہے بس ہمکو یہی افواہ پسند ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو

قسطلانی نے اپنی شرح بخاری میں لکھا ہے امام مالک اس رائے پر مستقیم

وقد جزم مالك بان اعتبار الكفاءة مختص بالدين في الناس سواء لا فضل لعربي على العجمي انما فضل بالتقوى وقال الله تعالى ان اكرمكم عند الله اتقيكم۔	ہیں کہ کفو کا اعتبار مختص بالدین ہے تمام انسان مساوی درجہ میں شخص عرب کو شخص عجم پر کوئی ترجیح نہیں ہے بیشک فضل و بزرگی مقید بہ تقوی ہے اور خدا تعالی نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ تم میں خدا کے نزدیک

وہ بزرگ ہے جو تم میں متقی ہے انتہی محصلاً اگرچہ بنظر آیات مودۃ وتطہیر ومباہلہ واحادیث ثقلین وتشبیہ نوح وابت وغیرہ بنی فاطمہ اس عام اصول سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں لیکن جب کہ خلفاء راشدین۔ اور خلفائے امویہ ومروانیہ نے بنی فاطمہ کو مستثنیٰ نہیں کیا تو آج ہم کیسے مستثنیٰ کر سکتے ہیں جس سے توہین حضرت عثمان ہو۔

استیعاب ابن عبد البر جلد دوم صفحہ ۷۵۳ میں ہے کہ ام کلثوم بنت

ام کلثوم بنت رسول اللہ امہا خدیجہ بنت خویلد ولدت قبل فاطمہ وقیل رقیہ فیما ذکرہ مصعب۔	رسول جن کی مادر گرامی حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں یہ حضرت فاطمہ سے پہلے پیدا ہوئیں اور بعض کے نزدیک پہلے رقیہ

جیسا کہ مصعب نے ذکر کیا ہے انتہی محصلاً اور مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق دہلوی جلد ۲ صفحہ ۵۳۳ میں ہے بدانکہ جملہ آنچہ اتفاق کردہ شدہ است برایشاں کہ شش اند پسر قاسم وابراہیم وچہار دختر زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ ودر غیر ایشاں اختلاف است۔ وبنت طیب وطاہر نیز شمردہ اند انتہی

پس ان دونوں سندوں سے رقیہ وام کلثوم کا صلبی بنات پیغمبر ہونا ثابت ہو گیا الحمد للہ اور عشرہ مبشرہ کے حصول فخر کے علاوہ حضرت عثمان اوس حدیث شریف کی حد میں داخل ہو گئے جو مسند امام احمد حنبل میں حضرت فاروق سے مروی ہے

قال رسول اللہ کل سبب ونسب منقطع بالموت لاسببی ونسبی۔	کہ آنحضرت نے فرمایا کل سبب ونسب منقطع ہو جائینگے موت کے بعد مگر میرا سبب ونسب

منقطع نہ ہوگا بعد موت بھی لہذا حضرات شیعہ کو جناب عثمان کا ادب کرنا چاہیئے۔

ان دلائل کے علاوہ ثمرۃ الاوراق حاشیہ مستطرف مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۴۵ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ معاویہ نے حضرت امام حسن مجتبیٰ اپر

لوگوں سے اعتراض کرائے تو اون میں سے پہلے عمرو عاص نے کھڑے ہو کر جناب امیرؑ علیہ السّلام پر اعتراضات کئے اور اسکے بعد ولید بن عقبہ بن ابی معیط کلال

عدم انکار از صہریت عثمان

ثم قام الولید بن عقبۃ بن ابی معیط فحمد اللّٰہ واثنیٰ علیہ ثم قال یابنی ھاشم کنتم اصھار عثمان بن عفان فنعم الصھر کان یفضلکم ویقربکم ثم بغیتم علیہ فقتلتم۔

برادر نسبتی حضرت فاروق نے حمد و نعت کے بعد کھڑے ہو کر کہا اے بنی ہاشم عثمان بن عفان تمھارا داماد تھا اور کیا اچھا داماد تھا کہ تمھاری بزرگی کرتا تھا اور تمکو اپنی طرف کھینچتا تھا پھر تمنے اوس سے بغاوت کی اور اوسے قتل کر دیا انتہی محصلاً پس جبکہ عثمان داماد رسول نہ تھے تو حضرت امام حسن مجتبیٰ نے صہریت عثمان سے کیوں انکار نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ کتب اہلسنت میں امام ممدوح کا صہریت سے انکار فرمانا کسی کتاب سے ثابت نہیں۔

ذکر ابکار خدیجہ و زلیخا

سلطانیہ امر کہ بعض علماء اہلسنت مثل احمد بلاذری اور ابوالقاسم کوفی وغیرہ نے اپنی

وروی احمد بلاذری وابوالقاسم کوفی فی کتابھما والمرتضی فی الشافی وابوجعفر فی التلخیص ان النبی تزوج بھا وکانت عذراء یوکد ذلک فی کتاب الانوار البدع ان رقیہ وزینب کانت ابنتی ھالۃ اخت خدیجۃ۔

اپنی تالیفات میں اور اسی طرح بعض علماء شیعہ مثل سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے شافی میں اور ابوجعفر نے تلخیص میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو وہ باکرہ تھیں جیسا کہ کتاب انوار البدع میں ہے کہ رقیہ و زینب حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھیں انتہی محصلاً تو شیعہ کا یہ دعویٰ اگر سچا ہو تو تعجب نہیں کیونکہ حضرت زلیخا بھی منکوحہ ہونیکے بعد باکرہ رہی تھیں اسی طرح حضرت آسیہ زوجہ فرعون کہ باوجود رجولیت فرعون حضرت آسیہ پر قادر نہوا لیکن اصل تو یہ سند محمد بن علی بن شہر آشوب شیعہ غالی کی کتاب مناقب سے پیش ہوئی

ہے جو قابل وثوق نہیں **دوم** جملہ علمائے شیعہ کا اس پر اتفاق نہیں کہ رقیہ وام کلثوم صلب پیغمبر سے نہ تھیں **سوم** ہمارے جملہ علماء اہلسنت نے عظمت پیغمبر کی اس باب میں تنقید نہیں کی جو بوثوق کہا جائے کہ وہ بنات منسوبہ عثمان صلب پیغمبر سے نہ تھیں۔ **چہارم** علماء اہلسنت میں سے اگر کسی ایک دو نے رقیہ وام کلثوم کے صلبی بنات رسول ہونے سے انکار بھی کیا ہو تو وہ جملہ علمائے اہلسنت کا متفقہ مذہب اور عقیدہ نہیں ہے بلکہ اسکے خلاف کے نظائر و اسناد بکثرت اور بھی موجود ہیں۔

اب رہا یہ امر کہ زینب و رقیہ وام کلثوم میں سے کوئی صاحبزادی آغاز اشاعت اسلام میں جناب امیر کی طرح جماعت صلوۃ میں شریک نہیں ہوئیں یا جناب خدیجہ و جناب امیر کے اسلام کی تاریخیں احادیث میں موجود ہیں انکے قبول اسلام کی تاریخیں مذکور نہیں تو اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی میں ابن سعد سے روایت ہے کہ رقیہ وام کلثوم کا نکاح دس سال قبل بعثت عتبہ وعتیبہ ابنان ابولہب سے ہو چکا تھا اور اسی کتاب کے صفحہ ۹۱ میں ہے کہ

ھی اکبر بناتہ واول من تزوج منھن ولدت قبل المبعث بمدۃ قیل عشر سنین۔

آنحضرت کی بیٹیوں میں سب سے بڑی زینب تھیں جنکی ولادت ونکاح قبل بعثت ہوا اور وہ آنحضرت کی تیس سالہ عمر میں پیدا ہوئیں انتہی محصلاً چونکہ حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم اپنے کافر ومشرک شوہروں کے گھروں میں تھیں تو بجہت تقیہ جماعت صلوۃ میں شریک نہ ہو سکتیں اور ان صاحبزادیوں نے اپنے شوہروں کے کفر وشرک کے لحاظ سے جناب خدیجہ وحضرت علی علیہ السلام کی طرح ظاہرا اظہار اسلام نہ کیا ہوگا مگر باطناً وہ ضرور مومنہ ہونگی۔

اب رہا یہ امر کہ وہ صاحبزادیاں شریک مباہلہ نہ ہو سکیں تو حضرت زینب

زوجہ ابوالعاص کا انتقال ۸ھ ہجری میں ہوا اور حضرت رقیہ کا ۲ھ ہجری میں اور حضرت ام کلثوم کا ۹ھ ہجری میں اور مباہلہ ۱۰ھ ہجری میں ہوا (استیعاب)۔
پس جبکہ وہ صاحبزادیاں زندہ ہی موجود نہ تھیں تو شریک مباہلہ کیونکر ہو سکتیں۔

اب رہا یہ امر کہ کسی عالم اہل سنت نے ان بنات کو شریک آیہ تطہیر نہ سمجھا اور نہ کسی نے انپر صدقہ کا حرام ہونا بیان کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبزادیاں لاولد گذریں صرف حضرت ام کلثوم کے ہاں ایک بچہ حضرت عثمان سے تھا وہ کم سنی میں مرغ کی ضرب کے صدمہ سے مرگیا تھا پس اس وجہ سے علماء کو ان صاحبزادیوں کے باب میں زیادہ بحث کرنے کا موقع نہیں ملا۔

اب رہا یہ امر کہ وشمنان پیغمبر کے فضائل کتب صحاح [illegible] میں موجود ہیں اور ان صاحبزادیوں کے نہیں تو [illegible] سے یہ بنات صلب پیغمبر سے خارج نہیں ہو سکتیں اور جس صورت میں فریقین [illegible] کو صاحبزادیاں پیغمبر [illegible] نہیں ہوئے تو [illegible] ان صاحبزادیوں کے فضائل [illegible] میں [illegible] کرنا چاہیئے۔ الغرض جب تک حضرات شیعہ منسوبہ عثمان کے صلب پیغمبر سے ہونیکا انکار اقوال پیغمبر و ائمہ علیہم السلام سے پیش نہ کریں اوس وقت تک انکو حضرت رقیہ و ام کلثوم کے بنات رسول ہونیسے انکار نہیں کرنا چاہیئے اور اسی طرح جب تک سند مطلوب پیش نہو اوس وقت تک حضرت عثمان مشہورہ صفت ذوالنورین سے خارج نہیں ہو سکتے فافہم وتدبر۔

باب سوم در نسب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

جناب طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ سے ہیں اونکے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے عنایت کی ہے چنانچہ سیرت ہشام سے احقاق الحق شیعہ میں اس طرح منقول ہے۔ ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب | وقد ذکر ابو المنذر ہشام بن محمد

بن السائب الکلبی من علماء الجمہور	الکلبی جو جمہور علمائے اہلسنت سے ہیں
ان من جملۃ البغایا و ذوی الرایات	وہ کہتے ہیں کہ صاحب رایت زنا صعبہ بنت
صعبہ بنت الحضرمی وکانت لہ رایت	حضرمی مکہ میں تھی جسکے ہاں رایت زنا
جلۃ واستصفت بابی سفیان فوقع	تھا پس ابوسفیان سے اوسکی تعریف
علیہا ابوسفیان وتزوجھا عبید اللہ	کی گئی اور ابوسفیان اوسپر واقع ہوا اور
بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد	صعبہ سے عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن
بن تیم فجاءت بطلحۃ بن عبید اللہ	کعب بن سعد بن تیم کا نکاح ہوگیا اور
لستۃ اشھر فاختصم ابوسفیان و	نکاح کے چھ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوئے
عبید اللہ فی طلحۃ فجعلا امرھا الی	پس ابوسفیان اور عبید اللہ کا ابنیت
صعبۃ فالحقت بعبید اللہ فقیل لھا	میں جھگڑا ہوا اور صعبہ کو اس نزاع کا پنچ
کیف ترکت اباسفیان فقالت ید	بنایا گیا تو اوسنے طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ
عبید اللہ طلقۃ وید ابی سفیان	بتایا لوگوں نے صعبہ سے پوچھا کہ تونے
بکرۃ ۔	طلحہ کو ابوسفیان کا نطفہ کیوں نہ بتایا صعبہ

نے کہا کہ عبید اللہ مرد سخی ہے اور ابوسفیان بخیل انتہی محصلاً اور حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ بنانے کے اسباب یہ تھے ۔

ثبوت سبب اول بخل

مسلم کتاب الاقضیہ جلد رابع باب قضیہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ صفحہ ۱۰۷ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے ۔ اونھوں نے فرمایا کہ ایک

فقالت یارسول اللہ ان اباسفیان	دن ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ام معویہ نے

لہ جناب ابوبکر کا نسب یہ ہے عبید اللہ بن ابی قحافہ الموسوم بہ عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اور طلحہ کا یہ نسب ہے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اس سے معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ ابوبکر کے حقیقی بھتیجے تھے ۔۱۲

رجل شحیح لایعطینی من النفقۃ مایکفینی ویکفی بنی الاما اخذت من مالہ بغیر علمہ۔	حاضر ہوکر شکایت کی کہ ابوسفیان بخیل ہے اسقدر خرچ نہیں دیتا کہ جو مجھے اور میرے بچوں کو کفایت کرے مگر میں اوسکے مال

سے اس طرح چراتی ہوں کہ اوسکو معلوم نہیں ہوتا انتہی محصلاً

سبب دوم یہ کہ ابوسفیان نہایت ذلیل پیشہ اور نہایت مغلوب الغضب تھا چنانچہ حیوۃ الحیوان دمیری مطبوعہ مطبع مصطفی شاہین مصری جلد اول لغت جزو صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔

کان ابوسفیان بن حرب یبیع الزیت والادم۔	کہ ابوسفیان روغن زیت اور چمڑہ بیچنا تھا انتہی۔

دوسرا ذلیل پیشہ تاریخ کامل ابن اثیر جزری کے حاشیہ پر مروج الذہب علامہ مسعودی کی چھپی ہے اوسکے صفحہ ۵ میں قیس بن سعد صحابی رسول کا خط معویہ کے نام کا ہے اوس کا ایک فقرہ طعن معویہ میں یہ بھی اون بزرگ نے فرمایا ہے کہ

وقد کان ابوک یوتر قوسہ ویرمی عن فشغب بہ من عقبۃ لاشق غیرہ۔	اسے معاویہ بیشک تیرا باپ یہودیوں کی عبادت گاہ میں دو تار کھینچتا تھا اور پانی

پہنچاتا تھا پس اوس سے جھگڑتا تھا جو پانی کھینچنے کے پتھر پر چڑھتا تھا اور لڑ جھگڑ کر سب پانی کھینچ لیتا تھا انتہی محصلاً اس روایت سے ڈفالی اور بہشتی کا پیشہ ظاہر ہوا۔

سبب سوم یہ کہ ابوسفیان اول درجہ کے حرامکار اور زانی تھے چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان میں مسیری شاعر کے یہ ابیات ہیں ؎

زنا کاری ابوسفیان

الا ابلغ معوية بن صخر مغلغلة من
الرجال اليمانى ، اتغضب ان يقال
ابوك عف ، وترضى ان يقول ابوك
زانى ، فاشهد ان رحمك من زياد
كرال الفيل من ولد الاتان ، واشهد
انها ولدت زيادا ، وصخر من سمية غير
دان -

معاویہ بن صخر کو کوئی مرد یمنی کا پیغام پہنچا
دے کہ اگر کوئی تیرے باپ کو پرہیزگار کہتا ہے
تو تو اوس سے ناراض ہوتا ہے اور جو زانی
کہتا ہے تو تو اوس سے خوش رہتا ہے
پس میں گواہی دیتا ہوں اے معاویہ
زیاد سے تیری نسبی قرابت ایسی ہے کہ
جیسے گدہے کی ہاتھی سے اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ زیاد سمیہ کے بطن سے اون ہی ایام میں پیدا ہوا جن دنوں ابوسفیان
کی سمیہ سے آشنائی تھی ۔ انتہی محصلاً ۔

پس حضرت طلحہ کو صعبہ نے جو عبید اللہ کا نطفہ بتایا اور ابوسفیان کا نطفہ نہ بتایا تو
ظاہرا اسباب بالا کے سبب طلحہ کو ابوسفیان کا نطفہ نہ بتایا ہو تو کوئی تعجب کی بات
نہیں ۔

ذکر فحش ام اسحاق زوجہ طلحہ

دوسرا طعن یہ ہے کہ حضرت طلحہ کی زوجہ فاحشہ تھیں چنانچہ سیرت میں
ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے لکھا ہے کہ ایک دن یزید بن معاویہ بن ابوسفیان

قال وجرى بين يزيد ابن معوية و
بين اسحاق بن طلحة بن عبيد الله
كلام بين يدى معوية وهو خليفة
فقال يزيد لاسحاق ان خيرا لك
ان يدخل بنو حرب كلهم الجنة اشار
يزيد الى ام اسحاق كانت تلوا الى
بعض بنى الحرب فقال له اسحاق

اور اسحاق بن طلحہ بن عبید اللہ کا مکالمہ
ہوا جبکہ معاویہ خلیفہ بن چکا تھا یزید نے
اسحاق سے کہا کہ تمھارے لیے یہی بہتر
ہے کہ تمام بنو حرب جنت میں داخل ہوں
یزید نے یہ اشارہ ام اسحاق کے فحش کی طرف
کیا تھا کیونکہ ام اسحاق زوجہ طلحہ بنی حرب کے
ایک جوان سے ہم آغوش تھی ۔ اسحاق نے

ان خیرلك ان یدخل بنوالعباس کلهم الجنة فلو یفهم یزید قوله وفهم معویه فلما قام اسحاق قال معویه لیزید تشاتم الرجل قبل ان تعلم مافیك قال قصدت اناشین اسحاق قال وكذلك ایضاً قال وكیف قال اما علمت ان بعض قریش فی الجاهلیة یزعمون انی للعباس فسقط فی یدی یزید -	کہا کہ تمھارے لئے یہ بہتر ہے کہ تمام ہی عباس جنت میں داخل ہوں لیکن یزید اس کہا کو نہ سمجھا اور معویہ سمجھ گیا جب اسحاق اٹھکر چلے گئے تو معویہ نے یزید سے کہا کہ تو بغیر سوچے سمجھے لوگوں کو گالیاں دیتا ہے (یعنی عیب چینی کرتا ہے) یزید نے کہا کہ میں تو اسحاق کی عورتوں پر چوٹ کی تھی معاویہ نے کہا پس اسحاق نے بھی ویسا ہی جواب دیا یعنی تیری دادی ہندہ پر طعن کیا یزید

نے کہا یہ کیونکر معویہ نے کہا زمانہ جاہلیت میں قریش سے بہت لوگو نکا یہ خیال تھا کہ میں (معویہ)

عباس بن عبد المطلب کے نطفہ سے ہے یزید چپ ارہ گیا -

چونکہ حضرت طلحہ چند ماہ کی مدت حمل میں پیدائش کے سبب سے بہت کمزور شخص تھے دوجہ جناب طلحہ کے باپ مخنث تھے اور بمصداق حدیث مشہور الولد سر لابیہ حضرت طلحہ میں باپ کے مخنث ہونیکا جو دشھوۃ ہونا لازمی تھا بایں وجہ انکی زوجہ فاحشہ ہوگئی ہوں تو تعجب نہیں اور عبید اللہ کے مخنث ہونے کا ثبوت اسی سیرت ہشام میں ہے -

ممن كان یتخنث عبید الله ابو طلحه	کہ جو مخنث گری کرتا تھا وہ طلحہ کا باپ عبید اللہ تھا انتہی محصلاً

لہذا ثابت کہ حضرت طلحہ مجہول النسب تھے -

فصل اول در تنزیہ نسب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

صاحب احقاق الحق شیعہ غالی اور ابو المنذر ہشام صاحب سیرت گو بہانی مگر جہان کا جھوٹا اسلئے یہ طعن ہم پر حجت نہیں ہوسکتا دوم ہماری کسی معتبر و موثق کتاب سے حضرت طلحہ کا نسبی عیب ثابت نہیں اور نہ اون کی والدہ کے فحش کا کچھ ذکر نہ مخنث ہونے کا اور نہ اون کی زوجہ کے فحش کا کچھ حال۔ اس سے ہویدا ہے کہ یہ طعن نسب بالکل مجہول ہے سوم بالفرض صعبہ فاحشہ بھی تھی تو جب بقول ابو المنذر ہشام صعبہ کا نکاح عبید اللہ سے ہوگیا تھا اور نکاح کے چھ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوے تو اس سے حضرت طلحہ کو ابو سفیان کا نطفہ قرار دینا چہ معنی وارد کیا یہ محال طبعی ہے کہ چھ ماہ میں مولود انسان پیدا نہیں ہوتا یا جو پیدا ہوتا ہے تو کیا وہ زندہ اور طویل العمر نہیں ہوتا دنیا میں بکثرت مولود ایسے ہوے کہ وہ چھ ماہ کی مدت حمل میں پیدا ہوے اور عمر طبعی کو پہنچکر اونھوں نے انتقال کیا۔

اگرچہ حمل کی مدت طبعی انسان کیلئے عموماً نو ماہ ہیں لیکن دنیا میں تمام مولود اس قاعدہ پر پیدا نہیں ہوتے بعض چھ ماہ میں پیدا ہوتے ہیں بعض تین سال اور بعض چار سال اور بعض آٹھ سال اور بعض دس اور بعض بارہ سال اور بعض اس سے بھی زیادہ حمل میں رہ کر پیدا ہوے غرض حمل انسان کی مدت انتہائی میں بر روے مشاہدہ بیحد اختلاف ہے اور نو ماہ عام طبعی مدت حمل ہے اور ایسی کمی یا زیادتی بجہت عوارض ہے چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام چھ ماہ کے حمل میں پیدا ہوے اور امام مالک تین سال اور امام شافعی چار سال میں پیدا ہوے۔ اختلاف مدت حمل

سیاق طعن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ حقیقۃً تو ابو سفیان کا نطفہ تھے مگر چونکہ حبشی اور روز بینہ اور بدمزاج تھے پس صعبہ نے زیادہ آمدنی اور علو درجت

کے خیال سے حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ بتایا تو اس اعتراض سے صعبہ کا فریب اور جھوٹ بولنا ثابت ہوا پس اس نامعقول اعتراض کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔

جب کہ عبید اللہ سے صعبہ کا نکاح ہو چکا تھا تو بعد نکاح جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ بچہ صاحب فراش کا سمجھا جائیگا خواہ نکاح کے چھ ماہ بعد ہو یا چھ سال بعد اور مولود کے نسب کی صحت عورت کے بیان پر کیجاویگی اور مرد کے بیان کا اعتبار نہ کیا جائیگا (دیکھو کتب فقہ فریقین) دوم جبکہ اوسی زمانہ والوں نے حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا فرزند تسلیم کرلیا جو کہ عبید اللہ کے مخنث ہونے سے بھی ضرور واقف ہونگے بلکہ جناب ابوسفیان بھی واقف ہونگے تو آج یہ طعن ہی عبث ہے سوم اگر عبید اللہ مخنث ہوتے تو ابوسفیان طلحہ کی ابنیت کے جھگڑے کے وقت ضرور کہہ دیتا کہ تم مخنث ہو تمکو اولاد ہو ہی نہیں سکتی پھر طلحہ کی ابنیت کا دعوی کیسا لیکن مطاعن پیش شدہ میں اس معارضہ کا ذکر نہیں ہے لہذا عبید اللہ ہرگز مخنث نہ تھے اور حضرت طلحہ ان ہی عبید اللہ کے فرزند صلبی تھے چہارم جبکہ ابوسفیان نے اوس وقت کے بعد پھر کبھی طلحہ کی ابنیت کا دعوی نہیں کیا اور نہ کسی قایف سے طلحہ کی ابنیت کی جانچ کرائی گئی جیسا کہ عرب لوگ بحالت شبہہ مولود نسب کی جانچ کرایا کرتے تھے اور نہ معاویہ نے زیاد بن عبید کی طرح حضرت طلحہ کو بن ابوسفیان بنانیکی کوشش کی جیسا کہ حصہ اولی میں لکھ چکے تو آج تیرہ سو تیس برس بعد آپ حضرات کو اس اعتراض کا کیا حق ہے پس ان معقول جوابات سے معلوم ہو گیا کہ حضرت طلحہ عبید اللہ ہی کے نسب سے تھے۔

فصل دوم در علت انتقال از وجوب کذب

اس فصل میں دو باتوں کا جواب معقولی و منقولی پیش کیا جاتا ہے۔

جواب اول

بالفرض والتسلیم اگر صہبہ کا طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ فریباً ظاہر کرنا مان لیا جاوے تو جیسے منکوحہ غیر بموجب قاعدہ وفقہ اہلسنت فریب سے حلال ہو جاتی ہے اوسی قیاس پر اولاد غیر بھی فریبی کے نسب سے سمجھی جاسکتی ہی۔ اور اشیاء مغصوبہ کیلئے بھی ایسا ہی حکم ہے چنانچہ منخول غزالی میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اصول مذہب درج ہیں اگر غاصب مغصوبہ میں تغیر کردے تو مالک کا حق ملکیت شئی مغصوبہ سے زائل ہو جائیگا دوسرا اصول مذہب یہ درج ہی کہ اگر فریبی شخص تعلیمی گواہ کو کسی کی زوجہ

کے نسبت ایسی گواہی کیلئے پیش کرے	قال شهود الزور اذا شهدوا كاذبين
کہ یہ عورت عمر کی منکوحہ ہے اور وہ تعلیمی	على نكاح زوجة لغيره وقضا به القاضي
گواہ عمر کی منکوحہ ہونا بیان کردے اور	بحلها الزوجة الشهود له وان كان
قاضی اوس جھوٹی شہادت پر منکوحہ بکر	عالما بالتزوير حرمة على الاول بينه
کو عمر کاذب کے حوالہ کردے حالانکہ مدعی	وبين الله تعالى۔

یہ جانتا ہو کہ یہ عورت بکر کی منکوحہ ہے تو بھی عمر کاذب پر وہ عورت خدا کے نزدیک بھی حلال ہو جائیگی اور شوہر اول پر حرام انتہی محصلاً پس جن اہل مذہب کا خدائے علام الغیوب کے نسبت بھی یہ اعتقاد ہو کہ وہ بھی فریبی مدعی کا حق تسلیم کرکے عورت کو اصل شوہر پر حرام اور فریبی اور کاذب شوہر پر حلال کردیگا تو اوس اعتقاد کی صورت میں عمل فریب احسن و مباح سمجھا جائیگا اور اسی قیاس پر اولاد غیر مدعی کاذب کی ماننی پڑیگی۔ اور ویسے ہی فریب حلال کی تائید میں جامع الشریعت قامع البدعت امام محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی صحیح جلد اول کتاب الحیل میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے اوسکے آخری حصہ میں ہی۔ بعض نے کہا ہے کہ قال بعض الناس ان لم تستاذن اگر باکرہ سے اجازت نہ لی گئی ہو بلکہ کسی

البکر ولم تتزوج فاحتال رجل فاقام شاهدی زور انه تزوجها برضاها فاثبت القاضی نکاحها والزوج یعلم ان الشهادة باطلة فلا باس ان یطأها وهو تزویج صحیح۔

شخص نے جھوٹے گواہ ایسے بنائے ہوں جو یہ گواہی دیں کہ اس عورت سے مدعی نے نکاح کیا ہے اور قاضی نے بھی اس شہادت کو قبول کیا تو شوہر کاذب باوصف اسکے کہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹی کارروائی ہے مگر اوس عورت سے مدعی کاذب کو وطی حلال ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا انتہی محصلاً۔

چونکہ نسب کا مبادی جماع اور مقصود نتیجہ جماع اولاد اور جماع فریب سے بھی ہادیان مذہب بلکہ خدائے علیم کے نزدیک حلال ہو جاتا ہے تو اولاد غیر بصورت فریب حقیقی اولاد ماننی پڑیگی لہذا ثابت کہ فریب صعبہ نسب حضرت طلحہ کی نسبت احسن اور جائز و حلال تھا اس بنا پر حضرت طلحہ عبید اللہ ہی کے صلب سے تھے۔

بالفرض والتسلیم صعبہ بنت حضرمی نے جھوٹ کہا کہ حضرت طلحہ ابوسفیان کے نطفہ سے نہیں عبید اللہ کے صلب سے ہیں تو اس جھوٹ بولنے سے صعبہ شریعت اہلسنت کے مطابق کیا کافر ہوگئی یا جہنمی ہوگئی یا مرتکب حرام ہوئی پس حضرات شیعہ کے ایسے تمام قیاسات و خیالات لغو و مہمل ہیں۔

کذب نفس الامر میں برا نہیں صرف بیوقوفوں کے بیجا استعمال کے سبب بدنام ہے لیکن مذہب اہلسنت نے اوسے حرام نہیں کیا اس ہی لئے سنت دین لوگوں نے اسے کبھی ترک نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اسکا عمل اور مشق کرتے رہے ان بناؤں پر علمار اہلسنت نے خدا تعالیٰ کے امکان کذب کا مسئلہ تحقیق کرکے جو پیدا کیا ہے وہ بہت درست معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس مسئلہ کی تحقیق اور بحث موضوع کتاب سے

جدا ہے اس وجہ سے ہم صرف اوسکی حلت و وجوب کی نسبت لکھ کر اس نسب کی بحث کو ختم کرتے ہیں۔

احیاء العلوم غزالی جلد دوم میں ہے اعلوا ان الکذب لیس حرام یعنی کذب حرام نہیں اور زاد المعاد ابن القیم جلد اول صفحہ ۲۹۹ میں ہے۔ کلام وسیلہ

الکلام وسیلة الی المقاصد فکل مقصود محمود یمکن التوصل الیہما بالصدق والکذب جمیعاً فالکذب فیہ حرام وان امکن التوصل الیہ بالکذب دون الصدق فالکذب فیہ مباح ان کان یحصل ذالک المقصود مباحا فواجب ان کان المقصود واجبا۔	تحصیل مقصود ہے جو مقصود محمود ہے اگر اوسکو صدق و کذب دونوں سے حاصل کرسکتے ہیں تو اوس موقع پر کذب حرام ہے اور اگر صرف کذب ہی سے وہ مقصود حاصل ہوسکتا ہے نہ صدق سے تو اگر تحصیل مقصود جائز و مباح ہے تو کذب بھی مباح ہوگا اور جو مقصود کی تحصیل واجب

ہے تو کذب بھی واجب ہوگا انتہی محصلاً پس جبکہ مذہب اہلسنت والجماعت کے بموجب کذب حرام نہیں بلکہ بعض صورتوں میں کذب فرض و واجب ہے تو ایک جاہل کافرہ عورت صعبہ کے جھوٹ پر کیوں طعن کیا جاتا ہے اور جو کہا جائے کہ صعبہ نے حضرت طلحہ کا یہ انتحال نسب بہ تقیہ کیا تھا جو حرام ہے تو بیشک تقیہ کی حرمت میں کلام نہیں لیکن اہلسنت نے اوسکو شیعہ پر حرام کیا ہے اور صعبہ شیعہ نہ تھی ہاں اگر صعبہ کو شیعہ ثابت کرکے اس انتحال و تبدیل نسب طلحہ کو کسی کتاب معتبر سے تقیہ ثابت کردیا جائے تو ہم جملہ اہلسنت کے ترک اسلام کرنیکا وثیقہ لکھ دینگے۔

باب چہارم در بحث نسب حضرت ابوسفیان رض

حضرات شیعہ کہتے ہیں کہ اولاد کعب بن لوی سے قصی بن کلاب وہ

کذب واجب

شخص ہیں کہ جن سے قریش کی ابتدا ہوئی۔ ان قصی کے چار فرزند تھے عبدالدار عبد مناف۔ عبد العزی۔ عبد اور عبد مناف کے بھی چار فرزند تھے ہاشم عبد شمس مطلب۔ نوفل اور عبد شمس کے پانچ فرزند تھے عبد امیہ و ربیعہ و عبد العزی و نوفل و حبیب (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱) اور امیہ کے فرزند حرب عاص تھے۔ باقیوں کا حال معلوم نہیں ہوا۔

پس مشہور یہ ہے کہ عبد شمس کا کوئی فرزند امیہ نامی نہ تھا ہاں ذکوان غلام عبد شمس تھا جسکو امیہ بھی کہتے تھے چنانچہ اصابہ ابن حجر عسقلانی جلد اول صفحہ ۶۱۵ مطبوعہ مصر ترجمہ ثوب میں ہے کہ جب حضرت ثوب دربار معویہ میں پہنچے تو انھوں نے اثنائے کلام میں معاویہ سے کہا کہ تم لوگ جھوٹا دعوی کرتے ہو کہ امیہ عبد شمس کا بیٹا تھا بلکہ حقیقت میں ذکوان غلام عبد الشمس تھا جسکو حقیر سمجھ کر لوگ امیہ کہتے تھے انتہی محصلاً ایسا ہی ثمرۃ الاوراق صفحہ ۵۴ میں حضرت شریک بن اعور کے مناظرہ میں ہے کہ اے معاویہ تو امیہ کا بیٹا ہے اور امیہ تصغیر ہے امہ کی جو چھوٹی اور ذلیل باندی کو کہتے ہیں ان روایات سے ابوسفیان مجہول النسب معلوم ہوتے ہیں اور روض الانف سہیلی میں حضرت دغفل صحابی کبیر السن کا قصہ بھی اسی معنی میں ہے کہ معاویہ نے اون سے پوچھا کہ آپ نے حضرت عبد المطلب کو بھی دیکھا تھا کہا ہاں دیکھا تھا وہ شیخ جسیم وسیم تھے کہ دس بیٹے اون کو ستاروں کی مانند گھیرے رہتے تھے پھر معاویہ نے پوچھا کہ تمنے امیہ کو بھی دیکھا تھا حضرت دغفل نے فرمایا ہاں دیکھا تھا وہ چندھا کریہا بدشکل عبد شمس کا غلام تھا معاویہ نے کہا کہ وہ عبد الشمس کا بیٹا تھا حضرت دغفل نے فرمایا کہ ہاں تم لوگ ایسا ہی کہتے ہو لیکن حقیقت میں وہ ذکوان غلام عبد شمس تھا اور اوسی کو امیہ کہتے تھے انتہی محصلاً چونکہ خاندان بنی امیہ ذلیل اور

دنی پیشہ تھا دوم عرب کے باندی غلام اکثر و بیشتر مبتلائے زنا رہتے تھے پس
ابوسفیان کے مجہول النسب ہونے میں کلام نہیں - اور تاریخ کامل مذکور اور اصابہ
میں حضرت سفینہ صحابی کا یہ قصہ درج ہے کہ کسی نے اون سے پوچھا کہ بنی امیہ
کذبت استاہ بنی الزرقاء بل هم ملوک من شر الملوک - | گمان کرتے ہیں کہ خلافت ہم سے مخصوص ہے تو آپنے فرمایا بنی زرقانے جھوٹ کہا
وہ تو بدکار بادشاہوں سے ہیں انتہی ملخصاً کتاب الامثال میدانی نیشاپوری
میں ہے کہ مسماۃ ارنب کا عرف زرقا تھا اور یہی زرقا ابوسفیان کی ماں تھی
جسکے ہاں رایت زنا تھا چونکہ حضرت سفینہ کے قول میں خاندان بنی امیہ
کی نسبت بنی زرقا ہے اور عرب لوگ ولد الزنا کو ماں کی ابنیت سے خطاب
کرنیکے عادی تھے پس معلوم ہوا کہ ابوسفیان صحیح النسب نہ تھے -

فصل در تنزیہ نسب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

حضرات شیعہ نے جناب ابوسفیان کے نسب کی نسبت جو اسناد پیش
کئے ہیں وہ مفید یقین نہیں کیونکہ وہ کتب معتبرہ سے منقول نہیں ہیں دوم زرقا
کی نسبت جو صاحب رایت زنا ہونا بیان کیا ہے تو وہ مروان بن حکم کی ماں کا
نام ہے ہاں وہ صاحب رایت زنا تھی سوم تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی
سے حصہ اول فصل پنجم میں ہم نے جو یہ روایت لکھی ہے کہ حمامہ معاویہ کی
واما حمامة فهی بعض جدات معویة کان لها رایة بذی المجاز من ذوات الرایات فی الزناء - | ایک دادی تھی جو فاحشہ تھی اور اوسکے ہاں رایت زنا تھا تو یہ حمامہ مدخولہ حرب ہوگی مادر ابوسفیان کا نام تو ارنب تھا
جسکا فحش کسی کتاب سے ثابت نہیں اور مستطرف کے صفحہ ۱۲ میں ابوسفیان

کی ماں کا نام قبلہ لکھا ہے اور قبلہ کا فاحشہ ہونا بھی کسی نساب نے نہیں لکھا اور اسد الغابہ جلد پنجم میں ابوسفیان کی ماں کا نام صفیہ بنت حزن[1] لکھا ان کا فاحشہ ہونا بھی کسی نساب نے نہیں لکھا پس جبکہ جناب ابوسفیان کی مختلف نام کی مائیں مزنیہ ثابت نہیں اور نہ ابوسفیان کے ابن حرب ہونے میں کسی نساب و محدث نے کلام کیا ہے تو حضرات شیعہ کا یہ بے سروپا طعن لغو ہے۔

چہارم جناب ابوسفیان[2] کا ذلیل پیشہ ہونا اور مفلس ہونا تو یہ بھی ہماری کتب سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ رئیس اور صائب الرائے اور بہادر ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ مروج الذہب علامہ مسعودی جو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ کے حاشیہ پر چھپی ہے اوسکے صفحہ ۷۶ میں ایک خط محمد بن ابی بکر کا معاویہ کے نام کا ہے اوس کا مطلب بقدر ضرورت یہ ہو کہ آ

وانت اللعين ابن اللعين لم تزل انت وابوك تبغيان لرسول الله صلعم الغوائل وتجهدان في اطفاء نور الله تجمعان على ذلك الجموع وتبذلان فيه المال وتولبان عليه القبائل على ذلك مات ابوك وعليه خلفته والشهيد عليك من تدني ويلجا اليك من بقية الاحزاب ورؤساء النفاق۔

معاویہ تو ملعون ابن ملعون ہے ہمیشہ تم دونوں باپ بیٹے رسول اللہ سے لڑتے رہے اور نور خدا کے بجھانے میں کوشش کرتے رہے اور مال خرچ کرتے اور قبائل کو بھڑکاتے تھے اس حالت میں تیرا باپ مرگیا اور تو اوسکا جانشین ہوا کہ بقیہ اوس لشکر کا تیرے پاس جمع ہوتا ہے اور روساء النفاق کا مجمع رہتا ہے انتہی محصلاً۔

الفضل ما شهدت به الاعداء اسی کا نام ہو کہ دشمنوں سے جناب ابوسفیان کا

وجاہت ابوسفیان

[1] غالباً یہ وہی حزن بن ابی وہب ہیں کہ جنکا نام آنحضرتؐ نے سہل رکھنا چاہا تو انھوں نے اسم سہل سے انکار کیا اور کہا انما السهولة للحمار واللہ اعلم (استیعاب جلد اول)

[2] نام صخر بن حرب اور کنیت ابوسفیان ہے اور دوسری کنیت ابوحنظلہ (اسد الغابہ)

مالدار اور رئیس ہونا ثابت ہوگیا گو کسی قسم کا ہو اور جو وہ ارذال پیشہ ہوتے تو لوگ اون کے پاس کیوں جمع ہوتے **پنجم** فضل ابن روزبہان نے ابطال الباطل میں حضرت طلحہ کی خبث ولادت کے جواب میں فرمایا ہے اوس سے کوئی ذی فہم انکار نہیں کرسکتا چنانچہ فرماتے ہیں کہ خبث ولادت کا ذکر سوائے شر فاحش کے اور کچھ نہیں او ر صاحب مثالب

ثم ما ذکرہ لیس الا بشر الفاحشۃ ولا اعتماد علی نقل صاحب المثالب فان من صنف کتابا فی شیٔ فلا بد یاء تی بکل غث وسمین ویذکر فیہ معائب الناس ولیس فیہ دلیل ولا حجۃ۔	کی نقل پر کوئی اعتماد نہیں ہوسکتا کیونکہ جو کوئی شخص کسی ایک باب میں کتاب لکھتا ہے تو اوس میں روایات قوی اور ضعیف کو بیان کرتا ہے اور اوس میں لوگوں کے عیبوں کا ذکر ہوتا ہے پس اوسمیں کوئی دلیل

و حجت نہیں انتہی محصلاً چونکہ ابن روزبہان ایک محضر پر برسوں مبتلا رہ کر ولی کامل ہوگئے پس ایسے تجربہ کار اور علوم ظاہر و باطن کے واقف کار کی بات ضرور موثق و معتبر ہوگی لہذا نسب ابوسفیان پر اعتراض لغو اور مہمل ہے

باب پنجم در بحث معاویہ رضی اللہ عنہ

جناب معاویہ کے نسبی مطاعن کے علاوہ اور بھی اقسام مطاعن ہیں اول حضرات شیعہ فرماتے ہیں کہ وہ ادنی درجہ کے آدمی تھے دوم جناب معاویہ عام لوگوں کے سامنے فاحشہ ہنسی ہنستے تھے سوم بر سر منبر گوز مارتے تھے چہارم جناب معاویہ اولاد نبوت سے تھے پنجم مطاعن نسب کہ معاذ اللہ وہ چار شخصوں کے نطفہ سے تھے پس مطاعن اول و دوم و سوم و چہارم کا جواب باختصار دیا گیا مگر مطاعن نسب کثیر ہیں اس سبب سے جواب میں بھی طول ہوگیا ہے

طعن اول بدرجہ ادنی

مستطرف صفحہ ۱۰۹ میں ہے وائل بن حجر (جو شاہزادہ یمن تھے) آنحضرت کی خدمت

وقیل اتی وائل بن حجر الی النبی صلعم	میں حاضر ہوئے تو آنحضرت نے اونکو کچھ زمین
فاقطعہ ارضا وقال لمعویہ اعرض ھذہ	جاگیر دی اور جناب معاویہ کو اوسکی نشان
الارض علیہ واکتبھا لہ فخرج معہ معویہ	دہی کے واسطے روانہ فرمایا تمازت آفتاب
فی ھاجرۃ شدیدۃ ومشی خلف	سے جناب معاویہ کے پاؤں جلنے لگے تو
ناقتہ فاحرقہ حر الشمس فقال لہ اردفنی	وائل سے کہا کہ مجھے بھی اونٹ پر بٹھالو۔
خلفک علی ناقتک وقال لست	وائل نے کہا کہ تو بادشاہوں کیساتھ نہیں
من ارداف الملوک قال فاعطنی	بیٹھ سکتا معاویہ نے کہا اچھا جوتا ہی دیدو
نعلیک قال مایحل یمنعنی یا ابن	پہن لیں کہ پاؤں جلا جاتا ہے وائل نے کہا
ابی سفیان ولکن اکرہ ان یبلغ اقیال	کہ ہم بخیل نہیں جو نہ دیں مگر ہمکو اس سے شرم آتی ہے
الیمن انک لبست نعلی ولکن امشی	کہ لوگ کہیں گے معاویہ نے وائل کا جوتہ
فی ظل ناقتی فحسبک بھا شرفا	پہن لیا پس تیرے شرف کیلئے یہی کافی

ہے کہ میرے ناقہ کے سایہ میں چلا آتا مجھلاً۔

طعن دوم بخراج ید

ثمرۃ الاوراق کے صفحہ ۵۸ میں ہے کہ ایک روز شریک بن اعور نامی شخص جو

ان شریک بن الاعور دخل علی معاویہ	ایک قبیلہ کا سردار تھا اور جناب امیر علیہ السلام
ویحتال فی مشیہ فقال لہ معویہ	کا دوست وہ اکڑتا ہوا معویہ کے پاس گیا
واللہ انک لشریک ولیس للہ	معویہ نے کہا کہ تیرا نام شریک ہے اور خدا کا کوئی
شریک وانک ابن الاعور والصحیح	شریک نہیں (یہ ولد الزنا ہونیکا اشارہ ہے)
خیر من الاعور وانک لدمیم والوسیم	اور تو کانا ہے اور صحیح کانے سے اچھا
خیر من الدمیم فبم سودک قومک	ہوتا ہے اور تو بدشکل ہے اور خوبصورت

فقال لہ شریک واللہ انک لمعویہ و	بہ شکل اچھا ہوتا ہے پس تیری قوم نے تجھے
ما معویہ الا کلبۃ عوت فاستعوت	کیسے سردار بنا لیا شریک نے جواب دیا
فسمیت معویہ وانک ابن حرب و	معویہ تیرا نام ہے اور معویہ بھونکنے والی کتیا کو کہتے
السلم خیر من الحرب وانک ابن صخر	ہیں اور تو پسر حرب ہے اور سلامتی حرب سے
والسھل خیر من الصخر وانک ابن امیۃ	بہتر ہوتی ہے اور تو صخر (بھاری پتھر مراد آسانی
وما امیۃ الا امۃ صغرت فسمیت امیۃ	کا بیٹا ہے اور آسانی مشکل سے بہتر ہوتی ہے
فکیف صرت امیر المومنین۔	اور تو امیہ کا بیٹا ہے اور امیہ چھوٹی ذلیل

لونڈی کو کہتے ہیں پس تو کیسے امیر المومنین بن گیا۔ انتہی

طعن سوم در اخلاق سیئہ

ربیع الابرار زمخشری وکشاف میں ہے کہ جناب معویہ نے خطبہ پڑھنے میں ایک

یا ایھا الناس ان اللہ خلق ابدانا	گوز سر کیا اور کہا اے لوگو خدا نے ہمکو خلق
وجعل فیھا ارواحا فما تمالک الناس	کیا اور پیدا کر کے ہوا بھر دی تو کوئی اوسکے
ان یخرج منھم۔	روکنے پر قادر نہیں پس اوس وقت

حضرت صعصعہ بن سوحان موجود تھے اونھوں نے کھڑے ہو کر فرمایا اے حضرات

اما بعد فان خروج الارواح فی المتوضات	ہوا کا نکلنا پاخانہ کی جگہ میں سنت ہے
سنۃ وعلی المنابر بدعۃ واستغفر	ہے اور منبر پر بدعت ہے اور ہم اپنے لئے اور
اللہ لی ولکم۔	تمھارے لئے خدا سے مغفرت مانگتے ہیں انتہی

محصلاً۔

ایضاً واقعہ دوم صاحب تاریخ الاذان نے رسالہ مذکور کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے

الحمد للہ الذی جعل خروج الریح راحۃ کہ معویہ کا گوز اثنا خطبہ میں نکل گیا تو اونھوں نے فرمایا شکر خدا کا کہ اوسنے ریح کے نکلنے میں ہمکو راحت دی پس سامعین خطبہ میں سے

ریح خطبہ

ایک صاحب نے معاویہ کے جواب میں کہا کہ منبر پر گوز نکلنے میں قباحت
ولکن علی المنبر قباحۃ و وقاحۃ۔ اور نا لائق ہے۔

غالباً ایسی ہی تشریع کے اجزاء غیب کے الہام پر آنحضرت نے جو اصحاب کو وصیت

قال اذا رایتم معویۃ علی منبری فاقتلوہ (تاریخ طبری)	فرمائی تھی کہ جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اوسکو قتل کرنا۔ انتہی محصلاً۔

الغرض ایسی سبک روی کی نسبت قتل کا حکم دیا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔

شیعہ حضرات کے یہ تینوں طعن ایسے ہیں کہ جیسے ہم نے اسی حصہ دوم کے عنوان میں لکھا ہے کہ ان حضرات کے اعتراضات واہی تباہی اور خلاف اصول اہلسنت ہوا کرتے ہیں اول کے دو اعتراضوں کے جواب کیا دیں جو اس کتاب کے طرز و روش کے خلاف ہیں لیکن ہم صرف اسی طعن سوم کا جواب دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں کہ خدائے عزوجل اور امام صاحب میں صرف چار ہی واسطے ہیں چنانچہ صاحب درمختار نے اپنی کتاب موصوف کے دیباچہ میں میزان شعرانی سے یہ روایت فخریہ نقل کی ہے ابو حنیفۃ عن طاؤس عن ابن عباس عن النبی عن جبرئیل عن اللہ عزوجل کذا فی الطحطاوی

پس جب ایسے مقرب خدا کی رائے میں گوز اور تمام احداث سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا تو خطبہ میں کیا حرج ہے چنانچہ رسالہ ترجیح مذہب شافعی میں ہے کہ حنفیہ کے نزدیک

یجوز عندھم الخروج من الصلوۃ بالضراط وسائر الحدث	حالت نماز میں گوز اور تمام اقسام کے حدث جائز ہیں اس اجتہاد کا پتا قفال مروزی[1]

[1] محمد بن علی بن اسمٰعیل معتزلی شافعی معروف بہ قفال مروزی امام ابو الحسن اشعری کے اوستاد تھے ۳۶۵ ہجری میں انکا انتقال ہوا علامہ ابن السبکی نے طبقات کبریٰ میں ان قفال کو کان اماما فی التفسیر و فی الحدیث و فی الکلام و فی الاصول و الفروع لکھا ہے ۱۲

شافعی فقہ کی صلوٰۃ سے لگتا ہے جو شہنشاہ سبکتگین غزنی کے سامنے بزمانہ قادر باللہ عباسی پڑھی گئی اور بجائے سلام گوز سر کیا تھا اور حضرت فاروق کے گوز کا اور ایک حجام کے گوز پر انعام پانیکا حال ہم حصہ اول میں لکھ چکے ہیں الغرض فقرہ خروج ریح راحۃ کا لکھنا اور اوس کا واقع ہونا عیب میں داخل نہ تھا۔

طعن چہارم در نسب نیوگ

جناب معاویہ کے نسب میں دو قسم کے اعتراض پائے جاتے ہیں بعض تو جناب معاویہ کو اولاد نیوگ سے لکھتے ہیں اور بعض صرف مجہول النسب کہتے ہیں پس ان مطاعن کے اسناد جدا جدا لکھکر جواب دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب معاویہ و ابوسفیان کی نسبت حضرات شیعہ کا یہ خیال ہے کہ یہ دونوں بت پرست تھے اور بت پرستان ہند میں رسم نیوگ ابتک جاری ہے دوم نکاح استبضاع کی رسم خاندان معاویہ میں ہونی حصہ اول کے باب اول میں گذر چکی جو مشابہ بہ نیوگ ہے پس اوس زمانہ کا وہ نیوگ تھا اور اس زمانہ کا نیوگ ذرا فرق سے ہے اور جناب معاویہ کی بت پرستی کے اسناد کتب اہلسنت میں موجود ہیں ملاحظہ ہوں۔

صاحب انوار النعمانیہ نے ابوبکر بلاذری کی تاریخ سے حضرت فاروق و معاویہ کا ایک معاہدہ نقل کیا ہے جو یزید بن معاویہ بن ابوسفیان نے عبداللہ بن عمر کے ایک طعن کے جواب میں لکھ بھیجا تھا وہ یہ ہے۔ پس لکھ بھیجا یزید نے عبداللہ بن

فبعث الی عبد اللہ بن عمر مکتبۃ ابوہ الی معویہ ھذا ما عہد من عمر بن الخطاب الی معویہ بن ابی سفیان اعلموا ان محمد اقد جاء بالافک و السحر و منعنا من اللات و العزی	عمر کی طرف جو اوسکے باپ نے معاویہ کو عہد لکھا تھا جان تو اے معاویہ بیشک محمد بہتان لائے اور دروغ اور منع کیا ہمکو لات و عزی سے اور ہمارا مونہ کعبہ کی طرف سے اس وہم سے پھیرا کہ وہ قبلہ

وحول وجوھنا الی الکعبۃ التی ہی قبلۃ الاسلامیۃ فکان ھذا
انھا قبلۃ الاسلامیۃ فکان ھذا
من غایۃ غلوہ ومحاربتہ فی السحر
مصرات علی موسی وعیسی و
کافۃ بنی اسرائیل ونحن علی الذی من
کنا قبل ذلک وما ترکنا اللات و
الھبل ولما توفی محمد تواطینا مع
اربعین من اھل خلتنا وشھدنا انہ
قال الائمۃ من قریش وعزلنا علیا
من الخلافۃ التی فوضھا الیہ وجعلھا
مخصوصۃ ثم کففنا واخرجنا بہ الی
الی بکر وامرنا الناس ببیعتہ. وکنا
نظاھر بسنۃ محمد لئلا ھرب
الناس عنا ولکنا فی باطن الامر علی
الذین کنا قبل ذلک ثم بعد ذلک
انتقمنا من اولادہ وذریتہ علی
حسب طاقتنا وقدرتنا واما انت
یا معویہ فاوصیک ان لا تسامح
فیھا واقتل من اولادہ واحفادہ ما
اتصل الیہ یدک وقدرتک ولو لم
تقدر علی استیصال خالفتہ

اسلام ہوا یہ تھا اون کا نہایت غلو وعلو اور
اونکی جادو میں مہارت ایسی تھی کہ وہ آواز
موسی وعیسی کو ست کرتی تھی اور کافہ
بنی اسرائیل کو اور ہم ویسے ہی رہے کہ جیسے
پہلے تھے اور نہیں چھوڑا ہمنے لات وہبل
کو اور جب محمد مر گئے تو ہمنے روند ڈالا
اپنے چالیس جتھے والوں کی اعانت سے
اور ہم نے گواہی دی کہ امام قریش سے
ہونگے اور معزول کیا ہمنے علی کو خلافت
سے جو اوسکو پیغمبر نے سونپ دی تھی اور
اوسکے لئے مخصوص کردی تھی پھر ہمنے اوسکی
مشکیں کس لیں اور نکال لائے اوسکے گھر
سے اور ابوبکر کے پاس بیعت کیلئے لائے
درحالیکہ ہم ظاہر کرتے تھے سنت محمد کو کہ لوگ
ہمسے بھاگ نہ جائیں لیکن باطن میں ہمارا
ویساہی عقیدہ تھا جیسا ہم پہلے سے تھے پھر
اوسکے بعد ہمنے انتقام لیا اوسکے بعد محمد
کی اولاد اور ذریت سے حسب لیاقت
اور اپنی قدرت کے مطابق اور تو جب اے
تو اے معاویہ پس وصیت کرتا ہوں میں
تجھے کہ نہ سستی کرے تو اوس کام میں اور

[illegible]

خوفا من تنفر الناس وتباعدهم منك وخروجهم عليك لكن في باطن الامر على دفعهم وازالتهم عن مقامهم وانحطاط مراتبهم ولا تذهب محبة اللات والعزى عن قلبك فانها طريقنا وطريق اباءنا وانا على اثارهم مقتدون (عرینہ خاور)

قتل کرتو اوسکے پوتوں کو جو ہاتھ لگ جائیں اور اگر تجھے قدرت نہو سکے گروہ کے استیصال کی بخوف اسکے کہ لوگ تجھسے نفرت کریں اور دور ہو جائیں اور تجھپر خروج کریں تو تو باطناً اوس کام کا کرنے والا رہ تاکہ تو اون کو دفع کرے اور گرادے تو اونکو اونکے مقام سے اور اونکے مرتبہ میں کمی کرسکے اور محبت لات وعزی کی نہ نکال بیشک وہی ہمارا اور ہمارے آبا کا طریقہ ہے اور ہم اون ہی کے نشانوں کے پیرو ہیں ۔ انتہی محصلاً ۔

مروج الذہب علامہ مسعودی جو تاریخ کامل ابن اثیر کے حاشیہ پر چھپی ہے اوسکے صفحہ (۸۵) میں ہے کہ قیس بن سعد صحابی رسول نے معاویہ کو خط میں لکھا کہ

فكتب اليه قيس بن سعد اما بعد فانما انت وثني ابن وثني دخلت في الاسلام كرها وخرجت منه طوعا لم يقدم ايمانك ولم يحدث نفاقك وقد كان ابي اوتر قوسه ورمى غرضه فشغب به من يلغ عقبة لا شق غيره ونحن انصار الدين الذي منه خرجت واعداء الدين الذي فيه دخلت ۔

معاویہ بت پرست اور بت پرست ہے تو مجبور ہو کر اسلام لایا اور بخوشی اسلام سے خارج ہوا تیرا اسلام تو پرانا نہیں مگر تیر النفاق پرانا ہے اور بیشک ہمارے باپ نے ترکش خالی کر دیا اوسکے طلب میں ... اور ہم لوگ انصار دین ہیں اوس دین کے کہ جس سے تو نکل گیا اور دشمن ہیں اوس دین کے جس میں تو داخل ہے انتہی محصلاً ۔

ان اسناد کے پیش کرنے سے حضرات شیعہ کا یہ منشا ہے کہ چونکہ بت پرستان ہند میں آجتک نیوگ کی رسم جاری ہے اور جناب معاویہ اور اونکے ابوین بت پرست تھے بایں وجہ انکی ولادت نیوگ سے ہوگی استغفر اللہ استغفر اللہ۔

ایسے واہی قیاسوں کا ٹھکانا نہیں۔ اول تو کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ جناب معاویہ کے ابوین بت پرست تھے کیونکہ ذونواس یہودی نے اکثر قبائل عرب کو یہودی بنایا تھا اون میں تیم و عدی و امیہ کے قبائل بھی یہودی بن گئے تھے پس یہود کو بت پرستی سے کیا واسطہ دوم کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ بعد قبول اسلام جناب فاروق و معاویہ نے بت پرستی کی ہو چہارم بالفرض بت پرستی کی تہمت اگر ہے بھی تو حضرت فاروق کی طرف سے جناب معاویہ کی طرف سے نہیں چہارم ہندام معویہ و ابوسفیان کثیر الاولاد تھے اور نیوگ اولاد کی نایسری میں ہوا کرتا ہے اور نکاح استبضاع کا رسم اولاد کے شریف ہونیکے واسطے بعض عرب کیا کرتے تھے نہ کہ محض اولاد کے واسطے پس ان دلائل سے ثابت ہوگیا کہ اس باب میں حضرات شیعہ کا طعن لغو اور محض بے اصل ہے۔

طعن پنجم در معائب نسب معاویہ

مثالب ابن السمان میں وجہ ثروت ابی سفیان کا اس طرح اشارہ ہے کہ

ان المسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کان ذا جمال و سخاء عشق ھند و جامعھا سفاحا فاشتھرت ذالک فی قریش و حملت ھند فخرج مسافر من امھا عتبہ و طلب عتبہ	بیشک مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس خوبصورت و سخی تھا اور ہند پر عاشق پس اوسنے ہند سے زنا کیا اور اسکی شہرت ہوگئی اور ہند کو مسافر کا حمل رہ گیا اور مسافر ہند کے باپ عتبہ کے خوف

اباسفیان ووعدہ بمال کثیر و زوجہ ابنتہ ھند فوضعت معویہ بعد ثلاثۃ اشھر۔ | سے بھاگ گیا اور عتبہ نے بوعدہ مال کثیر ابوسفیان کو بلاکر ہند سے نکاح کردیا پس نکاح کے تین ماہ بعد معویہ پیدا ہوئے

انتہی محصلاً۔

ابوسعید اسمعیل نے اپنی کتاب میں اور شیخ ابوالفتوح جعفر بن محمد ہمدانی نے بہجۃ المستفید اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں ایسا ہی نسب معویہ کی نسبت لکھا ہے ازانجملہ تذکرہ موصوف میں ہے کہ معویہ کی ولادت چار شخصوں

ان معویہ کان یقال انہ من اربعۃ من قریش عمارۃ بن الولید بن المغیرۃ المخزومی ومسافر بن ابی عمرو و ابی سفیان والعباس بن عبد المطلب وھولاء کانوا ندماء ابی سفیان وکان کل یاتیہم بھند الخ | کی طرف منسوب تھی عمارہ بن الولید بن المغیرہ مخزومی اور مسافر بن ابی عمرو اور ابوسفیان اور عباس بن عبد المطلب اور یہ سب ابوسفیان کے ندیم تھے اور یہ ہند کے پاس جاتے تھے انتہی محصلاً۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں لکھا ہے کہ عمارہ قریش میں نہایت خوبصورت شخص تھا اور ابن نجاشی کی جورو عمارہ کی عاشق تھی۔ عمرو عاص نے مخبری کی نجاشی نے عمارہ کو جادو سے مروا ڈالا۔

لیکن ہشام کلبی نے اس روایت کو دوسرے الفاظ و اسما سے لکھا ہے وہ یہ کہ معاویہ

ان معویۃ کان یقال من الاربعۃ عمارۃ بن الولید بن المغیرۃ بن المخزومی و المسافر بن ابی عمرو لابی سفیان و رجل اخر سماہ قال وکانت امہ من المغیبات وکان احب الرجال الیہا السودان | چار نسب سے پکارا جاتا تھا عمارہ اور مسافر اور ابی سفیان اور چوتھا وہ شخص جس کا نام اُسنے لیا اور کہا کہ ہند فاحشہ عورتوں سے تھی اور سوڈان پر عاشق تھی اور جب کالا بچہ پیدا ہوتا تھا تو اوسے

حسب و نسب معاویہ

وکان اذا ولدت اسود قتل۔ | مارٹو التی تھی۔ انتہی محصلاً

پھر اسی سلسلہ کلام میں کلبی سے یہ نقل کی گئی ہے کہ مسافر عام قریش سے تھا اور بیشک معویہ اوسی کا نطفہ ہے

دامامسافر بن ابی عمرو فقال الکلبی عامۃ الناس علی ان معویہ منہ لانہ کان اشد الناس حبا لھند فلما حملت ھند بمعویہ خاف المسافر ان یظھر انہ منہ فھرب الی ملک الحیرۃ الخ۔ | کیونکہ اوس سے مشابہ تھا اور مسافر ہند کو بہت چاہتا تھا پس اوس کا حمل ہند کو رہ گیا اور حمل کے ظاہر ہونیکے خوف سے بھاگ کر وہ ملک حیرہ چلا گیا اور جب ابوسفیان حیرہ گیا تو وہاں مسافر

نے ابوسفیان کی زبانی سناکہ اوس سے نکاح ہوگیا ہے پس اس دائمی مفارقت کے غم میں بیمار ہوا اور اوسی مرض میں مرگیا انتہی محصلاً پھر اسی سلسلہ کلام میں لکھا

وقالت کانت الھند من المغتلمات وکانت تمیل الی السودان من رجال فکانت اذا ولدت من اسود قتل۔ | ہے کہ ہند فاحشہ عورتوں سے تھی اور حبشیوں پر مرتی تھی اور جب کالا بچہ ہوتا تھا تو اوسے قتل کرتی تھی انتہی محصلاً

باوجود حبشیوں پر مرنیکے ہند کو اپنے حسن ظاہری پر بڑا فخر تھا چنانچہ تاریخ الخلفا سیوطی بیان مامون بن ہارون رشید میں ہند کی مصنفہ یہ نظم ہے ؎

نحن بنات طارق ٭ نمشی علی النمارق ٭ نمشی قطا المحارق ٭ شرح کلام یہ ہے کہ طارق زحل اور ستارہ صبح کو کہتے ہیں اور طارق بن امیہ بن عبد شمس کی بنات خوبصورتی میں شہرہ آفاق تھیں اور ہند اوس گھرانے کی بہو بنی تھی اور نمرق بضم اول وضم را بمعنی تکیہ و پالان خر او بستر نرم اور نمشی بمعنی بالگسے رفتن اور قطا بالفتح مرغ لنگ خوار مراد چکور اور محارق بمعنی درہم پیچیدن وکسی زنندہ (منتخب اللغات)

نحن بنات طارق

پس حاصل نظم یہ ہے کہ ہم نہایت خوبصورت ہیں اور نرم چھونے پر ایسے چلتے ہیں جیسے چاند کے گرد چکور۔ انتہی۔

ربیع الابرار زمخشری باب اٹھائیس ذکر انساب وعقوق ابوین میں ہے

وكان معوية يعزى الى اربعة الى ابى عمرو بن مسافر والى ابى عمارة بن الوليد والى العباس بن عبد المطلب والى الصباح مغن اسود كان لعمارة وقالوا كان ابوسفيان ذميما قصيرا وكان الصباح عسيفا لابى سفيان شابا وسيما فدعته هند الى نفسها وقالوا ان عتبة بن ابى سفيان من الصباح وانها كرهت ان تضعه فى منزلها فخرجت الى جهاد فوضعته هناك

کہ معاویہ چار شخصوں کے نسب سے منسوب تھا ابی عمرو بن مسافر اور عمارہ بن الولید اور عباس بن عبد المطلب اور صباح حبشی ڈوم اور معویہ عمارہ کا نطفہ ہے اور لوگوں نے کہا کہ ابوسفیان کوتاہ قد اور بدلا تھا اور صباح جسیم اور ابوسفیان سے زیادہ جوان اور خوبصورت تھا پس ہندنے اوسے زنا کیلئے طلب کیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ عتبہ بن ابی سفیان صباح کا نطفہ ہے اور ہند بچہ جننے کیلئے مقام جہاد میں جایا کرتی تھی انتہی محصلاً

اور بعض کتب میں ربیع الابرار مذکور کی یہی سند ان الفاظ سے دیکھی گئی ہے

ان اسم الرابع من الجماعة التى ينسب اليهم معوية كان ابى صباح مغن كان عسيفا شابا وسيما وكان ابوسفيان ذميما قصيرا فدعته هند الى نفسها وقالوا ان عتبة ابن ابى سفيان ايضا كان من ابى صباح۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ جماعت آباء معویہ سے چوتھے باپ کا نام ابی صباح ہے جو حبشی ڈوم تھا پس باقی عبارت کا مطلب وہی ہے جو اوپر کی سند میں ہے۔

تاریخ الخلفاء سیوطی بیان معویہ میں ہے

کہ ہندبنت عتبہ بن ربیعہ ام معویہ کا نکاح فاکہہ ابن مغیرہ سے ہوا تھا اور جب فاکہہ نے مرد اجنبی کو ہند کے پاس سے بھاگتے دیکھا تو اوسکو ہند کے زناکار ہونے کا شبہہ ہوا اور اوس نے ہند کو لاتیں مارکر گھر سے نکالدیا اور اوسکے بعد ابوسفیان سے نکاح ہوا۔ انتہی ملخصا۔

تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ذکر با جرجالہ بعد وفات امیرالمومنین علیہ السّلام صفحہ ۱۱۶ میں العقدین فی فضائل الشرفین سے منقول ہے اور شعبی نے کہا کہ

وقال الشعبی وقد اشار رسول اللہ صلعم الی ھند یوم مکۃ بشیٔ من ھذا فانہا الماجاءت تبایعہ وقد اھدر دمھا فقالت علی ما ابایعک فقال علی ان لاتزنین فقالت وھل تزنی الحرۃ	بیشک آنحضرت نے اشارہ فرمایا فتح مکہ کے دن کہ ہند بیعت میں کیوں مکث کرتی ہے حالانکہ اوس روز اوس کا خون بغیر قصاص حلال تھا پس ہند نے کہا کہ میں آپ سے کس بات پر بیعت کروں آپ
فعرف رسول اللہ صلعم ونظر الی عمر فتبسم۔	نے فرمایا کہ آیندہ زنا نہ کیجیو ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے پس حضرت

اس بھید کو سمجھ گئے اور حضرت عمر کے طرف دیکھا اور ہنسے۔

فصل اول در اثبات عصمت ہند معاویہ رض

یہ تو مانا کہ خاندان بنی امیہ نے بنی ہاشم کی خوب گت بنائی لیکن یہ بھی تو غور کیا جائے کہ انھوں نے بعض سلوک بھی ایسے کئے ہیں جسکے مقابلہ میں حضرات شیعہ کو ان کا احسان بھی ماننا چاہیئے ازانجملہ بیعت خلافت اولی کے وقت جناب امیرؑ سے ابوسفیان نے کہا تھا اگر خلافت کی مخالفت تم کرنا چاہو تو میں سوار و پیدل سے تمھاری مدد کیلئے مدینہ کو بھردیتا ہوں اگرچہ جناب امیرؑ نے بنی تیم و بنی امیہ و عدی کی بیوفائی کے خیال اور

تینوں کے آپس میں حلیف ہونیکے تصور سے ابوسفیان کے وعدہ اعانت کو لغو سمجھا مگر حقیقت میں لغو نہ تھا اگر چھوٹے کو گھر تک پہنچا دیتے تو ہمکو بنی امیہ کے احسانات جتانیکی جرأت نہ پڑتی دوسرا احسان یہ کہ حضرت عائشہ جو جناب امیر اور جملہ بنی ہاشم کی پرلے سرے ناراض تھیں جنکے سبب سے بکثرت شیعہ قتل ہوگئے اونکو جناب معاویہ نے باولی میں گرا کر مارڈالا چنانچہ تاریخ حبیب السیر میں ربیع الابرار و کامل السفینہ سے منقول ہے

درشہور ثمان وخمسین (۵۸ھ) من الہجرۃ معاویہ بن ابی سفیان جہت بیعت پسر لعین خود بمدینہ رفتہ امام حسن علیہ السلام وعبدالرحمن بن ابی بکر وعبداللہ بن زبیر را بہ بیعت یزید خواند عائشہ زبان ملامت واعتراض بروے بکشاد معاویہ درخانہ خویش چاہے کندہ سر آنرا بخاشاک پوشیدہ وکرسی ابنوسی برزبر آں نہاد وآنگاہ عائشہ را بضیافت طلب داشتہ برکرسی نشاند تا درآں چاہ افتادہ معاویہ سرآں چاہ را بہ اہک مضبوط نمودہ ازمدینہ بمکہ رفت انتہی بلفظہ

کتاب الاوائل سیوطی بیان اولیات معاویہ میں ہے۔ کہ معاویہ پہلا شخص ہے

ان اول من رکب الصفا والمروۃ	کہ جو صفا مروہ میں سوار ہوا اور پہلا شخص ہے
اول من اظہر شرب النبیذ والغنا	کہ جس نے ظاہرا نبیذ پی اور گانا سنا اور پہلا
واول من اکل الطین واباحہ وکان	شخص ہے کہ جس نے مٹی کھائی مباح کردی اور
علی منبر رسول اللہ یاخذ البیعۃ	پہلا شخص ہے جس نے آنحضرتؐ کے منبر پر یزید
لیزید فاخرجت عائشۃ راسہا من	کی بیعت لی پس حضرت عائشہ نے سر نکالکر
الحجرۃ وقالت صہ صہ ہل استدع	کہا چپ رہ چپ رہ ابوبکر وعمر میں سے کس نے
الشیوخ لبنیہم البیعۃ قال لا قلت	اپنے فرزند کیلئے بیعت لی پس تو کس کی پیروی
فبمن تقتدی انت فخجل ونزل عن	کرتا ہے۔ معاویہ شرمندہ ہو کر ممبر پر سے
المنبر وبنی لہا حفرۃ فوقعت فیہا	اتر کر اپنی فرودگاہ پر گیا اور حضرت عائشہ کیلئے

ذکر احسانات جناب امیر

بیان اولیات حضرت معاویہ

گڑھا کھدوایا جس میں وہ گر گر مر گئیں انتہی محصلاً

و مانتت ۔

پس ایسے قومی دشمن کے ہلاک کرنے کا احسان تو فراموش کیا اور طعن و ایراد کرنے لگے نہ شرم خدا و رسول نہ شرم دنیا ۔ لیکن حضرات شیعہ ایسی مثالوں سے نہ مانیں گے لہذا جواب تحقیقی شروع کیا جاتا ہے ۔

اول فریقین کے علما کا کلیہ ہے کہ حدیث کی صحت روات کے معتبر ہونے پر کیا کرتے ہیں تو شروع بسم اللہ ہی غلط کہ اسناد مذکورہ میں سلسلہ روات نہیں ہے دوم اگر کسی سند میں روات کا نام ہے بھی تو وہ اکذب الناس جو فروش گندم نما اہلسنت ہیں سوم مثالب کی روایات نامعتبر خواہ ارضی ہو یا سماوی چہارم نفس روایات میں بحید اضطرا ہے یعنی مثالب ابن السمان سے جناب معاویہ مسافر بن ابی عمرو کا نطفہ سے معلوم ہوتے ہیں اور روایات ہشام سے عمارہ اور سودان اور صباح اور عباس بن عبد المطلب کا اور ربیع الابرار سے ابی صباح حبشی دوم کا اور بجہت شہرت عام اور ربجا نذا عقد ابوسفیان کا پس یہ اضطراب مقبولہ فریقین نہیں پنجم تاریخ الخلفا سیوطی بیان معویہ صفحہ ۱۳۱ کی روایت صحیحہ کو آپ حضرات نے نظر انداز کر دیا ہے کہ جس سے جناب ہند کی پارسائی پائی جاتی ہے چنانچہ کتاب مذکور میں ہے کہ جب ہند کے پاس سے فاکہہ نے مرد اجنبی کو بھاگتے دیکھا جس شبہہ پر اوس نے ہند کو لاتیں مار کر گھر سے نکال دیا تو اس شبہہ کی تنقید میں ام معاویہ کے باپ عتبہ بن ربیعہ اور خود ہند میں بہت کچھ کہا سنی ہوئی اور ہند نے کہا اے باپ خدا کی قسم میں کسی سے خراب نہیں ہوئی اس قسما قسمی پر عتبہ کو اطمینان ہوا اور پھر عتبہ اپنے داماد فاکہہ کا شبہہ رفع کرنیکی غرض سے ہند اور فاکہہ اور چند کنبہ کی عورتوں کو ساتھ لیکر ایک یمنی کاہن کے پاس گیا اور زائچہ کرایا ۔ اوس یمنی جوتشی نے بنظر امتحان پہلے اور عورتوں کے حالات پوچھے اور پھر ہند کا حال پوچھا تو

ویقول انھضی دنامن ھند ... نے خوب ... عکرمہ ... شا ... پر ہاتھ ...

کنفاوقال لبعض عبیدہ وسفاء فکان بینہ ولتلدن ملکا یقال لہ معویہ فنظر الیہا الفاکہۃ فاخذ بیدھا فنترت یدھا من یدہ وقالت الیک فواللہ لاحرصن ان یکون ذلک من غیرہ فتزوجہا ابوسفیان فجاءت معویہ ۔	کہا کہ تونے بدکاری نہیں کی اور تو اٹھ تو ایک بادشاہ جنے گی جسکا نام معاویہ ہوگا پس فاکہہ نے اپنے گھر لے چلنے کیواسطے ہند کا ہاتھ پکڑا اور ہند نے اوسے جھٹکا دیا ۔ اور کہا خدا کی قسم اب تو میں اور ہی کرونگی پس ہند کا نکاح ابوسفیان سے کردیا اور جناب

معاویہ پیدا ہوئے انتہی محصلاً ۔

ظاہر ہے کہ ہند اگر زناکار ہوتی تو یمنی کاہن ہند کے زنا کو ضرور ظاہر کردیتا اور مرد اجنبی کے بھاگنے کے سبب سے زنا کے ہند کا جو شبہہ فاکہہ کو ہوا تھا وہ نہ جاتا تو فاکہہ ہند کا ہاتھ ہرگز نہ پکڑتا اور یہ بدیہی امر ہے کہ بعد تصفیہ فاکہہ کا ہاتھ پکڑنا عذر تقصیر میں داخل ہے اور ہند کی پارسائی پر دال ششم تذکرہ خواص الامہ میں ہند کا ٹہرا پے میں زناکار ہونا جو ظاہر کیا گیا ہے تو اوس کا انکار ہی اوسی روایت شعبی میں موجود ہے کیا معنی کہ جب حضرت نے فرمایا کہ آیندہ زنا نہ کیجیو تو ہند نے فوراً جواب

فقالت وھل تزنی الحرۃ ۔	دیا کہ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے

یعنی عرب میں تو باندیوں کے زنا کرنے کا رسم ہے اور آپ مجھ آزاد سے زنا کی توبہ کراتے ہیں پس اس معقول اور برمحل جواب کو سنکر حضرت نے سکوت فرمایا جس سے جناب ہند کی پارسائی ثابت ہوگئی ۔

تنبیہ اس الزام کے دفعیہ میں ایک قرینہ زنا کا مخالفین کے نزدیک اور باقی رہتا ہے کہ پیغمبر خدا ہند کے ہم وطن اور واقف کار عرب اور صاحب وحی والہام تھے اور جناب علی شاہ ولایت اور حضرت فاروق دہات العرب ہیں ان تینوں صاحبوں کے اشارے کنائے بصورت اتفاق بے اصل نہیں ہو سکتے ضرور زنا کا احتمال رکھتے ہیں

پس اس شبہ کی تردید میں ہم دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

دلیل اول در عدم حجیت بعض اقوال پیغمبر

بسیاق آیہ وافی ہدایہ انّما انا بشر مثلکم یوحی الیّ آنحضرت ہم جیسے بشر تھے بایں وجہ سہو ونسیان ولغزش وخطا سے محفوظ نہ تھے جیسا کہ بکثرت تفاسیر وشروح احادیث سے ظاہر ہے اب رہی یوحی الیّ کی تخصیص تو حضرات شیعہ کیلئے وہ بھی مفید نہیں کیا معنی کہ ہمارے بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت کے صفحہ ۳۵۹ میں ہے کہ تم

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء کیف یخطؤن فی احکام اللہ تعالیٰ فان هذا القول قد صدر من شیاطین المبدعة کالروافض وغیرهم الروم واهل الحق من اهل السنة والجماعة القامع للبدعة کثرهم اللہ تعالیٰ یجوزون علی الانبیاء الخطاء کما ظهر فی اساری بدر من سید العالم صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وکیف وقع من داؤد علیہ فی الحرث وفی الحکم لاحد المرءتین مع کونہ للاخر کما ہو مشروح فی الصحیحین۔

اوس شخص کی بات ہرگز نہ مانو جو یہ کہتا ہے کہ انبیا تبلیغ احکام خدا میں کیونکر خطا کر سکتے ہیں پس یہ قول شیاطین اہل بدعت سے صادر ہوا ہے جیسے رافضی وغیرہ اور اہل حق یعنی اہلسنت وجماعت جو قامع بدعت ہیں خدا اونکو زیادہ کرے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ انبیا سے صدور خطا کو جائز جانتے ہیں جیسے کہ آنحضرت سے اسیران بدر میں خطا واقع ہوئی اور اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک کھیت کے معاملہ میں ہوئی اور دوسری خطا دو عورتوں کے معاملہ میں ہوئی جیسا کہ صحیحین میں مشرح موجود ہے۔ انتہی محصلاً۔

یہ خیال جناب بحر العلوم کا نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کا تھا جسکو انھوں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے چنانچہ زمانہ صلح حدیبیہ میں قبل بیعت شجرہ حضرت فاروق نے آنحضرت سے بحث و مباحثہ کے بعد کہا تھا واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ یعنی خدا کی قسم جیسا آج مجھے نبوت میں شک ہوا اسکے قبل ایسا نہوا تھا انتہی محصلاً (تاریخ خمیس دیار بکری) اور اس عقیدہ کو رونق و قوت آنحضرت کے مرض موت میں ہوئی کہ آنحضرت نے فرمایا قلم دوات لاؤ میں ایک

ائتونی بدوات اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی

دستاویز لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہو جاؤ۔

پس اس ارشاد پر صحابہ میں بیحد اختلاف اور شور و غل مچا اور بکثرت صحابہ اور بالخصوص حضرت فاروق نے کہا کہ اس پیغمبر کو ہذیان

ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ عندنا

ہوگیا ہے اور ہمکو کتاب خدا کافی ہے اگرچہ پیغمبر خدا نے جھڑک کر فرما دیا قوموا عنی یعنی یہاں سے نکل جاؤ جس سے مطلب یہ تھا کہ خدا نے تو ہمکو ان معائب سے پاک کر کے ہادی خلق بنایا اور ہمکو یہ جاہل لوگ ہذیان کا عیب لگاتے ہیں لیکن اس نکتہ پر کسی نے غور نہ کیا اور خطا و نسیان و ذہول کے قصور پیغمبروں کو جکڑا اور اسی کو حبل اللہ سمجھتے رہے اور اس عقیدہ کا کمال خلافت بنی مروانیہ میں ہوگیا اور اس کا اثبات جناب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بخوبی کر دیا چنانچہ ربیع الابرار زمخشری باب سین میں ہے

قال یوسف بن اسباط رد ابو حنیفہ علی رسول اللہ صلعم اربعمائۃ حدیث۔

یوسف بن اسباط نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے رسول خدا کی چار سو احادیث کا رد کیا ہے اور اسی سلسلہ کلام میں زمخشری موصوف نے امام صاحب کی رد شدہ احادیث کی عبارات لکھی ہیں اور ایسی ہی رد شدہ احادیث کا ذکر سبط ابن جوزی نے کتاب المنتظم فی تاریخ الملوک والامم کے جزو خامس میں ابو اسحاق فزاری سے نقل کیا ہے از انجملہ عنوان روایت

عن ابی اسحٰق الفزاری قال سئلت ابا حنیفۃ عن مسئلۃ فاجاب فیہا فقلت یروی عن النبی کذا وکذا فقال حک ہذا بذنب خنزیر۔

یہ ہے کہ ابو حنیفہ سے استفتا کیا اونہوں نے جواب دیا میں نے کہا کہ آنحضرت کی تو ایسی ایسی احادیث ہیں تو امام صاحب موصوف نے فرمایا کہ اوس حدیث کو سور کی دم سے چھیل ڈال معاذاللہ۔

پس پیغمبر خدا کے اقوال وارشادات کی ان تقبیحات وتفضیحات سے ثابت ہو گیا کہ پیغمبر خدا کے جملہ اقوال ماننے کے قابل نہیں ورنہ حضرت فاروق جیسے اپنے دین کے مضبوط شخص ارشاد پیغمبر کی مخالفت نہ کرتے اور نہ اونکے مابعد کے زمانہ کے علما وفقہا واولیاء اللہ وغیرہم احادیث پیغمبر کا رد کرتے پس پیغمبر خدا کے جملہ اقوال بلکہ ارشادات لایق حجت نہیں تو ہندکے زنا کے ذکر پر بغیر توجیہ صرف ہنس دینا کیا کافی ہو سکتا ہے اور اوسکے انکار پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

دلیل دوم در عدم غیب پیغمبران

الغیب ما لایکون محسوسًا ولا یدل علیہ محسوس او ما یضاہیہ۔

غیب وہ چیز ہے جو حواس سے نہ دریافت ہو سکے نہ اوس پر کوئی محسوس چیز مثل المحسوس کے دلالت کرتی ہو انتہی محصلاً اگرچہ گروہ قلیل اسکا قائل ہے کہ علم غیب پیغمبروں کو تھا جیسا کہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب[1] ولکن اللہ یجتبی من رسولہ من یشاء اور عالم الغیب[2] فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول آیات سے ظاہر ہوتا لیکن اہلسنت کا گروہ کثیر ان آیات کے خلاف

[1] یہ نہیں ہے کہ تمہیں مطلع کردے غیب پر ولیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔

[2] اللہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اوس رسول کے کہ جسکو وہ پسند کرے۔

علم غیب پیغمبران

میں آیہ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ سے پیغمبروں کے غیب داں ہونیکی نفی کرتاہے اور جمہور اسلام کا یہی عقیدہ ہے ازانجملہ ہمارے پیغمبر خداکو بھی علم غیب نہ تھا چنانچہ افک حضرت عائشہ کا قصہ قرآن میں مشہور اتمام ہے کہ آنحضرت پندرہ روزتک اس واقعہ سے پریشان رہے جب وحی خدا ہوئی تومعلوم ہوا کہ حضرت عائشہ ناکروہ گناہ ہیں پس اگر آنحضرت کو علم غیب ہوتا توپندرہ روزتک پریشان نہ رہتے بلکہ فوراً اوسی وقت جان لیتے کہ یہ منافقون کی سازش ہے دوم آنحضرت کو ایک دفعہ خیبر میں زہر دیاگیا اور خبر نہوئی اور دوسری بار مرض موت میں زہر دیاگیا چنانچہ صحیحین میں ایک حدیث ہے جسکا بقدر ضرورت یہ مطلب ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو دوا مجھے دی گئی ہے اوس میں مجھے خیبر کے سے زہر کا مزا آتاہے اور ویسی ہی تکلیف ہوتی ہے پھر آپنے منع فرمایا کہ مجھے وہ دوا نہ دینا لیکن بیہوش پاکر پھر وہی زہر ملی دوادی گئی چنانچہ مشارق الانوار حسن صغانی باب الثالث صفحہ (۱۳۰) نمبر حدیث ۸۴۸ میں بحوالہ البخاری حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ گھر والوں میں سے کوئی

عائشہ لا یبقی احد فی البیت الا لُدّ ونا انظر العباس فانہ لم یشہد کم۔	باقی نہ رہ جائے اون سب کی حلق میں دوا ٹپکائی جائے مگر عباس کہ وہ (دوا دیتے

وقت) موجود نہ تھے انتہی محصلاً پس اگر آنحضرت کو علم غیب ہوتا توجس نے زہر دیا تھا اوسی کی حلق میں ڈالنے کا حکم دیتے سب کی حلق میں زہر ڈالنے کا حکم نہ دیتے۔ سوم حضرت صدیق اکبر اپنا شرک پنا برسوں چھپاتے رہے اور آنحضرت کو معلوم نہوا مگر جب کسی قرینہ سے معلوم ہوگیا

یا صدیق ان الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل۔	تو فرمایا آپنے کہ اے ابوبکر تم میں شرک

چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے انتہی ملخصاً (ازالۃ الخفا مقصد دوم

[illegible]

صفحہ ۲۹-۱۹۹) چونکہ ان ہی روایات میں مذکور ہے کہ آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو دعائے رد شرک کی تعلیم فرمائی جس سے پورا ثابت ہو گیا کہ وہ برسوں پوشیدہ چھپے مشرک تھے۔

دلیل اول سے ثابت ہو کہ مذہب اہلسنت میں پیغمبر خدا کا ہر قول حجت نہیں ہے

دلیل دوم سے ثابت ہے کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تھا انکے علاوہ ہند ام معاویہ کا کوئی زنا کالمیل فی المکحل سر بازار ثابت نہیں وہ الغیب عند اللہ میں مستتر ہوا اور نہ اوس زمانہ میں زنائے ہند کا کوئی مدعی تھا نہ گواہ اور نہ کوئی آیت زنائے ہند کے بارے میں نازل ہوئی لہذا آنحضرت اور جناب علی و فاروق کے اجمالی کنایوں اور اشاروں کی بنا پر ہند کو زانیہ جان لینا درست نہیں بلکہ اس اشارہ کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ عرب میں زنا عام تھا جسکی نحوست سے لوگ تباہ تھے دوم اس فعل کے سبب آئے دن آپس میں خانہ جنگیاں اور قتل و قتال رہتا تھا اسلئے مصلحت الٰہی مقتضی ہوئی کہ اس قوم سے زنا ترک ہو جائے تاکہ یہ لوگ انسان بنیں پس اس عادت کے ترک ہونیکے واسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے پیغمبر جب مومنات قبول اسلام کی بیعت کیلئے

یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات	تمہارے پاس حاضر ہوں تو اونپر فرض
یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا	ہے کہ) وہ خدا کے ساتھ کسیکو شریک
ولا یسرقن ولا یزنین۔	نہ بنائیں اور نہ چوری کریں نہ زنا الخ

محصلاً (سورہ احزاب)

پس اس عام حکم خدا کے مطابق جناب امیر علیہ السلام نے ہند سے فرمایا تھا کہ تو ترک زنا کی توبہ کر تو اس توبہ کرنیکی ہدایت سے یہ مقصود نہ تھا کہ معاذ اللہ جناب ہند زانیہ تھیں ہاں اگر آیہ موصوف میں صرف مزنیات اور مغنیات سے توبہ کرنیکی ہدایت ہوتی اور جناب امیر اوسکو پیش کرتے تو البتہ حضرات شیعہ کا یہ دعویٰ اوس وقت درست ہو سکتا تھا اور

اب تو لغو ہے۔

فصل دوم در تردید انساب اربعہ معاویہ

سیرت ابو المنذر ہشام اور تذکرہ خواص الامہ میں ہے ان معاویہ کان یقال من الاربعۃ اور ربیع الابرار زمخشری میں ہے ان اسم الرابع من الجماعۃ التی ینسب الیہم معاویہ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جناب معاویہ چار نسب سے تھے ان الفاظ کی بنا پر معاندین کا خیال ہے کہ اہلسنت جو اپنے تئیں چار یاری کہتے ہیں تو وہ اسی سبب سے کہ جناب معاویہ چار نسب سے تھے چونکہ مذہب اہلسنت کے مجدد جناب معاویہ تھے اس تناسب سے یہ لوگ چار یاری ہوئے معاذ اللہ۔

اہلسنت کی نسبت یہ خیال محض لغو ہے کیونکہ اگر ایسا ہی قیاس قبول کیا جائے تو ہند کے تو سات آٹھ یار پائے جاتے ہیں یعنی مسافر بن ابی عمرو۔ ابی عمرو بن مسافر عمارہ بن الولید سودان۔ فاکہ ابن مغیرہ۔ عباس بن عبد المطلب۔ ابی صباح ابو سفیان پس ہشت یاری ہونگی صورت میں چار یاری چہ معنی دارد دوم بالفرض اگر جناب معاویہ چار نسب سے بھی منسوب کئے جائیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ چار آدمیوں کے نطفوں سے ہونگے معاذ اللہ چونکہ انسان ایک ہی نطفہ کا ہوا کرتا ہے اور عورت ایک ہی نطفہ کی متحمل زمان واحد میں ہوا کرتی ہے اس ہی لئے عورت کو ایک مرد سے نکاح کی اجازت ہے ہاں بعض فقہا کے نزدیک بعض مولود دو نطفہ کا بھی مانا جاسکتا ہے لیکن حضرات شیعہ کے مطاعن میں دو کا اور اضافہ ہے جو کسی کتاب سے ثابت نہیں۔ لہذا اب ہم خیال شیعہ کی اصلاح کرتے ہیں۔

ذکر بعض موالید مشترک النطفہ

مولوی نواب وحید الزمان خان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر سے اعلم

ترجمہ صحیح مسلم جلد رابع کتاب الرضاع باب العمل بالحاق القائف الولد میں ایک حدیث لکھی ہو اوسکی شرح میں بصفحہ (۱۴۹۸) لکھا ہے کہ ابو ثور سحنون۔ ابوحنیفہ ابویوسف رحمہم اللہ کے نزدیک لڑکا اپنے دونوں مدعی باپوں کا تصور کیا جائیگا انتہی بلفظہ اسکے علاوہ بعض احادیث سے بھی ایک مولود کے دو باپ ہونے پائے جاتے ہیں اور دونوں کے نطفوں کی شرکت و اعانت پائی جاتی ہے چنانچہ موطا امام مالک باب القضاء بالحاق الولد بابیہ میں سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ایک دن دو آدمی حضرت فاروق کی اجلاس پر حاضر ہوکر ایک بچہ کی نسبت اپنے اپنے نسب سے ہونے کا دعوی کرنے لگے چونکہ حضرت فاروق نے بحکمت بیدار مغزی کثرت ولدالزنا کے سبب سے نطفوں کی جانچ پڑتال کیلئے پہلے ہی سے ایک محکمہ قائم کر رکھا تھا اور اوسکا کچھ عملہ بھی تھا (از شرح زرقانی) پس جناب موصوف نے اوس محکمہ کے عہدہ دار

فاتی رجلان کلاھما یدعی ولد امراۃ فدعا عمر قائفا فنظر الیہما فقال القائف لقد اشترکا فیہ۔	سنان نامی قائف کو بلایا اوس نے جانچکر کہا کہ اس مولود میں دونوں شریک ہیں پس حضرت فاروق نے کوڑا مارا۔ اور پھر

اوس بچہ کی ماں کو بلا بھیجا اوس عورت نے بیان کیا کہ میں اونٹوں میں جایا کرتی تھی اور یہ دونوں یکے بعد دیگرے مجھ سے مقاربت کیا کرتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ یہ بچہ کس کا نطفہ ہے پس قائف اپنی صحیح جانچ پر خوش ہوا اور حضرت فاروق نے

قال عمر لغلام وال ایہما شئت۔	فرمایا اے لڑکے تجھے اختیار ہے جسے چاہے اوسکو اپنا باپ بنالے انتہی محصلاً۔

ممکن ہے کہ وہ بچہ بقاعدہ عام طبعی ایک ہی نطفہ سے ہو لیکن یہ بھی عجب نہیں کہ دوسرے کے نطفہ سے اوسکی تکمیل میں کچھ اعانت ہوئی ہو جسکے سبب سے قائف نے اشترکا فیہ کہا تھا اور اس احتمال کا قرینہ موطا امام مالک باب القضاء موصوف

صفحہ ۱۸۳ میں عبداللہ بن امیہ سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند مرگیا تو اوسنے بعد عدہ دوسرے شخص سے نکاح کیا ابھی اس نکاح پر ساڑھے چار ماہ نہ گذرے تھے کہ عورت کے ہاں مولود کامل پیدا ہوا اوسکے خاوندنے یہ شکایت بارگاہ فاروق میں پیش کی حضرت فاروق نے چند واقف کار بڑھیوں کو بلاکر اوس عورت کا حال پوچھا

فقالت امرأة منهن انا اخبرك عن هذه المرأة هلك عنها زوجها حين حملت فاهريقت عليه الدماء فحش ولدها فى بطنها فلما اصابها زوجها الذى نكحها واصاب الولد الماء تحرك الولد فى بطنها وكبر فصدقها عمر وفرق بينهما۔

ان بڑھیوں میں سے ایک نے کہا میں اسکی حالت کہتی ہوں وہ یہ کہ یہ عورت اپنے پہلے خاوند سے حاملہ ہوئی جب وہ مرگیا تو حیض پڑتے پڑتے بچہ پیٹ میں سوکھ گیا جب اس عورت نے یہ دوسرا نکاح کیا تو اسکی منی سے جنین میں حرکت پیدا ہوئی اور بچہ قوی ہوکر لایق تولد ہوگیا پس حضرت عمر نے اس بیان کی تصدیق کی اور زن وشو میں جدائی کردی انتہی محصلاً

(حاشیہ: ماں و زن نطفہ جنین بن نطفہ غیر)

چونکہ پہلی حدیث سے ایک مولود میں دو نطفوں کی شرکت اور اس دوسری حدیث سے نطفہ غیر کی اعانت پائی گئی لہذا کسی انسان کے مولود کو بچانے ود اشتراک نطفہ کے چار نطفے کا سمجھنا معاندین کا جہل ہے پس ثابت ہوگیا کہ جناب معاویہ کو چار نسب سے منسوب کرنا حضرت شیعہ کی بدعقلی ہے۔

تبصرہ در توضیح وجہ تسمیہ چاریاری

بعض معاندین کا یہ خیال ہے کہ مذہب اہلسنت کے بانی جناب معاویہ تھے اور لفظ چاریاری فارسی تو اہلسنت کو یہ خطاب ایرانی شیعہ نے بطور توریہ دیا ہوگا جسکا مطلب فتبی ابوین اربعہ ہے چونکہ ایسے صریح مضحک خطاب کو قبول کرنا اہلسنت

کی غیوری اور تیز فہمی سے بسنا بعید ہے بایں وجہ اس تسمیہ کی یہ وجہ نہیں معلوم ہوتی بلکہ یہ خیال ہی لغو ہے۔

تحقیق چاریاری

بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ بانی مذہب معاویہ تھے اور اونکے معین وناصر عمرو عاص۔ ابوہریرہ۔ سمرہ بن جندب پس ان چاروں کے مجموعہ سے اہلسنت خطاب چاریاری کے مستحق ہوئے یا بعض کا خیال ہے کہ معاویہ وعمرو عاص و مغیرہ بن شعبہ وعبداللہ ابن زیاد کی جان توڑ کوششوں سے مذہب اہلسنت پھیلا اس وجہ سے اہلسنت کو چاریاری کہا گیا یا بعض محققین کا خیال ہے کہ زمانہ حیات پیغمبر خدا میں ہر مومن ومنافق خطاب مومن ومسلم سے مخاطب کیا جاتا تھا اور وفات سرور کائنات کی تاریخ سے ناصبی ظاہر ہوئے اور ۲۵ سال بعد اون ہی نواصب میں سے بعض نے نکث بیعت کرکے جنگ جمل قائم کی وہ ناکثین ہوئے اور ستائیسویں سال جبان نواصب نے جنگ صفین قائم کی وہ قاسطین اور اون ہی میں سے بعض نے جنگ نہروان قائم کی وہ مارقین پس ان سب کی جنس حقیقی منافق اور نواصب وناکثین وقاسطین ومارقین انواع ہیں جنکے مجموعہ کا نام خارجی ہے اور ان انواع کے اصول وفروع آپس میں ایک ہیں صرف بعض بعض مسائل فرعیہ کے اختلاف کے سبب سے ان فرق کے اسماء پیدا ہوگئے ہیں لہذا ان چار فرق کے میل ومخلوط ہونے سے اہلسنت چاریاری ہوئے۔

اگرچہ محققین کی ان مختلف رایوں میں کچھ نہ کچھ اصلیں ضرور ہیں کیونکہ جناب معاویہ نے حضرت عثمان اور شیخین کے فضائل کے مدارس جاری کرکے مذہب اہلسنت کو بہت فروغ دیا تھا جسکے سبب وہ مجدد مذہب بلکہ مجدد شریعت ماننے جانیکے مستحق ہیں لیکن اہلسنت کے چاریاری ہونیکی وجہ تسمیہ بہت منزوی اور مستور ہے اسلئے اوسکی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ اہلسنت کے چاریاری

ہونے کی حقیقت واضح ہوجاوے اور حضرات شیعہ جو تمام اہلسنت کو بُرا جانتے ہیں اس خیال سے توبہ کریں۔

واضح ہو کہ مذہب اہلسنت تو اپنے فرق و فروع کے ساتھ ایک ہی ہے لیکن جیسے بعض عقائد و اعمال کے سبب سے ناصبی و خارجی میں فرق ہوگیا ویسا ہی اہلسنت اور چاریاری میں فرق ہوگیا ہے لیکن جو اہلسنت اولی ہیں وہ مذموم اور جو ثانی ہیں وہ ممدوح اور وہ ہی چاریاری ہیں۔ چونکہ جدید علم کلام کا یہ مسئلہ ہے اسلئے پہلے لقب اہلسنت کی وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے۔

تحقیق عام السنۃ و عام الجماعۃ

تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کی وفات کے اٹھائیس سال بعد معاویہ اور اونکے ماتحت ہوا خواہوں نے جناب امیر علیہ السلام اور بنی فاطمہ و بنی ہاشم پر لعن شروع کیا جو ۳۰ہجری تھا معاویہ نے اوس سال کا نام عام السنۃ رکھا چنانچہ منہاج التحقیق علامہ یحیی بن الحسن قرشی میں ہے کہ معاویہ نے جس سال سب

ان معاویۃ حین سن سب علیا سمی خلک العام عام السنۃ۔	جناب امیر شروع کیا اوس سال کا نام عام السنۃ رکھا تھا اور ایسا ہی علامہ

حسن سہیل نے انوار البدایہ میں لکھا ہے اور العقد ابن عبد ربہ اور تاریخ الخلفاء سیوطی وغیرہ میں ہو کہ صحابہ رسول اور عام مسلمانوں کے بیگناہ قتل و غارت و شبخون کے صدمات سے بہ تنگ ہو کر جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے کچھ شرائط کر کے خلافت سپرد کردی اوس سال یعنی ۴۱ہجری کا نام معاویہ نے عام الجماعۃ رکھا پس ان دونوں سنوں کے مجموعہ سے موافقین معاویہ کا لقب اہلسنت والجماعت پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ اون کا اور اونکے نسلوں کا نام اہلسنت وجماعت مشہور ہوگیا۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ عام الجماعۃ تو وہی سنہ ہو کہ جس سال جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ پر خلافت کو رد فرمادیا لیکن یزید کی ولیعہدی کی بیعت

تھے سنہ کا نام عام السنۃ ہے پس اس میل سے باصلاح تقدیم وتاخیر لقب اہلسنت وجماعت پیدا ہوا۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ سال جماعت تو بیعت اولی کی خلافت کا سنہ ہے اور سال سنت تفویض خلافت کا سنہ ہو جو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلافت تفویض فرمائی تھی۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ سال سنت واقعہ غدیر خم کا سال ہے اور سنت کے لغوی معنی راہ اور طریقہ کے ہیں اور اصطلاح فقہا میں وہ طریقہ جو رسول خدا یا صحابہ رسول کا ہو چونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ایک ذی اثر اور مدبر شخص تھے اور اون کی یہ رائے تھی کہ خلافت ونبوت بنی ہاشم میں جمع نہیں ہو سکتی چنانچہ اسکے مباحث حضرت عباس وفاروق ومعاویہ کے درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ تحت آیہ ام یحسدون الناس اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۴۔ اور تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۳۱ میں موجود ہیں۔ پھر اوسی رائے کو حضرت ابوبکر و عثمان ومعاویہ ویزید وغیرہم نے اختیار کر لیا۔ اور سال جماعت خلافت اولی کی بیعت کا سنہ ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ شیعہ اولی نے اپنا لقب اہلسنت والجماعت رکھا پس اس ترتیب سے لقب اہلسنت والجماعت پیدا ہوا۔ لیکن اسکی تجدید معاویہ نے کی اور تدوین خلفاء مروانیہ نے اور تکمیل زمانہ عباسیہ میں ہوئی اور اس زمانہ میں سال سنت وسال جماعت کو پسند کرنیوالے لوگ لقب اہلسنت وجماعت سے ملقب ہونے لگے اور جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اہلسنت وجماعت کے عقائد میں تبدیلی بڑھنے لگی اور رفتہ رفتہ اسکے دو گروہ عظیم الشان ہو گئے ان میں سے ایک گروہ اپنے مذہب قدیم پر ثابت قدم رہا اور دوسرے گروہ نے اپنے مذہب قدیم کے بعض اعمال ترک کر دیئے اور کچھ فرق سے

عقائد باقی رکھے پس گروہ اول خارجی جنکی جنس حقیقی نفاق ہے اور دوسرا گروہ چاریاری بنگیا۔

گروہ چاریاری اور شیعہ میں سوائے صوم صلوۃ کے یہی فرق ہے کہ اکثر چاریاری عصمت ائمہ کے قائل نہیں الا ماشاء اللہ اور دشمنان اہلبیت پر لعنت اجمالی کرتے ہیں اور شیعہ عصمت ائمہ کے قائل و معتقد اور لعنت و تبرا میں تفصیل و تطویل بلکہ مبالغہ کرتے ہیں۔

صفات اہل سنت اولی

آنحضرت کی وفات کے چھ یا دس دن بعد دس بارہ قبائل عرب خلافت اولی سے بگڑے جن میں بکثرت مومن و مرتد شامل تھے جیسا کہ صحیحین میں ہے اور اون ہی ایام میں میراث وہبہ پیغمبر کا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت سیدہ ناکام رہیں اور آپنے آنحضرت سے مرض موت میں جو پیشین گوئی فرمائی تھی کہ یا حضرت مجھے آپکے بعد اپنے برباد ہونے کا خوف ہے وہی اندیشہ پیش آیا (اسد الغابہ) یعنے بایماء ابوبکر حضرت عمر بہت سے صحابہ کو ہمراہ لیکر حضرت سیدہ کا مکان جلانے پہنچے اور آپ دروازہ کی آڑ میں کھڑی تھیں اور حضرت عمر نے دروازہ پر لات ماری جسکا صدمہ آپکے بطن پر ہوا اور اوسی صدمہ سے حمل ساقط ہوا (امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس مولود کا نام محسن بتایا ہے) پس یہ پہلا قتل بنی فاطمہ ہے جسکے اقدام کی ڈگری خلافت سے ملی اور مرتکب حضرت فاروق ہوے پھر جناب امیر علیہ السّلام گرفتار ہوے اور بیعت کیلئے کھینچے گئے غرض صحابہ کی ان حرکات سے اعزاز بنی ہاشم خاک میں مل گیا اور وقتاً فوقتاً مصائب کی رسی دراز ہونے لگی اور جناب امیر علیہ السّلام کی خلافت ظاہری کا زمانہ آیا اور اہل

سنت اولی نے اعزاز و ثروت و محبت اہلبیت کی جڑ بیخ اکھیڑ دی اور جمل و صفین و نہروان کی جنگوں سے ایک منٹ آسودہ ہونے نہ دیا کہ آپ شہید ہوئے اور آپکے جانشین کو معاویہ نے حضرت ابوبکر کی نواسی جعدہ سے زہر دلوا کر شہید کرا دیا اور اس چودہ سال کے عرصہ میں علاوہ مقتولان جنگہائے مذکورہ کے بکثرت بیگناہ مسلمان اور بڑے بڑے جلیل القدر عابد و زاہد صحابی خانہ نشین محبت اہلبیت کے جرم میں قتل ہوئے اور سینکڑوں لوگوں کے معافیات و وظائف بند کر دیئے گئے چنانچہ **نصائح** کافیہ ابوبکر بن عبد الرحمن المعروف بہ سید شہاب کے صفحہ ۷ میں ہے کہ معاویہ نے عام الجماعۃ یعنی سنہ ۴۱ ہجری کے بعد ایک سرکلر

کتب معاویۃ نسخۃ واحدۃ الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابی تراب واھل بیتہ۔ وکتب معاویۃ الی عمالہ فی جمیع الآفاق ان لایجیزوا لاحد من شیعتہ واھل بیتہ شہادۃ ثم کتب الی عمالہ ان انظروا من قامت علیہ البینۃ انہ یحب علیا واھل بیتہ فامحوہ من الدیوان واسقطوا عطاءہ ورزقہ الخ۔

جاری کیا کہ ہم بری الذمہ ہیں اوس شخص سے جو علی اور اونکے اہل بیت کے فضائل بیان کرے۔ اور حکم جاری کیا تمام آفاق میں کہ شیعیان علی کی کسی بات میں گواہی نہ لیجائے اور حکم جاری کیا کہ جسکی نسبت علیؑ اور اونکے اہلبیت کی محبت ثابت ہو جائے تو اونکے وظائف بند اور روزینہ موقوف اور جو جو اونکے محب ہوں اونکو جلا وطن کر دیا جائے اور اونکے مکان گرا دئے جائیں وغیرہ

وغیرہ اور زمانہ معاویہ شاہی میں حضرت عبید اللہ ابن عباس کے کمسن بچے عبد الرحمن و قثم بایمائے معاویہ بسر بن ارطاۃ صحابی نے اونکی ماں کے سامنے یمن میں ذبح کر دیے جس صدمہ سے وہ برسوں بے لباس دیوانی رہ کر مر گئیں

اور پھر عبداللہ ابن امام حسن علیہ السلام کو سات برس کی عمر میں شہید کر دیا جنکی قبر جنت البقیع میں ہے اور پھر حضرت مسلم اور اونکے کم سن بچے شہید کرے گئے پس یہ اور ایسے بکثرت مقدمات ہیں کہ جنھوں نے جناب امام حسین علیہ السّلام کو مع اولاد احفاد شہید ہو جانے پر مجبور کر دیا اور پھر جو کچھ گذرا سو گذرا۔ اس واقعہ کے وقت فوج شام میں پانچ صحابی رسول بھی موجود تھے یعنی حضرت جابر اور ابو سعید خدری اور سہل بن سعد اور زید بن ارقم اور انس بن مالک (تاریخ کبیر طبری)

وجہ قبول شہادت امام مظلوم

ان ہی حادثات کی واقعیت پر غور کر کے معاویہ ابن یزید بن معاویہ بن

انتنی برجال مثل رجال عمر رضی اللہ عنہ علی انہ ما کان من حین جعلہا شوری وصرفہا عمن لا یشک فی عدالتہ ظلوماً۔

ابوسفیان نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ کیا عمر فاروق جیسے لوگ مل سکتے ہیں۔ حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ عمر نے جو مشورے کی بنیاد ڈالی صرف اس غرض سے کہ اصل شخص کو محروم کریں جسکے عدل و انصاف میں اوسکو بھی شک نہ تھا پس اس کارروائی میں وہ بڑا ظالم تھا انتہی محصلاً (حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول صفحہ ۵۵)

بحر الانساب سید مرتضی کے صفحہ ۱۷ میں ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام کی صاحب زادیوں میں سے حضرت ام صغری و ام کبری و میمونہ و صفیہ علیہما السّلام شہر حلب کی ایک مسجد میں چھپیں اون کو قاسم بن ازرق نے شہید کر دیا اور حضرت رقیہ و ام ہانی و ام سلمہ ولایت رے کی مسجد میں چھپیں اون کو یوسف دوانقی نے ایک چشمہ کے کنارہ شہید کر دیا اور حضرت فاطمہ و رابعہ و عائشہ کو کوفہ کی مسجد کندہ میں ایاس مغربی نے شہید کر دیا الغرض خلفائے بنی مروان اور اونکے

واقعات شہادت بنات علی

عمال و امرا نے ان ظلم پر یہ اضافہ کیا کہ حسین بن امام زین العابدین علیہ السّلام کو تین برس کی عمر میں حجاج بن یوسف کے ہاتوں ذبح کرا دیا جنکی قبر رسے میں ہے۔ پھر صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین علیہ السّلام بھی سات برس کی عمر میں حجاج مذکور کے ہاتھ سے ذبح کرا دیا انکی بھی قبر رسے میں ہے پھر علی اقطر بن امام باقر علیہ السّلام آٹھ برس کے سن میں احمد بن منصور کے ہاتھ سے ذبح کرا دیئے گئے انکی قبر شام میں ہے پھر عبداللہ بن امام جعفر صادق علیہ السّلام دو برس کی عمر میں خلیفہ بغداد کے سامنے عبداللہ ابن محمود کوفی سے ذبح کرا دیئے گئے ان کی قبر بغداد میں ہے پھر یحییٰ بن امام جعفر صادق علیہ السّلام تین برس کی عمر میں باسطان میں شہید کر دیے گئے ان کی قبر باسطان میں ہے پھر صالح بن امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام تین برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم کے ہاتھوں ذبح کرا دیے گئے ان کی قبر رسے میں ہے پھر محمد جعفر بن امام تقی علیہ السّلام چار برس کی عمر میں ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے ذبح کرا دیے گئے ان کی قبر کوفہ میں ہے پھر محمد جعفر بن امام عسکری علیہ السّلام چار برس کی عمر میں اوسی ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے ذبح کرا دیے گئے ان کی قبر رسے میں ہے پھر قاسم بن محمد تین برس کی عمر میں منصور بن ابراہیم کے ہاتھوں ذبح کرا دیے گئے ان کی قبر شیراز میں ہے لیکن مولوی قدرت اللہ صاحب جام جہان نما نے ان آخر کے صاحبزادہ کے والد بزرگوار کا نام نہیں لکھا یا مولوی نجم الغنی خاں رامپوری صاحب تاریخ مذاہب الاسلام سے نقل میں تصحیف ہوئی جہاں سے ہم نے نقل کیا ہے (۱۹۹)

اسکے علاوہ مختلف مقام و زمان میں بڑے چھوٹے ہنگامے اور قتل و غارت و احراق و خانہ سوزی و جلاوطنی کے صدمات خاندان علویہ و فاطمیہ و ہاشمیہ

واقعات قتل اولاد ائمہ معصومین

پر صدیوں تک ہوتے رہے جو لاتعد و لاتحصیٰ ہیں وہ کسی کتاب میں مذکور نہیں مگر شاذ و نادر وہ بھی بلباس دیگر کیونکہ وہ خلفاء کے جور سے صاف صاف قلم بند نہ ہو سکے ان اہلسنت کے نزدیک یزید بن معاویہ خلیفہ برحق انبیاء سے تھا (وصیت کبریٰ ابن تیمیہ)

ان مصائب کے علاوہ قرامطہ و باطنیہ کے جھگڑوں میں شیعیان علی کی جانیں ضایع ہوئیں اور تیسری صدی میں جب شیعہ اسماعیلیہ کی خلافت مصر میں ہوئی اور وہ دوسو برس تک رہی تو ۴۰۸ھ ہجری میں معز بن بادیس حاکم افریقیہ نے بیشمار شیعہ کو قتل کر ڈالا اور دو نکے دیا ... پھر ۵۶۷ھ ہجری میں سلطان صلاح فاتح بیت المقدس نے اولاد علی اور ان کے مذہب کا خاتمہ ہی کر دیا اور تعلیم مذہب شافعیہ و مالکیہ کے مدارس جاری کر دئے اور صدر الدین بن عبد الملک بن درباس کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا اور قاضی موصوف نے شافعی نائب مقرر کر دئے دیکھو تاریخ ابن خلدون اور خطط مقریزی صفحہ ۳۴۳ غالباً شیعہ کے ہاں جو تقیہ واجب العمل مان لیا گیا تو اسکی یہی وجہ ہیں۔

قصہ کوتاہ جب خلفاء عباسیہ کے ضعف سلطنت نے ترقی پکڑی اور مختلف مقامات پر شیعوں کی سلطنتیں اور حکومتیں قائم ہونے لگیں اور امراء شیعہ اراکین دولت بنے اور خیال حکومت ہونے لگے تو اہلسنت اولی کے بعض وہ شریف النفس بزرگ جو اپنے فرقہ کے اعمال بد اور عقاید موہوم سے لطایف پوش اور باطن میں نالاں تھے اونکو تحقیق حق کا موقع ملا اور بعض مقدس نفوس کو بجہت ملازمت یا تجارت یا سیاحت یا کسی اور بنا پر عرب سے دور غیر ممالک میں جانا پڑا جہاں کے بعض محقق و مدقق انقراض و انتقال خلافت بنی ہاشم کے راز سے واقف تھے پس ان کی صحبت سے بعض اہلسنت کے عقاید میں تبدیلی شروع ہوئی پس جن اہلسنت و جماعت کے اظلام

بیان ہوسے وہ ہرگز چار یاری نہ تھے۔

وجوہ ترک احادیث ائمہ ع

تنبیہ جن جن علمار اہلسنت مثل شاہ ولی اللہ وغیرہم نے جو لکھا ہے کہ ائمہ اثنا عشیر میں سے کسی نے دین اسلام کی خدمت نہیں کی اور نہ اسلام پھیلایا نہ قرآن کی اشاعت کی وغیرہ وغیرہ اور جسقدر ائمہ کے ہوا خواہ اور دوست تھے وہ سب جھوٹے اور بازاری تھے اسی سبب سے اسلاف اہلسنت نے اون سے احادیث نہیں لیں اور اسی وجہ سے کتب صحاح وکتب فقہ وغیرہ اجتہادات ومرویات ائمہ سے خالی ہیں تو ایسے اقسام کے جملہ هفوات اون جاہلوں کے ہیں کہ جنھوں نے بہ تجاہل مصائب اہلبیت رسول سے بالکل آنکھ بند کرلی ہے یا بخری اور بے تعلقی کا سبب ہے۔

ثبوت اعانت اسلامی ائمہ ع

ورنہ اولاد سلالۂ نبوت واجزائے رسالت نے تو رسول خدا کی شریعت کی اون ایام مصائب میں بھی ایسی خدمتیں کیں جو قوت بشر سے باہر ہیں اور بالخصوص جناب امام حسین علیہ السلام نے توہین رسالت کے مقابلہ میں جو مصائب جھیل کر شہادت قبول واختیار کی اوسکی نظیر دنیا میں نہیں اگر فی الحقیقۃ وہ مقدس نفوس محافظ شریعت نہوتے تو دنیا میں وہ ابن الرسول اللہ نہ کہے جاتے اور جو خلفار جور کی طرح ایمان واسلام سے کنارہ رہتے تو بدمعاشوں اور خلافتوں سے اون کو کوئی اذیت نہ پہنچتی اور جو اون میں جوہر نبوت نہوتا تو خلفار جور کی نذر و نیاز کے سوا اون کا کوئی نام بھی نہ لیتا اور جیسے سیکڑوں بندگان خدا سنی وشیعہ کے نام بندہ علی وبندہ حسن وبندہ حسینؑ وغلام علی وغلام حسن وغلام حسینؑ وکلب حسن وکلب علی وغلام قنبر وکنیز فاطمہ وغیرہ ہیں ان کی جگہ پر بندہ ابو بکر وبندہ عمر وغلام عثمان وکلب یزید ومعاویہ وکنیز حفصہ وغیرہ نام ہوتے لیکن نفس الامر یہ ہے کہ خلفار جور کی حکومت اور اثر سلطنت کے بیم وخوف کے سبب اون سے خلق اللہ

کو واسطہ تھا پس جب وہ زمانہ ختم ہوگیا تو اب یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب
مرے اور عترت رسول سے قیامت تک کا واسطہ ہے بس یہی سبب ہے
کہ اس آزاد زمانہ میں بھی بندہ ابوبکر و غلام عمر و کلب عثمان و یزید و معاویہ بننے
کا دعوی کوئی نہیں کرتا اور نہ اونکی نذر و نیاز کرتا ہے۔

صفات اہلسنت ثانی موسوم بہ چار یاری

جب شیعہ کی حکومت و ثروت و تجارت و زراعت بڑھنے لگی تو اسکے ساتھ
ساتھ اسلامی مدارس بھی جاری ہونے لگے اور بعض بعض مقام و زمان میں مخالفین
کی سلطنتوں اور حکومتوں کا انقراض و زوال ہونے لگا تو اہلسنت اولی کے
بعض افراد بغرض تجارت و ملازمت و سیاحت وغیرہ اون مقامات و بقاع
میں پہنچنے لگے کہ جہاں پیغمبر خدا اور علی و حسنین علیہم السلام کے مقتولوں اور
پجاریان ہبل و لات و عزی وغیرہ وغیرہ کی نسلیں آباد نہ تھیں بلکہ وہاں وہ پاک
نفس اور اونکی نسلیں آباد تھیں کہ جنکے محامد و فضائل کی پیشینگویاں آجتک صحاح
میں موجود ہیں مثلاً ترمذی جلد دوم ابواب الفضائل صفحہ ۲۰۶ میں عمرو بن
حریث کے غلام ابی صالح کی روایت ابوہریرہ سے ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے

قال سمعت اباهريرة يقول ذكرت الاعاجم عند رسول الله صلعم فقال النبي صلعم لانا بهم او ببعضهم اوثق مني بكم	ابوہریرہ سے سنا کہ آنحضرت کے روبرو اہل عجم کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا کہ میں اونکے ساتھ اعتبار رکھتا ہوں دین میں یا اونکے بعض کا کہ وہ میرے تمہارے بہ نسبت

زیادہ دوست ہیں انتہی محصلاً بخاری میں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ستارہائے

لوكان العلم عند الثريا لناله رجال من فارس	ثریا کے پاس بھی علم ہوتا تو ملک فارس

اہل فارس فضائل اہل فارس

(مقدمہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار) کے لوگ اوسے حاصل کر لیتے انتہی محصلاً
مسلم اور ترمذی میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ستارہ ہائے ثریا
ولو کان الایمان عند الثریا لذھب بجل من ابناء فارس یتناولہ (مقدمہ غایۃ الاوطار) | کے پاس بھی ایمان ہوتا تو ایک شخص فارس کا جاتا اسلئے کہ اوسکو حاصل کرے
انتہی محصلاً پس ان بعید علم دوست کامل الایمان و راسخ الاعتقاد کے رنگ
صحبت اور اونکی مجلس علمی نے ان اہلسنت پر ایسا اثر کیا کہ یہ حضرات پہلے جویائے
علوم ہوے اور پھر فضائل عترت کے سوا انھوں نے وہ احادیث بھی سنین کہ
جنکے پوشیدہ رکھنے کا بندوبست محکم حضرت فاروق کر چکے تھے اور اونکے افشا پر
ایسے مظالم کرتے تھے کہ پھر کسی کو اوسکی جرأت نہوتی تھی چنانچہ الفاروق شبلی
نعمانی میں ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود اور ابو درداء
ان عمر حبس ثلثۃ ابن مسعود وابا الدرداء وابا مسعود الانصاری فقال قد اکثرتم الحدیث عن رسول اللہ | اور ابو مسعود انصاری کو قید کر دیا اور فرمایا کہ تم نے بہت سی حدیثیں آنحضرت سے روایت کرنی شروع کر دیں انتہی
اور رسالہ اثر ابن عباسؓ مولوی عبد الحی لکھنوی اور ازالۃ الخفا وغیرہ میں ہے کہ حضرت
عمر نے ابی بن کعب اور ابو ہریرہ کو مارا تھا کہ آیندہ ایسی احادیث نہ بیان کرنا
ورنہ میں تمکو ارض قرۃ یا ارض دوس میں بھیجدونگا اور ایسی ہی تنبیہ و سختی حضرت
فاروق کی تفاسیر آیات قرآنی میں تھی جو ازالۃ الخفا میں ہے اور ان احکام
کی پابندی حضرت عثمان و معاویہ و یزید و خلفا بنی مروانیہ نے بڑے اہتمام سے
کی تھی جسکا اتباع بعض خلفا بنی عباس نے بھی کیا بلکہ اون کے زمانوں میں
بھی فقہا و محدثین جناب علیؑ سے روایت نہ کرتے تھے اگر اشد ضرورت ہوتی
تھی تو قال ابو الزینب کہتے تھے قال علیؑ نہ کہہ سکتے تھے پس اہل فارس کی

تعلیم اور صحبت میں رہ کر وہ پوشیدہ احادیث اور فضائل عترت جمع کرنے شروع کیے جن سے ان کی کتب معرا اور کان ناآشنا تھے اسکے بعد ان کی نسلوں نے اون پر اور اضافہ کیا اور پھر بضرورت وہ تعلیم یافتہ اہل فارس اور اونکی نسلیں ہند و عرب و عجم و توران وغیرہ میں پھیلیں ان میں سے بعض ضعیف العقل تو شیعہ ہی ہوگئے اور بعض مستقیم المزاج راستی پسند اہلسنت نے اپنے آبائی مذہب کے تحفظ کی یہ سبیل نکالی کہ چاروں خلفاء راشدین کی مدح اور مساوات کا عقیدہ ظاہر کرنے لگے اور آبائی دشمنی کا کلیہ جو وراثۃً چلا آتا تھا جیسا کہ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے ۔ کما نقل

مذہب اہلسنت شیعہ دوستداران علی

انہ کان معذوراً فی بغض علی رضی اللہ عنہ لان محبتہ لا یجتمع مع التسنن	کہ اہلسنت وجماعت عداوت علی اور مخالفت علی میں معذور ہیں کیونکہ محبت

علی عقیدہ سنت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی انتہی محصلاً اس کو بالکل بھول گئے اور ائمہ علیہ السّلام کی نذر و نیاز کرنے اور مجلس عزا میں شریک ہونے اور تبرائے مجمل میں ہم داستان ہونے لگے اور رفتہ رفتہ بعض اہلسنت عزادار سید الشہدا علیہ السّلام بن گئے جنکے وجود باوجود آج بھی ہندوستان میں موجود ہیں پس یہ اہلسنت چار یاری ہیں اور یہی قابل احترام ان چار یاری حضرات کا جملہ شیعہ کو شکر گزار و مشکور ہونا چاہیئے اور ان میں سے جو لوگ خلفاء راشدین میں مساوات فضیلت کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن شیخین کو جناب امیر علیہ السّلام پر ترجیح دیتے ہیں یہ وہی خارجی ہیں کہ جنکی جنس حقیقی منافق تھی۔

الغرض اہل سنت کو جو چار یاری کہا جاتا ہے تو وہ ہند ام معاویہ کے آشناؤں کے بہتان یا ابوین معاویہ کی تعداد کا ذیہ پر نہیں کہا جاتا۔

فصل سوم در تنزیہ نسب معاویہ رضی اللہ عنہ

کوئی سنی یا شیعہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہند ام معاویہ کا نکاح ابو سفیان سے نہیں ہوا اور نہ اس کا انکار کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ جناب معاویہ کی ولادت ابو سفیان کے نکاح کے قبل ہوئی چونکہ فریقین کا مسلمہ ہے کہ جس مرد کے نکاح یا ملک میں کوئی عورت ہو تو اوس عورت کے بطن کی اولاد بلحاظ حصانت نکح یا مالک کے نسب سے منسوب و ملحق کیجاویگی خواہ نفس الامر میں اوسکی ہو کیونکہ شرعی احکام احوال ظاہر پر مترتب اور نافذ ہوتے ہیں اور باقی الغیب عند اللہ پس یہ دلیل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ جناب معاویہ ابو سفیان ہی کے نطفہ سے تھے۔

اس مسئلہ کی تصدیق بہت سی کتب سے ہوسکتی ہے از انجملہ موطا امام مالک باب القضا بالحاق الولد بابیہ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے اونھوں نے

عن عائشۃ زوج النبی صلعم انہا قالت کان عتبۃ بن ابی وقاص عہد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک قالت فلما کان عام الفتح اخذہ سعد وقال ابن اخی وقد کان عہد الی فیہ فقام الیہ عبد ابن زمعۃ فقال اخی وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فتساوقا الی

کہ عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفہ سے ہے تو اوسکو اپنے پاس رکھیو جب مکہ فتح ہوا تو سعد نے اوس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اوسنے اس لڑکے کے لے لینے کی وصیت کی تھی عبد ابن زمعہ نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بھائی میرے باپ کی لونڈی کا جنا ہے پس

رسول اللہ صلعم فقال سعد یا رسول اللہ ابن اخی قد کان عہد الی فیہ وقال عبد ابن زمعۃ اخی وابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ صلعم ھو لک یا عبد ابن زمعۃ ثم قال رسول اللہ صلعم الولد للفراش وللعاھر الحجر ثم قال لسودۃ بنت زمعۃ احتجبی منہ لما رای من شبہہ لعتبۃ قالت فما راھا حتی لقی اللہ عز وجل

دونوں نے رسول اللہ کے اجلاس پر جھگڑا پیش کیا سعد نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ لڑکا میرے بھائی کا نطفہ ہے اوسنے اس باب میں وصیت کی ہے عبد ابن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا جنا ہے پس آنحضرت نے فرمایا عبد بن زمعہ سے کہ یہ لڑکا تیرا ہے پھر فرمایا بچہ ماں کے خاوند کا یا مالک کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کیلئے پتھر ہیں پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تو اس لڑکے سے چھپا کر کیونکہ وہ لڑکا عتبہ کے مشابہ تھا سو اوس لڑکے نے نہ دیکھا پھر کبھی حضرت سودہ کو یہانتک کہ اون کا انتقال ہوا انتہی محصلاً

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت کو سعد ابن ابی وقاص کی صداقت و دینداری اور مولود کے اشبہ عتبہ ہونے سے یقین ہوگیا کہ یہ لڑکا عبد الرحمن عتبہ کا نطفہ تھا لیکن زمعہ کی ملک ہونے سے عبد الرحمن کو ابن زمعہ کے حوالہ کردیا جسکے یہ معنی ہوے کہ عبد الرحمن کا نسب زمعہ سے ملحق کردیا اور حقیقی باپ عتبہ کے نسب سے خارج فرمادیا اور چونکہ مولود فی الحقیقۃ ابن عتبہ تھا اس سبب سے حضرت سودہ کو اوس لڑکے سے پردہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ فیصلہ کے لحاظ سے وہ لڑکا عبد الرحمن ام المومنین سودہ کا برادر حقیقی ہوتا تھا ایسی احادیث کی بنیاد پر فقہا نے بھی ایسے ہی اجتہادات کئے ہیں از انجملہ امام ابو حنیفہ کا یہ اجتہاد مشہور ہے جو تفسیر کبیر فخر رازی میں ہے۔

واما العکس فھو ان المشرقی اذا تزوج بالمغربیۃ وحصل ھناک ولد فابو حنیفۃ اثبت النسب ھنا مع القطع بانہ غیر مخلوق من ماءہ الخ۔	کہ مرد مشرقی سنے زن مغربیہ سے نکاح کیا اور اوسکے ہاں بچہ پیدا ہوا تو امام ابو حنیفہ نے مولود کا نسب ناکح سے ملایا ہے حالانکہ یقین حاصل ہے کہ اس فصل وبعد کے سبب سے

وہ مولود ناکح کا نطفہ نہیں ہوسکتا انتہی محصلاً ایسا ہی حکم حضرات شیعہ کی کتاب فقہ جامع الرضوی مترجمہ شرایع الاسلام کتاب النکاح فصل چہارم فرع اول مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ (۳۰۰) میں لکھا ہے انکہ نسب ثابت میشود بہ نکاح صحیح وبوطی شبہ و ثابت نمی شود بزنا واگر شخصے زنا کند بزنے وازمنی او مخلوق شود ولدے کہ بیقین حاصل شود بانکہ ازمنی زانی بہم رسیدہ شرعاً منسوب بجانب زانی نمیشود انتہی بلفظہ پس جبکہ فریقین کے نزدیک نسب نکاح یا ملک سے ثابت ہوتا ہے اور ہندام معاویہ کا نکاح قبل تولد معاویہ ابوسفیان سے ہونا ثابت ہے تو اس صورت میں معاویہ کو کسی اور کے نطفہ سے جاننا جہل ہے اور حمل النسان کی مدت طبعیہ کے خلاف نکاح کے تین ماہ بعد جناب معاویہ کی پیدائش ابن السمان نے لکھی تو وہ کتاب اور اوسکا مولف دونوں نامعتبر ہیں دوم جناب معاویہ کی ولادت کی اسقدر قلیل مدت نکاح کے بعد کسی اور کسی نے نہیں لکھی اس وجہ سے یہ طعن بھی مہمل ہے اور جو علی التنزل اس واقعہ کو صحیح مانا بھی جائے تو بموجب حدیث مذکورہ واجتہاد مزبورہ جناب معاویہ کو ابن ابوسفیان ماننا پڑیگا لہذا جناب معاویہ کے نسب کی نسبت حضرات شیعہ کے جملہ اعتراضات خلاف اصول مذہب اہلسنت بلکہ واہی تباہی ہیں ۔

باب ششم در بحث نسب عمرو بن العاص

جناب عمرو بن العاص کے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے بہت قصے

موضوع گھڑے ہیں چنانچہ مولوی حامد حسین صاحب لکھنوی کی استقصاء الافحام جلد اول میں ام عمرو عاص کی ہجو میں کسی عرب شاعر کا یہ شعر لکھا ہے ۔ دجلہا مرفوعۃ للفاعلین ٭ بابہا مفتوحۃ للداخلین کتاب مذکور اور اوسکے علاوہ اور بعض کتب شیعہ میں عمرو عاص کے نسب کے یہ اسناد بھی پائے گئے جو ہدیہ ناظرین ہیں۔

النسان العیون حلبی اور مستطرف زین الدین محمد المعروف بہ ابن الخطیب الشہی میں ہے کہ ام عمرو عاص فاحشہ اور عبد اللہ بن جدعان (سردار بنی تیم) کے تحت میں تھی پس ایک طہر میں ابولہب وامیہ بن خلف وابوسفیان بن حرب وعاص بن وائل نے نابغہ سے مقاربت کی پس عمرو پیدا ہوے اور ان سب نے مولود کا دعوی کیا اور اوسکے تصفیہ کیلیے نابغہ کو پنچ بنایا نابغہ نے کہا کہ یہ مولود عاص بن وائل کا نطفہ ہے اور نابغہ نے یہ فقرہ اس سبب سے کہا کہ عاص بہ نسبت اوروں کے نابغہ کو زیادہ دیتا تھا انتہی محصلاً

وقیل انہ امہ ای ام عمرو عاص کانت بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطئہا فی طہر واحد ابو لہب وامیہ بن خلف وابو سفیان بن حرب والعاص بن وائل فولد عمرو فادعی کلہم فحکمت فیہ امہ فقالت ہو للعاص لان العاص ہو الذی کان ینفق علیہا

تاریخ ابوالفدا اخبار معاویہ صفحہ ۱۹۹ میں اروی بنت الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم کا یہ قول ہے۔

اے عمرو نابغہ کے بچے کیا تو بولتا ہے حالانکہ تیری ماں مکہ کی بیسواؤں سے تھی اور بہت سستے بھاؤ خرچی کماتی اور تیری ابنیت کا دعوی پانچ قریشیوں نے کیا تیری ماں سے پوچھا گیا تو اوس نے کہا

وقالت اروی بنت الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم لعمرو عاص وانت یا ابن النابغۃ تتکلم وامک اشہر بغی بمکۃ وارخصہن اجرۃ وادعاک خمسۃ من قریش فسألت امک عنہم

فقالت کلهم اتانی فانظروا اشبهم	تم سب میرے پاس آتے تھے تم ہی
به فالحقوه به فغلب علیک شبه	جانچو کہ یہ بچہ کس سے اشبہ ہے چونکہ تو عاص
العاص فالحقوك۔	بن وائل سے مشابہ تھا پس اُس سے

تیرا نسب ملا دیا انتہی محصلاً۔

تطہیر الجنان ابن حجر مکی میں جناب امام حسن علیہ السّلام کا قول ہے۔

واما انت یا عمرو فتنازع فیك	اے عمرو عاص تو جانتا ہے کہ تیری ابنیت
خمسة من قریش فغلب علیك	کا پانچ قریشیوں نے دعوی کیا کہ میرے
شبه الامهم حسبا واشرهم	نطفہ سے ہے مگر تجھ پر اوس شخص کی مشابہت
ثم قمت وسط قریش فقلت انی	غالب آئی جو قریش میں سب سے
شانی محمد فانزل الله علی	زیادہ ذلیل اور منصب میں سب سے
نبیه صلعم ان شانئك هو	زیادہ رذیل تھا پس تو وسط قریش
الابتر ثم هجوت محمدا صلعم	میں آنحضرت کی ہجو کرنے اور ایذا دینے
بثلاثین بیتا من الشعر فقال	کو کھڑا ہوا جس پر خدا نے نازل فرمایا آیہ
النبی صلعم اللهم انی لا احسن	ان شانئك هو الابتر یعنی اے محمدؐ
الشعر ولکن العن عمرو بن عاص	تمہارا دشمن مقطوع النسل ہے پھر تو نے
بکل بیت لعنة ثم انطلقت الی النجاشی	آنحضرت کی ہجو کی تیس شعروں میں جس پر
بما علمت وعملت فاکذبك الله	آنحضرتؐ نے بددعا کی کہ اے خدا
وردك خائبا فانت عدو بنی	میں شعر کہنا نہیں جانتا مگر ہر بیت کے
هاشم فی الجاهلیة والاسلام	عوض میں عمرو عاص پر لعنت کرتا

ہوں جسکے بعد تو نجاشی بادشاہ حبشہ کے ہاں گیا خدا نے وہاں بھی تیری تکذیب کی اور تجھے مردود کر کے نکالا پس تو دشمن ہے بنی ہاشم کا جاہلیت

اور اسلام میں انتہی محصلاً

اسی مضمون کی عبارت تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ذکر ماجری

لہ ابعد وفات امیر المومنین علیہ السلام صفحہ ۱۱۰ میں ہے جناب امام ممدوح

واما انت یا ابن النابغۃ ادعاک	نے فرمایا اے نابغہ کے بچے تو جانتا ہے
خمسۃ من قریش غلب علیک	کہ تیری ابنیت کا دعوی پانچ قرشیوں
ولاء منہم وھو العاص دولدعلی	نے کیا اور تیری ولائت ایسے شخص
فراش مشترک وفیک ان شانئک	کو پہونچی جو بدکار تھا اور تو فراش شرک
ھو الابتر وکنت عدواللہ وعدو	پر پیدا ہوا اور تیرے حق میں ان
رسولہ وعدو المسلمین وکنت	شانئک ھو الابتر آیہ نازل ہوا
اضرعلیھم من کل مشرک۔	اور تو خدا اور رسول اور مسلمانوں کا

دشمن تھا اور تیری ایذا رسانی تمام مشرکین سے زیادہ تھی انتہی محصلاً۔

ان مطاعن نسب کی رونق اور تازگی کے واسطے حضرات شیعہ نے حیوۃ الحیوان لغت جزور کی روایت سے حسب پر بھی حملہ کیا ہے وہ یہ حضرت ابن عاص کی نسبت لکھا ہے کہ جیسے عامر بن کریز اور حضرت زبیر بن العوام قصاب تھے ویسے ہی یہ بھی قصاب تھے اور ان عمرو کے والد ماجد عاص بن وایل بیطاری یعنی جانوروں کو بدھیا بناتے تھے اور کتاب مذکور میں بحوالہ صحیح مسلم ایک قصہ عمرو بن العاص کے قصاب ہونے کے ثبوت میں لکھا ہے کہ ابن عاص نے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ جب تم لوگ مجھے دفن کر چکو تو اوسکے بعد اتنے عرصہ تک قبر پر ٹھیرنا کہ جتنی دیر میں شتر ذبح ہو کر اوسکا گوشت تقسیم ہوتا ہے تاکہ ہم تمسے انس لیتے رہیں اور دیکھیں کہ ملائکہ کیا حکم لاتے ہیں انتہی محصلاً چونکہ ان کا پیشہ

قصائی تھا اسلئے قبر پر ٹھیرے رہنے کی مدت بھی بتائی تو اونٹ کے ذبح ہونے اور اوسکے گوشت کے تقسیم ہونیکی بتائی اور انکے بخیل ہونیکی یہ دلیل بتائی گئی کہ جب یہی عمرو عاص کا انتقال ہوا تو انکے اندوختہ سے صرف سونا ۷۰ من ۲۲ سیر پختہ برآمد ہوا تھا۔

فصل اول در تنزیہ نسب عمرو عاص

اگرچہ جن جن کتب سے حضرات شیعہ نے مطاعن حسب و نسب جناب موصوف پیش کئے وہ سب یقینی اہلسنت ہیں اور یہ لوگ اون موثقین سے ہیں کہ جنکی جملہ تالیفات سے مذہبی استدلالات کئے جاتے ہیں لیکن ان مطاعن پیش شدہ پر ہم بقسم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب تقیہ باز اہلسنت تھے کیونکہ انھوں نے یا تو خود یہ روایات گھڑی ہیں یا اپنے جھوٹے آشناؤں سے حاصل کی ہیں چنانچہ ہم فضیلت عمرو عاص بیان کرکے اونکے اسلام کی پختگی اور محب رسول اور وجیہ الاسلام ہونا ثابت کرتے ہیں جن سے معلوم ہوجائیگا کہ جیسے انکے عدو اللہ و عدو رسول کی روایات جھوٹی ہیں تو ویسی ہی مطاعن نسب کی بھی جھوٹی ہونگی۔ وہو ہذا۔

تطہیر الجنان اور تذکرہ خواص الامہ کے اسناد میں گذرا ہے کہ آیات شانئک ھو الابتر عمرو عاص کے حق میں نازل ہوا ہے یہ اتہام ہی چنانچہ ترمذی اور کنز العمال میں ہے۔

وجاء حدیث اخر اسلم الناس وامن بن العاص واخر عمرو من العاص من صالحی قریش	دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ عمرو عاص ایمان لائے اور دوسری احادیث میں ہے کہ عمرو عاص صالحین قریش سے

فضیلت عمرو عاص

(اکمال)　　تھے انتہی۔

روض المناظر محب الدین الولید معروف بہ ابن الشحنہ میں ہے

اللہم صل علی عمرو عاص عبدک و حبیب رسولک | کہ آنحضرت نے جناب عمرو عاص کے واسطے یہ دعا کی کہ اے خدا عمرو عاص

پر درود بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت رکھتا ہے انتہی۔

پس ان دونوں روایات سے جملہ صحابہ قریش و انصار پر جناب عمرو عاص کی افضلیت اسلامی بھی ثابت ہوئی اور محب رسول ہونا بھی اور ظاہر ہے کہ جو شخص باقرار صاحب وحی و الہام محب خدا و رسول ہے تو وہ عدو اللہ و رسول و عدو مسلمین کیونکر ہو سکتا ہے اور وجاہت اسلامی اس سے ظاہر ہے کہ غزوہ ذات السلاسل میں آپکو سردار لشکر بنایا گیا (تلخیص الصحاح جلد پنجم صفحہ ۲۵۶) اور تاریخ حبیب السیر وغیرہ میں ہے کہ جناب عمرو عاص کو سریہ وادی الرمل میں سردار لشکر بنایا گیا جنکے ماتحت شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر تھے اور جناب ممدوح مع فوج بے سروپا جہاد مذکور سے بھاگ کر مدینہ پہنچے تو جیسے احد کے بھگوڑوں پر آنحضرت نے ایک ماہ تک لعنت فرمائی تھی کہ جن میں حضرات شیخین اور عثمان غنی سب ہی تھے لیکن فراریان جہاد وادی الرمل کے حق میں کچھ نہ فرمایا پس آنحضرت کے سکوت پر معلوم ہوتا ہے کہ فراریان وادی الرمل پر لعنت نہ فرمانی محض محبت عمرو عاص کا سبب تھا۔

فرار عن الجہاد

اب رہا لفظ ابتر کا جواب تو آپکا سلسلہ نسب دراز ہونا ثابت ہے عجب نہیں کہ عمرو بن شعیب نے بعد بھی سلسلہ نسب چلا ہو چنانچہ ترمذی جلد اول باب الزکوۃ مال الیتیم اور اسی کتاب کے باب المساجد میں بعض حدیث کی سند اس طرح لکھی ہے عمرو بن شعیب ھو ابن محمد بن عبد اللہ

بن عمرو بن العاص پس جب آپ مقطوع النسل نہ تھے تو آپ کے
حق میں آیہ ان شانئک ھو الابتر بھی نازل نہیں ہوئی لہذا ثابت ہوگیا
کہ جیسے آپکی نسبت عدو اللہ و رسولہ کا بہتان ہے ویسا ہی نسب کا بھی
لیکن اب ہم نسبی مطاعن کی بھی تردید کرتے ہیں ۔

الجواب

طعن انسان العیون وغیرہ سے ظاہر ہے کہ ام عمرو عاص کا تعلق
طہر واحد میں پانچ شخصوں سے رہا چونکہ حصہ اول کے باب اول فصل
دوم میں بحوالہ کتاب رسوم جاہلیۃ ہم لکھ چکے ہیں کہ ایسا نکاح موسوم بہ
نکاح جماعۃ تھا اور اوس زمانہ کے اہل حجاز اسکو جائز سمجھکر کرتے تھے لہذا
وہ قومی گناہ نہ تھا ۔ دوم یہ نکاح قبل بعثت کا ہے لہذا ابوین عمرو عاص
شریعت محمدی کے بھی گنہگار نہ تھے کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے ۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (سورہ ھود)	کہ عذاب نہیں کرتے جب تک کہ رسول کو مبعوث نہیں کرلیتے ۔ سوم ابوین

عمرو عاص مسلمان ہوکر مرے اور یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ اَلتوبہ

التائب من الذنب کمن لاذنب لہ	توبہ کرنیوالا ایسا ہے کہ جیسے اوسنے گناہ ہی نہیں کیا ۔

چہارم حصہ اول کے باب سوم فصل دوم میں ان ہی کے فرزند
عبداللہ کا قول آیہ ولقد ذرانا لجھنم کثیرا الخ کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ
ان عبداللہ کے نزدیک ولد الزنا جہنم کا ایندھن ہے پس اگر عمرو عاص ولد
الزنا ہوتے تو یہ خلف الرشید ولد الزنا کو ذرا جہنم نہ فرماتے ان دلائل سے
معلوم ہوا کہ عمرو عاص ولد الزنا ہونے سے عقلاً و عرفاً پاک تھے ۔

اب رہا یہ امر کہ عمرو موصوف عاص ابن وایل کا نطفہ تھے یا ابولہب بن عبد المطلب کا یا امیہ بن خلف کا یا عبد اللہ بن جدعان کا یا ابوسفیان کا تو المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد رابع کتاب الرضاع صفحہ ۹۰۴ میں نواب وقار نواز جنگ بہادر نے لکھا ہے کہ ابوحنیفہ اور اسحاق اور ابوثور کے نزدیک الحاق نسب میں قائف کا قول معتبر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ابوین کا قول معتبر ہے تو الحمد للہ کہ اس الحاق میں کوئی غیر نہیں خود نابغہ ہے دوم علامہ حبثون اور محمد بن مسلمہ نے فرمایا کہ جسکی شباہت سے مولود ہوگا اوسی سے نسب ملایا جائیگا چونکہ عمرو عاص بفضلہ اپنے باپ سے اشبہ تھے اس سبب سے اون کا ابن عاص ہونا صحیح ہوگا۔ سوم امام شافعی و مالک بلکہ جمہور کے نزدیک باندیوں کی اولاد میں قائف کا قول معتبر ہے تو یہاں خود نابغہ ہی قائف اور باندی بھی ہے چہارم حدیث مشہور الولد للفراش وللعاھر الحجر ہے یعنی مولود صاحب فراش کا اور زانی کیلئے پتھر یعنی رجم ہے تو صاحب فراش عاص بن وائل نے نابغہ سے نکاح جماعت کیا ہوگا جس جماعت کی تعداد پانچ تک ہوتی ہے (دیکھو رسوم جاہلیۃ) یعنی ابولہب و امیہ بن خلف و عبد اللہ بن جدعان و ابوسفیان بن حرب و عاص بن وائل تھے جو ایسا نکاح قبل قوت اسلام لوگ جائز جانکر کیا کرتے تھے اور شریعت نے زمانہ کفر کے نکاح کو آجتک جائز و قبول فرمایا ہے جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ جب نکاح صحیح مانا گیا ہے تو اوس نکاح سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی صحیح النسب مانی جائیگی **الغرض** ثابت ہوگیا کہ حضرات شیعہ کے جملہ نسبی اعتراضات ایسے واہی بتاہی اور خلاف مذہب اہلسنت ہیں جو قابل التفات نہیں۔

نسب ابن عمرو

تبصرہ درباب مواکنیزان عرب

زمانہ جاہلیہ میں باندیوں کا زنا عام تھا حتیٰ کہ امیر غریب رذیل شریف سب اپنے دروازوں پر باندیوں کو بٹھا کر زنا کرتے تھے جیسا کہ مولوی انشاء اللہ اڈیٹر اخبار وطن لاہور نے ترجمہ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے۔

عقلاً اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملک عرب کے بیشتر قبائل میں جنگ ہوتی رہتی تھی اور ہر غالب مغلوب کی جورو بیٹی وغیرہ کو لونڈی بناتا تھا اور جس طرح چاہتا اوس سے برتاؤ کرتا لیکن لونڈی غلاموں کے آزادی کا یہ بھی قانون تھا کہ اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنے مالک سے اپنی آزادی کے معاوضہ میں حسب خواہ مالک ایک رقم معین کرا لیتا تھا تو اوس رقم کے ادا کرنے کے بعد وہ آزاد سمجھا جاتا تھا پس شریعت کی اصطلاح میں ایسے غلام وعدہ شدہ کو مکاتب کہتے ہیں اور مکاتب ہونے میں عورت عورت و مرد دونوں مساوی تھے۔ اور اوس معہودہ رقم کی ادا کی کے واسطے وہ لونڈی یا غلام جو پیشہ اختیار کرتے تو وہ مختار سمجھے جاتے تھے لیکن بعض شریر النفس ایسے بھی عرب تھے کہ وہ بجبر زنا ہی کرا کے اپنی رقم جلد وصول کر لیتے تھے۔ پس عجب نہیں کہ باندیوں کے زنا کا رواج جو عرب میں بتایا جاتا ہے تو دروازوں پر بیٹھکر زنا کرنے والی باندیاں مکاتب زیادہ ہوتی ہونگی اور اون ہی عورتوں کی خرچی کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حلال بتایا ہوگا جو مالک و مملوکہ دونوں کو حلال سمجھی جاتی ہوگی چنانچہ شرح وقایہ چلپی باب اجارۃ الافاسد

مطبوعہ مطبع شاہدرہ دہلی کے صفحہ ۹۸۲ میں ہے۔

انما اخذت الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الاعظم لان اجر المثل الطیب۔	کہ اگر مزنیہ خرچی لیکر ٹھیکہ یعنی گتہ لیتی ہو توجناب امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے کیونکہ اجر مثل پاک ہو انتہی محصلاً۔

امام ممدوح کے حلال بتانے کی وجہ اون مکاتبہ کی مجبوری ہے جو وہ اپنے مالکوں کے جبر سے کرتی ہونگی اور ایسے اجتہاد کی مشیر آیہ سورہ نور رکوع تین ہے جس میں حکم ہے۔

ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم۔	کہ اگر تمھاری لونڈیاں پاکدامنی کی خواستگار ہوں تو اون کو بدکاری پر مجبور نہ کرو کہ اوس سے تم کچھ دنیا کا فائدہ حاصل کرو اور جو اونکو ایسے کام پر مجبور کریگا تو اللہ اونکے مجبور کرنیکے بعد بڑا بخشنے

والا مہربان ہے۔ انتہی۔ پس نابغہ ام عمرو عاص کا زنا بھی وجہ کتابت کے سبب سے ہو تو تعجب نہیں ہے۔

اسد الغابہ میں نابغہ کی یہ کیفیت درج ہے کہ نابغہ کا نام سلمی بنت حرملہ تھا اور یہ بنت حرملہ قبیلہ بنی خلان بن عتیک بن اسلم بن یذکر بن عنزہ یا عترہ سے تھی اور یہ کنیز بننے کے قبل دو شخصوں سے منسوب یا ملوث ہو چکی تھی جن دونوں میں سے ہر ایک سے ایک بیٹا ہوا تھا چنانچہ ایک بیٹا عمرو بن اثاثہ عدوی خاندان عدی سے تھا جو حضرت فاروق کا ہم جد تھا اور حضرت عمرو عاص کا دوسرا برادر اخیافی عقبہ بن نافع بن عبد قیس فہری تھا پس قومی جنگ مغلوبہ کے سبب سے گرفتار ہوئی اور

امتی محلی عمرو عاص کی ماں کا ماجرا

مکہ کے بازار عکاظ میں فروخت ہوئی جسکو ہندام معاویہ کے شوہر اول فاکہہ ابن مغیرہ نے خریدا اور پھر اس فاکہہ سے عبداللہ ابن جدعان سردار بنی تیم نے خرید کر اوسپر تصرف کیا پس عجب نہیں کہ زعم کتابت اوا کرینکے سبب نابغہ نے ابولہب وامیہ بن خلف وابوسفیان وعاص بن وائل سے نکاح جماعت کیا ہوگا جس سے حضرت عمرو عاص رضی اللہ عنہ پیدا ہوے۔

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ یہ ابن عاص حقیقت کس کا نطفہ تھے تو از روے شہرت وفقہ اہلسنت تو بیشک یہ عاص بن وائل ہی کے نطفہ سے تھے اور از روے رغبت ابوسفیان کے اور چونکہ بنی ہاشم سے عمرو بن عاص کو بیحد عداوت تھی اس وجہ سے ابولہب ابن عبدالمطلب کے نطفہ سے نہیں معلوم ہوتے اور چونکہ بحوالہ صحیحین تلخیص الصحاح جلد پنجم باب غزوہ ذات السلاسل سے ثابت ہے کہ عمرو عاص کو حضرت عائشہ وابوبکر سے بیحد محبت تھی دوم ابتدائے خلافت سے جو انکی ترقی ہوئی اور ہر خلافت میں ممتاز رہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبداللہ بن جدعان تیمی کے نطفہ سے ہونگے جو حضرت ابوبکر کا خاندان ہے اب رہا شبہ عاص بن وائل ہونے سے انکو ابن عاص کا نطفہ جاننا تو اطبا کے نزدیک کسی مولود کی کسی سے مشابہت ہونی صحت نسب کی دلیل قطعی تو نہیں ہے لیکن ہم عصر لوگوں کے ابن عاص مان لینے سے نسبی اعتراض کی گنجایش نہیں ہے۔ لہذا اجلائے شیعہ کا اعتراض لغو ہے۔

باب ششم در نسب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ان جناب کے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے آفت مچائی ہے چنانچہ

فرماتے ہیں اکمال فی اسماء الرجال ترجمہ ابوہریرہ میں ہے۔ ابوہریرہ کے

ھو ابوھریرۃ فاختلف الناس فی اسمہ واسم ابیہ اختلافاً کثیراً	نام میں لوگوں نے اختلاف کیا اور اُنکے باپ کے نام میں بہت اختلاف ہے انتہی

مقدمہ سنن ابی حنیفہ مرویہ حصفکی کے صفحہ ۲۹ ترجمہ ابوہریرہ میں ہے۔

الصحابی الجلیل حافظ الصحابۃ اختلف فی اسمہ واسم ابیہ قیل عبدالرحمن بن صخر وقیل ابن غنم وقیل عبداللہ بن عائذ وقیل ابن عامر وقیل ابن عمرو وقیل سکین بن دزمۃ وقیل ابن ھانی وقیل ثومل وقیل عامر بن صخر وقیل عامر بن عبدشمس وقیل ابن عمیر وقیل یزید بن عشرۃ وقیل عبد نھم وقیل عبدشمس وقیل غنم وقیل عبید بن غنم وعمرو بن غنم وقیل ابن عامر وقیل سعید بن الحارث (تقریب التہذیب)	صحابی بزرگ حافظ احادیث یعنی محدث انکے اور انکے باپ کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ابوہریرہ کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے اور بعض نے کہا ابن غنم اور بعض نے عبداللہ ابن عائذ اور بعض نے ابن عامر اور بعض نے ابن عمرو اور بعض نے سکین بن رزمہ اور بعض نے ابن ہانی اور بعض نے ثرمل اور بعض نے ابن صخر اور بعض نے عامر بن عبدشمس اور بعض نے ابن عمیر اور بعض نے یزید بن عشرہ اور بعض نے عبدنہم اور بعض نے عبدشمس اور بعض نے غنم اور بعض نے عبید بن غنم اور بعض نے عمرو بن غنم اور بعض نے ابن عامر اور بعض نے سعید بن الحارث لکھا ہے انتہی محصلاً۔

ان صاحب کے اسماء و انساب بتفاوت کثیرہ دیگر کتب رجال میں بھی بکثرت لکھے ہیں اور تصحیح النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مولفہ مولوی محمد حسین ہزاروی شاگرد

اعتراض صاحب تشیید بر نسب ابوہریرہ

مولوی سید نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم کے صفحہ ۲۰ معرفۃ اسماء الکنیٰ میں ہے۔ ابوہریرہ کہ در نام او و نام پدرش زیادہ بر بست قول اختلاف کردہ اند و محمد بن اسحاق صاحب مغازی عبدالرحمن بن صخر اختیار کردہ و حاکم ابو محمد ورزیدہ و تصحیحش نمودہ و نووی در شرح مسلم گفتہ ابوہریرہ اول من کنی بھذہ الکنیۃ انتہی بلفظہ۔

اہل عرب کا مشہور مقولہ ہے الاباء مفاخرت الابناء یعنی باپوں کی بزرگی اولاد کی بزرگی کا باعث ہے چونکہ ابوہریرہ کو اول تو اپنے باپ ہی معلوم نہ تھے اور جو معلوم تھے بھی تو یا وہ نہایت ذلیل درجہ کے انسان تھے یا وہ ایسے برے طریق سے باپ بنے تھے کہ ابوہریرہ نے کبھی اون کا نام ہی نہ لیا اور جو اظہار ابنیت کا موقع آگیا تو اپنی ماں کا نام بتایا جیسے ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کسی نے خچر سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے تو اوسنے کہا کہ میری ماں گھوڑی ہے بس یہی کیفیت ابوہریرہ کی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے بھی اپنی ماں ہی کا نام لیا ہے چنانچہ العقد میں ابن عبدربہ نے اور الفایق میں علامہ زمخشری نے اور معجم البلدان میں یاقوت حموی نے ابوہریرہ کی یہ روایت نقل کی ہے ابوھریرہ نے کہا کہ حضرت فاروق نے ایکدفعہ مجھے امیر بحرین کیا اور مینے بارہ ہزار دینار جمع کئے تھے تو حضرت فاروق بحرین پہنچے اور مجھ سے کہا کہ اسے عدو خدا و مسلمین یا عدو قرآن تو نے اللہ کے مال سے چرایا اور پھر وہ مال چھین لیا اور فرمایا

قال الا تعمل یا ابوھریرہ قلت	اے ابوہریرہ پھر امیر بحرین بنتے ہو
لا قال ولم قال قد عمل من ھو	مینے کہا نہیں تو عمر نے کہا کہ تم سے بہتر
خیر منک یوسف قال جعلنی	حضرت یوسف علیہ السّلام تھے پس

علیٰ خزائن الارض انی حفیظ	(اونھوں نے خواہش اور دعا کی کہ)
علیم قلت یوسف نبی ابن نبی	اے خدا مجھے زمین کے خزانوں پر حاکم
وابوھریرۃ ابن امیمۃ ۔	فرما دے بیشک میں ہوشیار محافظ

ہوں سینے کہا کہ یوسف خود نبی اور ابن نبی سے تھے اور میں ابن امیمہ ہوں انتہی محصلاً ۔

محققین اہلسنت نے غیر مشہور صحابہ کے اسمار بھی بدون اونکی ولدیت کے نہیں لکھے الا ماشاء اللہ اور جنکے نہیں لکھے وہ وہی ہیں کہ جنکو عنایت سرور کائنات یا حکومت خلفار راشدین میں کچھ بہرہ نہ تھا لیکن حضرت ابوہریرہ سے پانچہزار تین سو چوہتر احادیث مروی ہیں اور بعض کے نزدیک ابوہریرہ سے پانچہزار اشخاص نے روایت کی ہے اس وجہ سے تمام کتب صحاح وغیر صحاح وتفسیر میں زیادہ ان ہی کی مرویات ہیں پس ایسے مشہور آدمی کی ولدیت نہ لکھنا شبہہ سے خالی نہیں دوم اوس زمانہ کے عرب اسکے عادی تھے کہ وہ ہر کسی ادنیٰ و اعلیٰ کا نام بغیر ولدیت نہ لیتے تھے لیکن ابوہریرہ کے باپ کا نام آجتک اخفا میں ہے اور یہ بزرگ ایسے باوقار بھی نہ تھے کہ لوگ بجہت ادب ان کا نام نہ لیتے ہوں کیونکہ یہ اپنے ابتدائے اسلام میں نہایت ادنیٰ اور مفلس ومحتاج واصحاب صفہ سے تھے اور ابوہریرہ جیسی ذلیل کنیت کا قبول واختیار کرنا انکی سبکی عقل پر دال ہے اور چونکہ انھوں نے ادنیٰ درجہ سے روپیہ جمع کرکے ترقی کی حتی کہ زمانہ فاروق میں امیر بحرین اور زمانہ معاویہ ومروان میں امیر مدینہ رہے پس ایسے کثیر الحافظہ کے نسب سے لوگوں کی لاعلمی انکے مجہول النسب ہونیکی قطعی دلیل ہے سوم تعجب ہے کہ ابوہریرہ نے

باوجود کثیر المخاطب ہونیکے باپ کا نام ترک کرکے ماں کا نام امیہ بتایا جو امہ کی تصغیر ہے یعنی چھوٹی لونڈی اور ظاہر ہے کہ ماں کی ابنیت سے منسوب ہونا اوس زمانہ کے عرب میں اکثر وبیشتر ولد الزنا ہونے سے مخصوص تھا الاماشاء اللہ۔

فصل در تنزیہ نسب حضرت ابی ہریرہ رض

محققین کا ضعف تحقیق اور ابوہریرہ کی خرابی۔ واہ خوب انصاف ہے اجی حضرت پیغمبر خدا اور اونکی عترت اور خلفاء راشدین اور انکے علاوہ اور بکثرت مشاہیر حضرات کے جزویات واعمال ضروریہ قلمبند ہونے سے رہ گئے بلکہ واقعات وحادثات عظیم میں بعض ایسے اختلافات ہیں کہ جنکے تصفیہ نہونے سے اسلامی دنیا میں فساد عظیم پھیل گئے ازانجملہ وضو اور ترکیب واعمال اداے پنجگانہ اور اوسکے تعین اوقات کے اختلافات اور جمع قرآن کا واقعہ اور اوسکے ناقص وکامل ہونیکے ابحاث اور اُسکی ترتیب وتنزیل کے معارضات اور ناسخ ومنسوخ کے تباین پھر ان سب پر مجتہدان مطلق ومنتسب کے استنباطات اور پھر اونکی نسبت شارحین ومفسرین وفقہاء واصولیین وغیرہ کی چہ میگوئیاں وغیرہ وغیرہ فریقین کے نزدیک ایک دریاے ناپید اکنار ہے پس جب ایسے ضروری ارکان اسلام کی یہ حالت ہے اور اون میں تخالف وتباین وتعارض ہیں تو غریب ابوہریرہ کا نسب کس شمار میں ہے۔

اول جبکہ یہ کلیہ نہیں کہ جسکو اپنا باپ معلوم ہو تو وہ ولد الحلال ہوگا تو جسکو اپنا باپ نہ معلوم ہو اوسکے لئے یہ کلیہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ ولد الزنا

دعوی کلیہ غلط است

ہی ہوگا دوم سند مزبور میں ابن امیمہ ہے جس پر قیاس ہوتا ہے کہ امیمہ
ابوہریرہ کے باپ کا ہی نام ہوگا کیونکہ اوس زمانہ میں مونث صیغوں کے
نام لوگ اپنی اولاد ذکور کے رکھ لیا کرتے تھے جیسے امیہ طلحہ معاویہ۔
حالانکہ امیہ ذلیل باندی کو کہتے ہیں اور طلحہ بدکار عورت کو اور معاویہ
اوس کتیا کو کہتے ہیں جو سب کتوں سے آگے بڑھ کر بھونکتی ہے لیکن یہ اسماء
اون مردوں کے ہیں جو اسلامی دنیا میں آفتاب کی طرح روشن ہیں۔
اولاد ذکور کے مونث صیغوں کے نام رکھنے کی یہ وجہ پائی جاتی ہے
کہ عرب کے اکثر معبودان باطل مونث تھے جیسے ہنود کی بعض معبودہ دیبیاں
مشہور ہیں مثلاً سیتا۔ لچھمی وغیرہ اسی سبب سے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔
ان یدعون من دونہ الا اناثا پس جو عرب زیادہ مذہبی لگاو رکھتے
تھے وہ اولاد ذکور کے نام مونث صیغوں سے رکھنے مسعود و مبارک جانتے
ہونگے اسی سبب سے اوس زمانہ میں ایسا رواج پایا جاتا ہے پس ان دلائل پر
قیاس کیا جاتا ہے کہ ابوہریرہ کے باپ کا نام امیمہ ہی ہوگا **سوم** جبکہ ابوہریرہ
کے اصلی نام میں اختلاف ہے باوجودیکہ وہ مشہور محدث ہیں تو اگر اون کے
باپ کے نام میں بھی اختلاف ہوا جو ادنی ترین تھے تو اوس سے حضرت ابوہریرہ
کا ولد الزنا ہونا کیونکر ثابت ہوسکتا ہے اور نسبی تنقیص کس طرح لازم اور جائز ہوسکتی
ہے چونکہ معرفت شخص کیلئے اسم مشہور کافی ہے اور عدم علم اب وجد شہرت شخص
کیلئے مانع و حارج نہیں اسی وجہ سے محققین اہلسنت نے نسب ابوہریرہ کی
زیادہ جستجو نہ کی ہوگی **چہارم** عرب میں اسم انسان کے ساتھ اظہار ابنیت کا جو
رواج تھا تو اوس سے ہر جاکے صحت نسب مقصود نہ تھی بلکہ عام اشخاص یا بے
کمالوں کی معرفت مقصود ہوتی تھی یا التباس اسماء اب وجد و برادر و عم کے

سبب سے ہوتی تھی اور جو نفوس بجہت کمالات ظاہر یا باطن یا کسی اور نسبت
سے یا اون کا اسم و کنیت و علم البتاس و اشتراک اسمائے غیر سے اچھوتا ہوتا
تھا تو ونکے اظہار نسب کی ضرورت نہوتی تھی جیسے امرا القیس سفرزدق
دعبل وغیرہ پنجم بالفرض حضرت ابوہریرہ کی ماں کا نام امیمہ تھا لیکن جب
تک اونکی بدچلنی کسی معتبر کتاب سے ثابت نہو اوس وقت تک ابوہریرہ کی
خرابی نسب پر احتمال کی گنجایش نہیں ششم حصہ اول کے باب سوم فصل
دوم میں ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ولد الزنا کو شر الثلاثہ کہتے تھے اور
اوسکے جنازہ تک کی نماز نہ پڑہتے تھے پس اگر وہ خود ولد الزنا ہوتے تو اوسکو
نہ برا کہتے اور نہ برا جانتے الغرض حضرت ابوہریرہ اور اونکے باپ کے
دس بیس نام ہونے میں محققین کا ضعف تحقیق ہے اور کسی کا ضعف تحقیق کسیکی
خرابی نسب کی دلیل نہیں ہوسکتا لہذا حضرت ابوہریرہ یقیناً ولد الحلال تھے
پس حضرت شیعہ کے جملہ اعتراضات نسب لغو و مہمل ۔

فصل دوم در ترغیب بافضال علام الغیوب

حصہ اول کے باب اول فصل دوم اقسام نکاح میں بخاری و ابو داود
کی حدیث مرویہ حضرت عائشہ جو لکھی گئی ہے اوس سے واضح ہے کہ صحت نسب
قرار داد امہات پر موقوف تھی یعنی اوس زمانہ میں امہات جسکے نسب سے
مولود کو منسوب کردیتی تھیں وہ ہی نسب صحیح سمجھا جاتا تھا اور آج بھی فقہا
اہلسنت کے نزدیک صحت نسب امہات کے منسوب کردینے پر منحصر ہے
اور امہات و فقہاء کا یہ توافق مرضی خدا کے مطابق ہے کیونکہ خدا تعالی نے
یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر | ایسے لوگوں کی یوں تسلی فرمائی ہے

او انثیٰ وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم (سورہ حجرات)	اے لوگو ! ہمنے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمکو قوم وقبیلہ بنایا تاکہ پہچانو بیشک خدا کے نزدیک

تم میں بزرگ وہ ہے جو متقی ہے انتہیٰ محصلاً

بلاغت قرآن

بلاغت کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ذکر اور انثیٰ فرمایا زوج وزوجہ یا ناکح ومنکوحہ نہ فرمایا ورنہ شعوب وقبائل کی حشناخت عقد سے وابستہ اور اوسی پر منحصر ہو جاتی پھر ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم فرما کر واضح کر دیا کہ خوشنودی خدا یعنی نجات ومغفرت یہ سب کچھ تقویٰ وطہارت پر موقوف ہے حلالی وحرامی ہونے پر موقوف نہیں۔

اس تسلی فرما دینے کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہی بعض معیوب الانساب صحیح الانساب سے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کی طرف مائل ہو گئے دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ فخر انساب ومطاعن نسب کی وجہ سے جو صدیوں سے فسادات قومی اور کشت وخون ہوتے چلے آتے تھے وہ سب موقوف ہو گئے جسکے سبب سے بیواؤں کی کثرت مسدود اور زنا معدوم ہو گیا پھر اس خوبی پر یہ اضافہ ہوا کہ برخلاف عداوتوں کے ارشاد بین المؤمنین اخوۃ کے بموجب سبکے سب آپس میں ایک دوسرے کے سچے دوست اور ہمدرد بنگئے اور جب اون لوگوں میں ایسی عمدگی اور صلاحیت پیدا ہو گئی اور آزمایش خدا میں پورے اترنے لگے تو خدا تعالیٰ نے اونکے تصدق میں جملہ معیوب الانساب کی قیامت میں عزت افزائی کا وعدہ فرما لیا یعنی یہ بشارت دیدی کہ جب صور پھونکا جائیگا یعنی تم دوبارہ زندہ کئے جاؤگے

تحفظ نسب از امہات

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون (سورہ مومنون)	تو قیامت میں نسب کی پوچھ پاچھ نہوگی بلکہ صرف پرسش اعمال ہوگی کہ کیا کیا

اور کیا ساتھ لائے۔

دنیا میں اس بشارت وخوشنودی خدا کا ثبوت یہ ہے کہ بغیر امتیاز ولد الحلال وحرام اون سب کیلئے قرآن میں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے بھی بغیر تنقید و امتیاز نکاح و سفاح اون لوگوں کو بھی مالی و فوجی عہدے عنایت کئے کہ جنکے نسب کے مطاعن گذرے مثلاً حضرت معاویہ کو مالی عہدہ دیا اور ہادیاً و مہدیاً کی دعا فرمائی (دیکھو صحیحین) اور حضرت عمرو عاص کو سریہ ذات السلاسل و سریہ وادی الرمل میں فوج کی امارت بخشی اور خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم جیسے ولد الحلال کو اونکا ماتحت بنایا (حبیب السیر وغیرہ) اور اللھم صل علی عمرو عاص یحبک ویحب رسولک کی دعا فرمائی (روض المناظر) اسی طرح حضرت خالد بن ولید کو جنگی عہدہ دیا اور سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا اسی طرح اور بکثرت حضرات کو عہدے اور خطابات عطا فرمائے پس خدا و رسول کی ان عنایات بینات پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیہ الا ما قد سلف ان اللہ کان غفوراً رحیماً کا وعدہ پورا ہوچکا جسکی بنیاد پر اگر درحقیقت بھی وہ حضرات مجہول و معیوب الانساب فرض کئے جائیں تو بھی سب صحیح الانساب ہوگئے۔

اضافت (اب) بظاہر جلد قطع ہوجاتی ہے اور بمقتضائے قدرت عملاً ماں کیساتھ بجہت ایام حمل و رضاعت و پرورش بدیر رہتی ہے اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ ام اصل ولد ہے چنانچہ مصباح میں ہے و ام الشیء اصلہ اور گوسالہ پرستی کے جھگڑے پر حضرت موسی سے حضرت ہارون نے جو کہا یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی یعنی اے میرے ماںجائے بھائی میری داڑھی نہ پکڑ۔ تو اسکی وجہ یہی تھی کہ حضرت ہارون نے اصل کی طرف توجہ دلائی حالانکہ دو حضرات ایک ماں باپ

سے تھے یا ابن عمران کہہ سکتے تھے اسی وجہ سے بعض احادیث مشہورہ سے پایا جاتا ہے کہ قیامت میں نسب کی پوچھ پاچھ نہ ہوگی بلکہ لوگ اپنی ماؤں کے نام سے پکارے جائینگے جس سے معلوم ہوا کہ تکمیل نسب امہات سے بھی ہو سکتی ہے صحت نسب کیلئے باپ سے ہی منسوب کرنا ضروری نہیں چنانچہ اس دعوی کے ثبوت میں ہم تین دلائل پیش کرتے ہیں ۔

دلیل اول

دلیل اول المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد ثالث کتاب اللعان صفحہ ۵۶۹ میں ابن عمر

عن ابن عمر ان رجلا لاعن امرأة علی عهد رسول الله ففرق رسول الله بينهما والحق الولد بامه	سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے لعان کیا پس آنحضرت نے زوج و زوجہ میں تفریق

کر دی اور لڑکے کا الحاق اوس کی ماں سے فرما دیا انتہی محصلاً چونکہ ظاہر ہے کہ زانی ومزنیہ دونوں شریک حال تھے تو شوہر سے جدا کر کے زانی ومزنیہ دونوں کے زیر پرورش مولود کو کر دینا چاہیئے تھا اور جو زانی نامعلوم تھا تو بموجب قاعدہ حنفیہ شوہر ہی سے مولود کا الحاق کرنا چاہیئے تھا کیونکہ لعان عورت کے زنا کے انکار کی صورت میں ہوا کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں نہیں کی گئیں اس سے معلوم ہوا کہ ماں سے استظہار نسب ہے ۔

دلیل دوم

دلیل دوم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی ثمار التنکیت میں ہے

رافعی گفتہ کہ تلقین میت بعد دفن مستحب است کہ گفتہ شود یا عبد الله یا ابن امة الله اذکر ما خرجت علیه من الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وان الجنة حق (الی آن)	رافعی نے کہا کہ بعد دفن میت تلقین مستحب ہے کہ (یوں) کہا جائے اے اللہ کے بندے اے اللہ کی لونڈی کے جنے اون عقائد کو یاد کر جن پر تو نے دنیا کو چھوڑا یعنی شہادت لا الہ الا اللہ پر اور جنت

قال) قال الحافظ ان روی الطبرانی
عن ابی امامۃ قال اذا انا مت فلقنونی
بی کما امرنا رسول اللہ صلعم ان
نصنع بموتانا امرنا رسول اللہ صلعم
اذا مات رجل من اخوانکم فسویتم
التراب علی قبرہ فلیقم احدکم علی
راس قبرہ ثم لیقل یا فلان ابن
فلانۃ فانہ یقول ارشدنا یرحمک
اللہ ولکن لا تشعرون فلیقل اذکر
ماخرجت علیہ من الدنیا شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ
ورسولہ وانک رضیت باللہ ربا
وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما
فان منکرا ونکیرا یاخذ کل واحد
منہما بید صاحبہ ویقول انطلق
بنا ما یقعدنا عند من لقن حجتہ
فقال رجل یا رسول اللہ فان لم
یعرف امہ قال ینسبہ الی امہ
حوی یا فلان ابن حوی واسنادہ
صالح۔

برحق ہے یہاں تک کہا) حافظ ابن حجر
عسقلانی کہتے ہیں کہ طبرانی نے ابوامامہ
سے روایت کی ہے انھوں نے وصیت
کی کہ جب دنیا سے میں رحلت کروں
تو مجھے اوسی طرح تلقین کرنا جیسا کہ رسول خدا
نے تلقین کا حکم دیا ہے (آنحضرت نے
فرمایا) کہ جب کوئی تمھارا بھائی مرجائے
اور تم اوسکو دفن کرچکو تو چاہیئے کہ ایک شخص
تم میں سے اوسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہوکر
یہ کہے اے فلاں فلانی کے جنے پس وہ
مردہ سنیگا اور جواب نہ دیگا پھر کہے کہ اے
فلاں فلانی کے بیٹے پس وہ متوفی سیدھا
بیٹھ جائیگا اور کہے گا کہ تمنے مجھے ہدایت
دی اللہ تمپر رحم فرمائے ولیکن تم اوسکی
نہ سنوگے پس اوس وقت تلقین کرنیوالا
کہے یاد کر اوس اعتقاد کو کہ جسپر تو نے
دنیا کو چھوڑا تو گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں اور محمد اوسکے بندے
اور رسول ہیں اور تو راضی تھا اللہ کے
رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے
اور قرآن کے امام ہونے سے پس منکر ونکیر آپس میں کہینگے ایسے شخص کے پاس

بیٹھنے کی ضرورت نہیں چلو یہاں سے جسنے اپنی حجت کی تلقین پائی (اس ارشاد نبوی کو سنکر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہو تو کیونکر تلقین کیا جاوے) تو آپنے فرمایا یوں کہے اے فلاں حوا کے جنے انتہی مخصاً۔

معجم میں طبرانی نے بھی ان ہی ابی امامہ سے بعینہا یہی روایت کی ہے پس ان جملہ احادیث میں تلقین کیلئے ماں کی ابنیت سے منسوب کرنیکا ارشاد نبوی اور اوسکی بیانتک پابندی کا ارشاد ہے اگر حقیقی ماں کا نام نہ بھی معلوم ہو تو ابن حوی زوجہ حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب کیا جاوے مگر باپ کے نام کی نسبت کہیں حکم نہیں کہ ابن آدم ہی کہا جاوے لہذا مقام غور ہے کہ اگر انساب میں باپ کی ہی اضافت ضروری ہوتی تو میت کو باپ سے ہی منسوب کیا جاتا اور اضافت امہات صحت نسب کیلئے کافی نہوتی تو اضافت بعیدہ یعنی حضرت حوی سے منسوب نکیا جاتا

نکتہ

خدا اور رسول کا توافق یہ ہے کہ جیسے خدا تعالی نے عیوب انساب کی ستاری کا وعدہ فرمایا فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون تو پیغمبر خدا نے اوس کا اہتمام تلقین میت سے شروع کیا اور جو بعض صحابہ اضافت اب کی جاوے اضافت ام کو معیوب جانتے تھے اون کی اوس نفرت و وحشت کی اس ترکیب سے اصلاح فرمادی عجب نہیں کہ آیہ سورہ احزاب ادعوھم لاباءھم ھو اقسط عند اللہ منسوخ ہو گئی ہو اور حضرات شیعہ اس سے بیخبر ہوں جو طعن نسب سے باز نہیں آتے۔

دلیل سوم مروج الذہب مسعودی جلد دوم صفحہ ۸ میں حضرت عباس بن عن العباس بن عبد المطلب قال عبد المطلب سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں

دلیل سوم

کنت عند رسول اللہ صلعم اذ اقبل	کہ ایک دن میں آنحضرت کے پاس بیٹھا
علی بن ابی طالب فلما راہ اسفر فی	تھا کہ ناگاہ علیؑ آئے تو آنحضرت اون کو
وجہہ فقلت یا رسول اللہ انک	دیکھکر بہت خوش ہوئے اور پیار کیا مینے کہا
لتسفر فی وجہ ہذا الغلام فقال	کہ اس بچہ کو دیکھکر آپ بہت خوش ہوتے
یا عم واللہ لما اشد حبا لہ منی ولو	ہیں آنحضرت نے فرمایا اے چچا خدا کی
یکن نبی الباقیۃ بعدہ من صلبہ	قسم اللہ تعالی علیؑ کو مجھسے بہت زیادہ چاہتا
ہذا ان اذا کان یوم القیمۃ تدعی	ہے اور جسقدر نبی گذرے ہیں اونکی
الناس باسماء ہم واسماء امہاتہم	نسل کا بقا اونکی اولاد سے رہا ہے اور
ستراً من اللہ علیہم الا ہذا وشیعتہ	میری نسل کا بقا علیؑ سے رہیگا اور جب
فانہم یدعون باسماء ہم واسماء	قیامت ہوگی تو (ستر عیوب کے لحاظ
اباء ہم۔	سے) لوگ اپنی ماؤں کے نام سے پکارے

جائینگے مگر علی اور اونکے شیعہ باپوں کے نام سے پکارے جائینگے۔ انتہی محصلاً

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو قیامت میں ماؤنکے نام سے پکارا جانا جس سے اضافت امہات صحت نسب کیلئے کافی ثابت ہوگی دوسری یہ کہ بیٹی کے بطن کی اولاد سے باپ کی نسل قائم رہی جیسے حضرت عیسی علیہ السلام نسب عمران سے از روے قرآن مان لئے گئے ہیں جنکا قصہ پارہ تلک الرسل تحت آیہ اذ قالت امراءۃ عمران اکثر تفاسیر میں درج ہے اور یہ عمران وہی ہیں جنکی زوجہ مسماۃ حنہ کے بطن سے حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں اور اون کے بطن سے حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوے چونکہ ان باتوں کو حضرات شیعہ بھی مانتے ہیں لہذا جو صحابہ صرف ماؤں کے نام سے یا بغیر ابنیت اقرب پکارے جاتے تھے وہ سب صحیح النسب ثابت ہوگئے اور مطاعن شیعہ

لغو و مہمل ہو الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

نکتہ در نصیحت شیعہ

اگر حضرات شیعہ کو خدا تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے تو وہ اس حدیث شریف کو خوب غور سے سمجھیں کہ بفضلہ وکرمہ جملہ اہلسنت وجماعت ایسے مقبول خدا و محبوب کبریا ہیں کہ اون کا نسبی عیب چھپانیکی غرض سے اللہ جل شانہ قیامت میں بجہت ستاری اونکی ماؤں کے نام سے بلائیگا اور چونکہ آپ حضرات خلفا ثلاثہ رضوان اللہ علیہم پر سب وشتم کرنا حلال جانتے ہیں جس سے اللہ جل شانہ بیحد ناراض ہے بایں وجہ آپ حضرات پر یہ عتاب ہو کہ آپ حضرات کا ستر عیوب نہ کیا جائیگا بلکہ بنظر رسوائی قیامت میں آپکو باپوں کے نام سے پکارا جائیگا اللہم احفظنا من کل بلاء اللہ دنیا والآخرۃ۔

باب ہشتم در مقدار معصیت لواطت و زنا

احکام حلال وحرام سے خدا و رسول کو اپنی سطوت وحکومت جتانی مقصود نہیں بلکہ حلت وحرمت کے احکام میں جسقدر شدت ولینت ہے وہ سب انسان کی ذاتی منفعت و خیر خواہی کی غرض سے ہے یعنی جو شئی یا فعل انسان کے لئے زیادہ نفع بخش ہے اوسیقدر وہ عام طور سے جائز ومباح وحلال ہے اور جو کم نفع بخش ہے تو اوسکی اباحت وجواز حلت میں ویسے ہی ترخصات و احکامات ہیں پس بعینہا یہی مراتب و درجات کسی شئی یا عمل کے مکروہ وحرام ہونے میں ہیں یعنی جو شئی یا فعل انسان کیلئے بیحد مضرت رسان ہے وہ بمبالغہ وتاکید حرام ہے اور جو اوسکی مضرت میں کمی وضعف ہے تو ویسی ہی اوسکی حرمت میں قلت

وضعف ہے جن درجات کا نام مکروہ تنزیہی وتحریمی وحرام ہے مثلاً بعض علمار اہلسنت کے نزدیک لحم اسپ ولحم حماہ ولحم گورہ حلال ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ اور بعض کے نزدیک حرام یا بعض علمار شیعہ وسنی کے نزدیک وطی فی الدبر نسوان کے حرام ومکروہ ومباح ہونے میں معارضہ ہے جو حصہ اول کے باب اول فصل سوم اقسام جماع خانہ ساز میں بیان ہوا اسی طرح شیعہ کے ہاں چنانچہ رسالہ شہاب ثاقب میرزا مہدی خاں تلمیذ سلطان العلما سید محمد صاحب مجتہد لکھنو میں ہے بعضے از علمار ما مانند قمیین وابن حمزہ وشیخ ابوالفتوح الرازی وراوندی در کتاب لباب وسید ابوالمکارم صاحب بلابل القلاقل وفاضل آملی تلمیذ محقق وغیرہ ایشاں حرام می دانند وبرخے از فقہار ما آں را مکروہ بکراہت شدید ومغلظہ دانستہ اند انتہی بلفظہ پس ایسی حلت ومکروہ ومباح کا معارضہ بمقتضائے طبع علما یا ضرورۃ باکسر قوم یا ضعف تحقیق کا نتیجہ ہے جو قابل التفات نہیں۔

اب رہی زنا کی ممانعت شدید تو اسکا سبب خاص یہ ہے کہ بعض مواقع میں زنا انسان کے تمدن اور بالخصوص تدبیر منزل کیلئے بیحد ضرر رسان ثابت ہوا ہے اور وہ ضرر یہ ہی ہے کہ خلق اللہ میں وقوع زنا سے فساد اور آپس میں دشمنی راسخ ہوتی ہے اور بعض دفعہ مرد کے روزگار اور عورت کے نفقہ میں نقصان پہنچتا ہے اور مولود از روے قوانین ملک وملل اپنے اصلی باپ پر پرورش کا حق نہیں رکھتا ان خرابیوں کی شہرت عام سے بے تعلق لوگ بھی اپنی ذات وتعلقات میں ایسے الزام ورسوائی کی قابلیت پاکر زانی ومزنیہ سے ناراض بلکہ دشمن جان ہو جاتے ہیں دوم عورت ایسی فاحشہ مقاربت سے دودلی ہو جاتی ہے جسکے سبب ناکح منکوحہ پر بھروسہ نہیں کر سکتا سوم مزنیہ اور ولد الزنا وسائل رزق کے تغیر شدید ونقصان شدید کے سبب اکثر آسایش وتحصیل کمالات سے محروم ہو جاتے ہیں چہارم بعض مواقع پر رسوائی عام کے علاوہ جان کا اتلاف بھی ہو جایا کرتا ہے پس ایسے ایسے وجوہ کی بنیاد پر

وجوہ ممانعت زنا

زانی و مزنیہ بے وقار ہوجاتے ہیں چونکہ تمام ممالک و ملل و اقوام مہذب و نامہذب میں زنائے محصنہ بوجوہات بالا نہایت برامان لیا گیا ہے لہذا ان نقصانات کے مقابلہ میں کہا جاتا ہو کہ زنا مطلقاً حرام ہے مگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو ان نقصانات و تغیرات مذکورہ کے جملہ حدود معاش و تدبیر منزل کی خرابی یا اذیت جسمانی ختم ہوجاتے ہیں باقی دل و دماغ جو مسکن روح حیوانی و نفسانی اور مخزن علوم وجدانی اور مبدا فنون و نکات اور مہبط انوار تجلیات ہیں اونکو زنا و لواطت کے ارتکاب بغیر انہماک کے چنداں ضرر نہیں پہنچتا اور وقوع زنا و لواطت پر انفعال کے سبب سے جو روحانی تکلیف ہونیکی شہرت ہے تو وہ خلق اللہ کی وہمی فرضی قرار دادہ جو شماتت ہم جنس کے سبب سے ہوتی ہو ورنہ ظاہر ہے کہ مقاربات حلال و حرام کی صورت و فعل و نتائج یکساں ہیں یعنی مقاربات حلال کی غرض و غایت تحصیل لذت یا اولاد یا اصلاح مزاج تو یہ باتیں مقاربت زنا سے بھی حاصل ہوجاتی ہیں۔

زنا قومی

اس تمہید سے یہ نتیجہ نکلا کہ زنا قومی گناہ ہے اور جسقدر قومی یا اخلاقی گناہ ہیں اونکی ممانعت اسلام اور غیر اسلام دونوں میں یکساں ہیں اس بنا پر دعوی سے کہا جاتا ہے کہ اگر قرآن و احادیث میں زنا کی ممانعت نہ بھی ہوتی تو بلحاظ حسن معاشرت و تدبیر منزل اسکو ترک کرنا پڑتا جیسے ممالک مختلف میں قوانین سلطنت کے سبب خلق اللہ نے بعض اشیار و افعال کو ترک و اختیار کر رکھا ہے جنکی حلت و حرمت کا ظاہر اسلام میں کوئی حکم نہیں۔

غصب حق اللہ واقعی ایسا گناہ ہے کہ اوسکا مرتکب قطعاً ایمان و عرفان سے محروم ہوجاتا ہے لہذا صاحبان مستدرک و نوادر الاصول و کنز العمال و لالی مصنوعہ و تلویح شرح توضیح وغیرہ کی راسے باب سوم حصہ اول تنزیہ الانساب فی قبائل

الاعراب میں ولد الزنا کی نسبت جو لکھی گئی ہے کہ ان حضرات نے حدیث تقبیح ولد الزنا کی عمومیت سے انکار اور اوسکی شقاوت ازلی و ابدی اور خباثت نطفہ کے تحمل سے انحراف کیا ہے بلکہ ولد الزنا کی قضا روشہادت و نبوت و امامت کو تسلیم کیا ہے تو اون صاحبوں کا یہ انکار و اعراض بے معنی نہیں ہے بلکہ حقیقۃ واضحہ و باہرہ کے ساتھ یہ براہین قاطعہ مدلل ہے کیونکہ اگر حلق و لواطت و زنا کے مرتکبین میں ازلی یا ابدی شقاوت ہوتی تو ایسے لوگ ہمیشہ کفر و جہالت میں پھنسے رہتے اور اونکو ایمان و ایقان و عرفان و تقرب احدیت ہرگز حاصل نہوتا اور جب اونکو یہ درجات و مرتبت حاصل نہوتے تو دنیا میں ایسے لوگوں کی نہ کوئی تقلید کرتا نہ اتباع اور نہ وہ مرجع خلایق ہوتے نہ ہادی برحق اور نہ اونکے لیے رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہوتی نہ رضی اللہ عنہ کی اور نہ اون سے سلسلہ بیعت چلتا پس ثابت ہوگیا کہ تلبیس ابلیس ابن جوزی کے صفحہ ۱۳۵ میں جو ہے کہ ایمان کے ساتھ

لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة	کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا جیسے کفر کیساتھ کوئی طاعت نفع بخش نہیں۔ لہذا

یہ بات بالکل حق اور درست ہے۔

اب یہاں مقام غور ہے کہ علماء شیعہ نے جو لواطت و زنا کو صرف بعض بزرگان اہلسنت کیلئے باعث سلب ایمان و عرفان ظاہر کر کے بعض مرتکبین زنا و لواطت کے احترام و فضائل سے انکار اور اونکی تقلید و اتباع سے عار دلانیکی کوشش کی ہے تو اون کا یہ جھوٹا دعوی کہانتک درست ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیاس فقہی کی بنا دلالات عقل و نقل یا اجماع صحابہ پر ہے اوس میں مقیس علیہ یعنی اصل اور مقیس یعنے فرع اور علت شرعیہ دیکھی جاتی ہے اور پھر ان مقدمات کی ترتیب سے

نتیجہ پیدا کیا جاتا ہے اور اسکے چار قاعدے ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ مقیس علیہ میں کسی شی یا اصل کی حلت یا حرمت ہو تو اوسکی فرع یعنی مقیس میں بھی وہی حکم لگایا جائیگا جیسے نکاح دائمی اصل ہے اور نکاح موقت اوسکی فرع ہے چونکہ جماع نفس الامر میں حرام و معیوب نہیں بلکہ بعض صحابہ اپنی ازواج سے بحالت صوم و صلوۃ بھی بحو کراہت اس فعل کو کر لیتے تھے پس زنا و لواطت کے مرتکب پر بھی وہ الزام و جرم ہرگز قائم نہیں ہو سکتا جو غاصب حق اللہ پر ہو سکتا ہے چنانچہ تلخیص الصحاح جلد چہارم صفحہ ۱۲ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت کی خدمت میں صفوان بن معطل کی زوجہ اوس وقت حاضر ہوئیں کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اوسوقت اون بی بی

حواشی: صوم و صلوۃ کی حالت میں جماع کرنا از روئے شرع جائز ہے

فقالت یا رسول اللہ زوجی یضربنی اذا صلیت ویفطرنی اذا صمت ولا یصلی الفجر حتی تطلع الشمس (ابو داود)	نے کہا یا رسول اللہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو صفوان مجھے (جماع نکرانے پر) مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو (جماع سے) افطار کر دیتا ہے اور بغیر

سورج نکلے نماز نہیں پڑھتا مراد یہ کہ اوس وقت تک روزانہ مشغول جماع رہتا ہی

فقال رسول اللہ صلعم لا تصوم امراءۃ الا باذن زوجھا۔	پس اس واقعہ کو سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت بغیر

روزہ نہ رکھے چونکہ زوجہ صفوان نے دو شکایتیں کی تھیں جن میں سے صرف اذن زوج پر صوم کی رخصت ہے اور نماز کے ترک و اعادہ کا کوئی حکم اس حدیث میں نہیں لہذا صلوۃ پر جماع کو تقدیم معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک واعظ صاحب نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ بیان کیا کہ انکی زوجہ ام شریک[1] ہروقت بنی سنوری رہا کرتی

[1] ام شریک کا نام خولہ بنت حکیم بن امیہ سلیمہ ہے اور آپکو خویلہ بھی کہتے ہیں ۱۲

تھیں ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اون کا سر جھاڑ منہ پھاڑ دیکھا تو دریافت فرمایا کہ خیر تو ہے یہ تیری کیا حالت ہے ان بی بی نے ام المومنین سے عرض کیا کہ میں بناؤں کس کیلئے کروں میاں کو روزہ نماز سے ہی فرصت نہیں پس ام المومنین نے یہ ماجرا پیغمبر خدا سے عرض کیا آپ بہت برہم ہوے اور خطبہ میں فرمایا کہ کیا تملوگ مجھے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے ہو میں باوجود نبی مرسل ہونے کے افطار بھی کرتا ہوں اور صائم بھی ہوتا ہوں اور اپنی ازواج کے پاس بھی جاتا ہوں پس یہ خطبہ سنکر بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ہمنے ازواج کے پاس جانیکی قسم کھالی ہے پس اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمھاری قسموں میں سے جو لا یعنی

لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم (پارہ دوم)	قسمیں ہیں اللہ تعالی اون کا تم سے مواخذہ نہ کریگا۔ انتہی یعنی ایسی قسمیں

بغیر کفارہ کے توڑ دو۔

الغرض نفس جماع کی ایسی عظمتوں پر خیال اور بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عمل پر غور کرکے ہمارے بعض فقہا رحمہ اللہ نے مس و مباشرت و حلق و جماع کو بحالت صوم و صلوۃ جائز و مباح قرار دیا حتی کہ ان افعال سے غسل اور تجدید وضو کی تکلیف بھی ساقط فرمادی چنانچہ مثال کے طور پر چند اجتہادات فقہا پیش کر دیے جاتے ہیں۔

فتاوی قاضی خاں جلد اول کتاب الصوم فصل خامس فیما لا یفسد الصوم

ومن الناس من قال لا یفسد صومہ الا ستمتاع بالکف ہل یباح ان یفعل ذلک فی غیر رمضان ان اراد الشہوۃ لا یباح وان	میں ہے بعض لوگوں سے وہ شخص ہی جو کہتا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا اوسکے ہاتھ کے کام کرنے یعنی جلق سے تو کیا جائز ہے الجواب شہوۃ تیز کرنیکے خیال سے تو

تسکین الشهوة قالوا نرجوان لا يكون اثما ايضا اذا جامع بهيمة ولم ينزل ميتة ولم ينزل او نكح بيده او جامع دون الفرج ولم ينزل وكذا النائمة والمجنونة اذا جامعها زوجها عليهما القضاء دون الكفارة وقال زفر رحمه الله لا يفسد صومها لانعدام معنى النسيان۔

جائز نہیں ہاں اگر تسکین شہوۃ کی غرض سے کیا جائے تو ہم امید کرتے ہیں کہ جائز ہو اسی باب و فصل میں ہے کہ جب کسی چوپایہ یا میت سے جماع کیا جائے بغیر فرج کے یا جلق لگایا جائے اور منزل نہو تو جائز ہے اور اسی طرح سوتی ہوئی عورت اور مجنونہ سے اگر جماع کیا جائے تو بغیر کفارہ کے قضا ہے اور امام زفر شاگرد ابو حنیفہ نے فرمایا کہ ایسی باتوں سے روزہ خراب نہیں ہوتا کیونکہ دونوں بھول کے معنی میں ہیں انتہی محصلاً۔

اسی فتاوی کی جلد اول کتاب الصلوۃ باب الحدث فی الصلوۃ فی ما لا یفسد الصلوۃ صفحہ ۷۶ میں ہے۔ اگر مصلی بحالت صلوۃ رانوں میں جماع کرے

ولو كانت المرءة في الصلوة فجامعها زوجها بين الفخذين فسدت صلوتها وان لم ينزل منها بلل وكذا لو قبلها بشهوة او غير شهوة او مسها بشهوة ولو نظر الى فرج المطلقة طلاقا رجعيا عن شهوة تصار مراجعا ولا يفسد صلوته في رواية وكذا لو نظر الى فرج امرءة بشهوة

بشرطیکہ انزال نہو تو نماز فاسد نہوگی اور اسی طرح اگر مصلی عورت کا بوسہ بشہوۃ یا بغیر شہوۃ کے لے یا اس کرے (تو اوسکا بھی وہی حکم ہے) اور اگر مصلی مطلقہ رجعیہ کی فرج کی طرف بشہوۃ دیکھے تو وہ راجع ہوگا اور اوسکی نماز فاسد نہوگی اور اگر مصلی کی نظر کسی اجنبیہ کی فرج پر بشہوۃ پڑ جائے تو اوسکی ماں اور بیٹی مصلی پر حرام ہو جاتی ہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر کسی

حرمت علیہ امھا وبنتھا ولا یفسد صلوٰتہ (الی ان قال) ونظر انسان من تحت القمیص ورای عورۃ المصلی لا تفسد صلوتہ ولو قبلت المصلی امرءۃ ولو بشہوۃ لو تفسد صلوتہ	انسان کی نظر مصلی کی فرج و دبر پر پڑجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر مصلی بغیر شہوۃ کے بوسہ عورت کا لے تو اوس کی نماز فاسد نہیں ہوتی انتہی محصلاً۔

پس ایسے ہی فتاوے اور کتب فقہ میں بھی ہیں چنانچہ سراجیہ میں ہے۔ کہ

ولو نظر الی فرج امرءۃ قد طلقھا وھو فی الصلوٰۃ یصیر راجعاً لھا ولا تفسد صلوتہ لانہ لیس عمل کثیر۔	اگر مصلی اوس عورت کی فرج کی طرف دیکھے حالت صلوٰۃ میں کہ جسکو طلاق رجعی دی بھی تو وہ طلاق راجع ہوگا اور مصلی کی نماز فاسد نہوگی کیونکہ دیکھنا

عمل کثیر نہیں انتہی محصلاً۔ اسی طرح جامع الرموز شمس الدین قہستانی نے کتاب النظم سے اپنی کتاب مذکور میں فقہار سابق کا اجتہاد مندرجہ ذیل نقل فرمایا ہے جسکو صاحب درمختار نے کتاب الطہارۃ میں ان الفاظ سے لکھا ہے۔

ولا عند وطی بھیمۃ او میتۃ او صغیرۃ غیر مشتہاۃ بان یصیر مفضاۃ بالوطی غابت الحشفۃ ولا ینقض الوضوء فلا یلزم الغسل۔	ہمارے نزدیک چوپائے اور میت اور کم سن لڑکی جو قابل جماع نہو اوس سے اگر جماع کیا جائے اور حشفہ بھی غائب ہوجائے تو نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ غسل

واجب ہوتا ہے انتہی محصلاً۔

وضو کے ناقص نہونے اور غسل کے لازم نہونے کے اسناد کتب صحاح میں بکثرت ہیں چنانچہ بحوالہ صحیحین تلخیص الصحاح جلد چہارم کتاب الطہارۃ صفحہ میں

وعن ابی بن کعب انہ قال یا	ابی بن کعب سے روایت ہے انھوں نے

مسئلہ عدم وجوب غسل

رسول اللہ صلعم اذا جامع الرجل امرأتہ فلم ینزل قال یغسل ما مس المرأۃ منہ ثم یتوضا ویصلی اخرجہ الشیخان۔

آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر مرد قبل انزال عورت سے جدا ہوجائے تو غسل کرے تو آپ نے فرمایا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرکے نماز پڑھے انتہی۔

ایسی ہی حدیث کتاب مذکور کے صفحہ ۵۹ اور صفحہ ۶۰ پر ابوسعید اور ابی بن کعب سے مروی ہیں غالباً ایسی ہی احادیث کی بنیاد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ ایک دن نشہ شراب میں مست اور مصروف بجماع

قصہ امیر المومنین ولید

یقال انہ وقع جاریۃ لہ وھو سکران وجاء الموذنون یوذنونہ بالصلوۃ فحلف ان لا یصلی بالناس الا ھی فلبست ثیابہ وتنکرت وصلت بالمسلمین وھی جنبۃ سکری

تھے کہ موذن نے خلیفہ کو قیام جماعت کی اطلاع دی پس ولید نے قسم کھا کر کہا کہ آج کوئی نماز نہ پڑھائے سوائے اس کنیز کے پس اوس کنیز نے ولید کا لباس پہنا اور اوسی حالت سکر وجنب میں امام جماعت بنکر نماز پڑھائی انتہی محصلاً چونکہ دمیری صاحب حیوۃ الحیوان نے اعادہ صلوۃ کا ذکر نہیں کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولید اور وہ کنیز منزل نہیں ہوئی تھی اسی سبب سے بغیر غسل صرف وضو کرکے نماز پڑھائی ہوگی۔

الغرض کتب صحاح وفقہ سے پتا چل گیا کہ جماع نفس الامر میں نہیں ہے کہ جس سے نور ایمان وعرفان میں فرق آسکے یا تقرب احدیت میں خلل واقع ہو بلکہ کتب صحاح سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن صحابہ میں رجولیت نہوتی تو ازواج کی شکایت پر تفریق کردی جاتی تھی پس اس عمل تفریق سے نفس جماع کی عصمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

ہمارے نزدیک صاحب درمختار نے امام جماعت کیلئے ثم الاکبر راساً

فالاصغر عضواکی شرط جو لگائی ہے کہ امام کا سر بڑا اور ذکر چھوٹا ہو تو یہ جامع کی عظمتوں کا سبب ہوگا۔

نکتہ در اظہار غفلت شیعہ

تاریخ الخلفا سیوطی بیان یزید بن عبدالملک بن مروان صفحہ ۱۶۶ میں قال الکلبی نشاءت وھو یقول کلبی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگ ضحی بنو امیہ یوم کربلا بالدین کہا کرتے تھے کہ بنی امیہ نے دین کو کربلا ویوم العقیر بالکرام میں اور کرم کو عقیر میں ذبح کیا۔ انتہی۔

مراد یہ کہ امام حسین علیہ السّلام کی شہادت گویا دین کا ذبح ہونا تھا معاذاللہ کسقدر حضرات شیعہ کے دل اور آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہے یہ غور نہیں فرماتے کہ جبتک جناب ممدوح زندہ رہے تو اون کی عظمت وہیبت سے نہ احادیث مزورہ جاری ہوسکیں نہ فتاوی مذکورہ پس جن عقل آرائیوں اور ذہنی خوبیوں سے دین کو سہل اور مزین کرنا چاہتے تھے فقہاء ومحدثین نہ کرسکتے تھے لیکن حضرت کی شہادت کے بعد زمانہ کے مطابق احادیث میسر آنے لگیں اور اونکے حیلا و بنیاد پر فقہاء اپنی رائے زریں ظاہر کرنے لگے جسکو دنیائے اسلام نے بخوشی قبول کرلیا۔

غالبًا ایسی احادیث وفقہ کی ابتدا زمانہ یزید بن معاویہ سے ہوئی اور اون کو رونق یزید[1] بن عبدالملک نے دی اور انکی تکمیل ابوالعباس امین بن ہارون رشید شاگرد امام مالک کے زمانہ میں ہوئی چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی بیان امین صفحہ ۲۰۷ قال ابن جریر لما ملک الامین میں ابن جریر کا بیان ہے کہ جب امین

---

[1] یزید کو نہایت سختی تھا اسکو مخالفوں نے کربلا کے قریب موضع عقیر میں قتل کیا تھا۔ ۱۲

اتباع المخصیان وغالی بھم وصیّرھم لخلوت ورفض النساء والجواری ۔	پادشاہ ہوا تو اوس نے مخنثوں کو بڑی بڑی قیمتوں سے خریدا اور اون سے لواطت کی اور ازواج وکنیزوں کو

ترک کر دیا۔ انتہی محصلا ۔

چونکہ خلفا رکو امیرالمومنین مشہور ہونیکی خواہش اور فقہا کو حفاظت خودداری مدنظر تھی اس سبب سے صلحا رامت کے افعال واقوال ومرویات موسومہ سے استنباط کرکے اجتہادات شایع کئے گئے جن سے اجراے حدود میں کمی اور خلفا رنیکنام ہو گئے ۔ اور اسلام کی رونق بڑھ گئی لا اکراہ فی الدین کی تصدیق ہو گئی ۔

باز آمدم بر سر مطلب

فریقین مین زنا کی تعریف یہ ہے کہ بغیر اشتباہ حلت اجنبیہ کی فرج میں ذکر داخل کرنا بشرطیکہ وہ زن محصنہ ۔ آزاد ۔ عاقل ۔ بالغ ۔ مسلمان ہو ۔ پس ایسے زانی ومزنیہ پر بعد عینی شہادت کالمیل فی المکحل کے رجم ہو سکیگا اور جوان پانچ شروط میں کمی یا شہادت ناقص ہو گی تو رجم نہو سکیگا جیسے لیلی بنت سنان زوجہ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت خالد نے زنا کیا اور صحابہ کرام نے خالد کے رجم ہونے پر اجماع کیا (صحیحین) لیکن شبہہ تملیک پر حضرت ابوبکر نے خالد کا رجم نہ کیا بلکہ حضرت خالد کی خطا اجتہادی مانکر حضرت مالک بن نویرہ کی دیت ادا کر دی اور اس احسان کے صلہ میں وارثان ابن نویرہ کو کوئی معاوضہ زنا کا نہ دیا اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ کے زنا میں پانچوں شروط کے علاوہ عینی شہادت بھی تھی لیکن شہادت کالمیل فی المکحل میں کسر رہ گئی پس حضرت مغیرہ رجم سے بچ گئے اور ام جمیل بنت افقم زوجہ حجاج بن تملیک بھی بلکہ غلام پیغمبر حضرت ابوبکرہ اور اونکے مادری برادر مسیمان نافع

تعریف زنا

شہادت زنا مغیرہ

وشبل ابن سمیہ پر اسی اسّی کوڑے حد قذف کے پڑگئے پس جب ایسے صریح زنا پر شیخین جیسے سخت کوش نے رجم نہ کیا تو بعض صحابہ یا اونکے ابوین کے ایسے صریح زنا نہ تھے کہ جن پر حضرات شیعہ نے یہ دھوم مچائی ہے کہ خدا کی پناہ اور لطف خاص یہ بھی ہو کہ جیسی تنقید و شہادتین صاحبان ممدوح کے زنا پر گذریں ملزمان شیعہ کے زنا ایسے باعلان نہیں گزرے جنکے مطاعن سنتے سنتے کان بہرے ہو گئے

ان ھی المعاصی من امر الجاھلیۃ لایکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک (بخاری)	البتہ گناہ جاہلیت کے کاموں سے ہے لیکن حضرات شیعہ جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اوسکا مرتکب کافر ہوجاتا ہو تو یہ خیال بموجب

حدیث بخاری محض لغو ہے۔ ہاں شرک کرنے سے کافر مردود ہوجاتا ہو پس زنا دلوات کو اس حدتک ہم بلکہ غالباً جملہ مذاہب دیان وملل گناہ اور برا جانتے اور مانتے ہیں لیکن بعض احادیث فریقین سے جو گناہ زنا ہم رتبہ شرک پایا جاتا ہے تو ہمارے بلکہ تمام عقلا کے نزدیک ایسی احادیث موضوعات صریحہ ہیں کیا معنی کہ اگر حضرات شیعہ کا یہ لکھنا درست ہوتا تو بعض صحابہ اپنی مزنیہ جورو کو ضرور طلاق دیدیتے چنانچہ بحوالہ ابوداؤد ونسائی تلخیص الصحاح جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ فصل خامس میں ابن عباس سے مروی

عن ابن عباس قال جاء رجل الی رسول اللہ صلعم فقال یا رسول اللہ ان امرأتی لاترد ید لامس فقال غربھا فقال انی اخاف ان تتبعھا نفسی قال فاستمتع بھا۔	ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری جورو کسی کا ہاتھ نہیں رد کرتی یعنی کسی سے انکار نہیں کرتی آپنے فرمایا علیحدہ کردے اونسے عرض کیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرا نفس سکی

جدائی کا حکم کرے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اوس سے فائدہ اوٹھا انتہی گو استمتع بھا آنحضرت نے اعتراضاً ہی کیوں نہ کہا ہو مگر اوس مزنیہ زوجہ سے ترک و مفارقت کا حکم

تنزیہ الانساب حصہ ثانیہ

بصراحت ثابت نہیں۔

بیشک زنا سے نقص ہوتا ہو تو تعجب نہیں کہ جب آدمی زنا کرنے کو اوس سے

عن ابی ھریرۃ قال اذا زنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ کالظلۃ فاذا خرج من ذلک العمل رجع الیہ الایمان (ترمذی صفحہ ۲۳)

نور ایمان نکلکر اوسی کے سر پر مثل سایہ کے ہوجائے اور جب زنا سے فارغ ہو تو ایمان پلٹ کر واپس آجائے انتہی۔

لیکن دس پانچ منٹ کی ایمان کی جدائی پر مشرک کی طرح ہمیشہ کیلئے زانی و مزنیہ کو بے ایمان و بیدین سمجھنا خلاف عقل و نقل ہے اور یہ عقلی بات ہو کہ جب زانی و مزنیہ کے ساتھ تمام قوانین ائمہ اور بالخصوص مذہب اہلسنت نے اسقدر کثرت سے رخصتیں بخششیں اور اباحت کی صورتیں قائم کردیں تو ولد الزنا کا تو کوئی قصور ہی نظر نہیں آتا۔ پھر حضرات شیعہ کیوں بے موقع اچھل کود کرتے ہیں اور جبکہ مذہب اہلسنت میں نکاح متعہ جائز و بنت متولدہ بزنا حلال اور محرمات ابدی سے جماع بہ شبہہ شیر مادر اور بغیر عقد و تملیک مجنونہ و نابالغہ سے زنا حکم زنا میں داخل نہیں اور خلیفہ مطلق کا زنا معاف تو پس جب عوام کی بکثرت صورتیں ایسی موجود ہیں تو حضرات شیعہ خلاف اصول اہلسنت کیوں مناظرہ فرماکر اپنے گروہ پر شکوہ کو شرمندہ کرتے ہیں سچ ہے ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ نیکاں بود۔

فصل اول دمس و مباشرت صوفیہ کرام

عقل اور مشاہدات سے ثابت ہو کہ بعض صوفیہ کرام برسوں حسن پرستی اور مس و مباشرت امرد و اجنبیہ کرتے رہے جو امارات زنا ہیں اور بعض زنا میں مبتلا بھی ہوگئے لیکن اوس حالت میں بھی خلق اللہ اون سے کسب ایقان و عرفان کرتی رہی اور اون ہی حضرات کے وسیلہ سے فائز المرام بھی ہوتی رہی

تلبیس ابلیس ابن جوزی باب تلبیس علماء کثیر من الصوفیہ فی صحبۃ الاحداث میں بہت سی پاکدامن اور غیر پاک دامن صوفیہ کرام کے حالات صفحہ ۳۸۰ سے صفحہ ۴۰۰ تک لکھے ہیں جنکے تراجم کا اقتباس یہاں پیش کرتے ہیں

بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کا حلول خوبصورت اشیا میں ہے۔

ابو عبد اللہ ابن حامد نے کہا کہ بعض صوفیہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالی آدمی کی صفت میں ہوا اور اچھی صورت میں اوسکے حلول سے انکار نہیں کرتے

ابو عبد الرحمن سلمی نے ایک کتاب موسوم بہ سنن الصوفیہ تصنیف کی ہے جس کتاب کے آخر باب میں اون چیزوں کا بیان کیا ہے جن کیلئے صوفیہ کے نزدیک رخصت واجازت ہے۔ اس باب میں رقص وغنا و اچھی صورت دیکھنے کا جواز بیان کیا ہے اور اس جواز کی توثیق کیلئے وہ حدیث بھی لکھی ہے جو آنحضرت نے

اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ وانہ قال ثلثۃ تجلوا البصر النظر الی الخضرۃ والنظرۃ الی الماء والنظر الی الوجہ الحسن۔	فرمائی ہے کہ تم خیر کو اچھی صورتوں کے پاس سے طلب کرو اور فرمایا کہ تین چیزیں آنکھوں کو جلا بخشتی ہیں ایک سبزہ کا دیکھنا۔ دوسرے پانی کا تیسرے

اچھی صورت کا دیکھنا۔ انتہی محصلاً اور اسی معنی میں حضرت ابن عمر کی بھی حدیث ہے

صوفی ابو البختری نے کہا کہ میں ہارون رشید کے دربار میں جایا کرتا تھا تو میں اوسکے بیٹے قاسم کو بہت گھورا کرتا تھا ایک دن ہارون رشید نے کہا کہ کیا ارادہ ہے میں نے کہا معاذ اللہ میرا ارادہ بد نہیں ہے لیکن اچھی صورت دیکھنے کی حدیث ہے (مطلب یہ کہ اوسکی تعمیل کرتا ہوں)

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ہمارے اوستاد حافظ محمد بن ناصر نے کہا کہ ابن طاہر مقدسی نے امرد کی حسن پرستی کے جواز میں ایک کتاب لکھی ہے۔

خیر نساج کہتے ہیں کہ میں مسجد خیف میں احرام باندھے ہوئے مخارق ابن حسان صوفی کے ساتھ تھا کہ اہل مغرب میں سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آیا مخارق اوسکو بے طرح گھورنے لگے تو مینے اونکے گھورنے کو مکروہ جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو مینے کہا کہ آپ حالت احرام اور بلدہ حرام اور شہر حرام اور مشعر حرام میں معشوقوں کی سی نظر کرتے ہیں۔

احمد غزالی کو ایک صوفی نے رقعہ لکھا کہ کیا تم اپنے ترکی غلام کو چاہتے ہو پس اونھوں نے رقعہ کو پڑھکر غلام کو بلایا اور منبر پر بلا کر غلام کی آنکھوں کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ اس رقعہ کا یہی جواب ہے۔

ابو طیب طبری نے کہا کہ ہمکو اون صوفیہ کی خبر ملی ہے جو راگ سنتے ہیں اور امرد کو بلاتے ہیں اور بسا اوقات اون کو زیور پہناتے ہیں اور اونکو خوب آراستہ کرتے ہیں اور اون کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ فعل عین ایمان ہے۔

(ابن جوزی کہتے ہیں) اصل بات یہ ہے کہ یہ گروہ عمدہ عمدہ غذائیں اور لذیذ کھانے کھا کھا کر حرکات مذکورہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور جب غذاؤں سے اونکے جی بھر جاتے ہیں تو ناچ گانا اور خوبصورت لڑکوں کی خواہش میں پڑ جاتے ہیں اور بعض صوفیہ کی بری خصلتیں ہیں اور اوں کے سلسلہ کے پیر بھی ایسے ہی تھے۔

ابو الکمیت لکھتے ہیں کہ مینے مہرجان یہودی کو دیکھا کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو وہ صوفی بنکر ایک خوبصورت امرد کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

صوفیہ میں اکثر ایسے بھی ہیں کہ جن کا مجاہدہ ایک مدت تک برقرار رہا پھر اونکے نفس نے بدی کی خواہش کی۔

خیر نساج نے کہا کہ میں امیہ بن صلت صوفی کے ساتھ تھا اونھوں نے

ذکر ابتلاء بعض صوفیہ بزنا

ایک خوبصورت لڑکے کی طرف دیکھکر کہا کہ جہاں تم رہوگے خدا تمھارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔

ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ عبد اللہ بن موسیٰ صوفیوں کے سردار و سرگروہ تھے انھوں نے بازار میں ایک حسین لڑکا دیکھا اور اوسکے عشق میں از خود رفتہ ہوگئے۔

وفیہم من دعتہ نفسہ الفاحشۃ فقتل نفسہ۔	بعض صوفی ایسے تھے کہ جنکے نفس نے فحش کی طرف بلایا اور وہ ہلاکت میں مبتلا ہوگئے۔

بعض صوفی ایسے تھے کہ جب اونکو اونکے معشوق سے لوگوں نے جدا کردیا تو اونھوں نے اوس معشوق ہی کو مار ڈالا (معاذ اللہ)

ومن ہولاء من قارب الفتنۃ فوقع فیہا ولم یمنع دعوی الصبر والمجاہدۃ۔	بعض صوفی ایسے تھے کہ جب وہ فتنہ کے قریب ہوگئے تو اونکے صبر اور مجاہدہ کا دعوی ارتکاب لواطت سے باز نہ رکھ سکا

انتہی۔

صریع الغوانی صوفی کے چند شعر ہیں جنکا خلاصہ یہ ہو کہ پھول سے رخسار اور بڑی بڑی آنکھیں اور گل بابونہ جیسے دانت اور رخساروں پر خمدار زلفیں اور سینوں پر سیوہاے انار پس ان سب چیزوں نے مجھے حسین عورتوں میں پچھاڑ کر گرا دیا اس وجہ سے لوگ مجھے صریع الغوانی کہتے ہیں یعنی خوبصورت عورتوں کا پچھڑا ہوا انتہی محصلاً۔

اس کتاب میں امردباز صوفیہ کرام کے اور بہت سے قصص مختلف ابواب و فصول میں بھی ہیں جو اکثر ترک کردیے گئے لیکن باب تلبیس علی ذکر العوام صفحہ ۵۱۲ میں اصمعی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں ابو نواس صوفی کے ساتھ تھا

دیکھا کہ ایک لڑکا حجر اسود کا بوسہ لے رہا ہے ابونواس نے کہا کہ واللہ میں حجر اسود کے
پاس سے اس کا بوسہ لیے بغیر نہ ٹلوں گا منے کہا تجھے خدا کی مار خدا سے ڈر۔ تو شہر
حرام اور خانہ خدا میں ہے اوسنے جواب دیا کہ میں اس میں مجبور ہوں یہ کہکر سنگ
اسود کے پاس گیا اور لڑکا آیا تو ابونواس نے بڑھ کر اپنا رخسار اوسکے رخسار پر رکھ کر
بوسہ لیا منے کہا وائے ہو تجھپر تو حرم خدا میں ایسا کرتا ہے اوسنے کہا میرا اللہ
غفور رحیم ہے پھر یہ اشعار اوس نے پڑہے جنکا حاصل یہ ہے کہ عاشق و معشوق
کے رخسار سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے وقت ملگئے اور دونوں پر گناہ بھی
نہیں ہوا انتہی محصلاً۔

فتوحات مکیہ میں ابو محمد بن ابی نصر البقلی معروف بہ شیخ روزبہان[1] سلطان
العرفا شیرازی الفسوی جنکی تفسیر عرائس مشہور ہے اسکے علاوہ شرح شطحیات
وکتاب الانوار فی کشف الاسرار وغیرہ عربی فارسی میں تالیفات موجود ہیں اونکے
کمالات باطنی کی روایات کے علاوہ ابن عربی نے ایک یہ قصہ بھی لکھا ہے کہ یہ شیخ
روزبہان صاحب ایک مغنیہ پر بیحد فریفتہ ہو گئے تھے اور جیسے اپنے وجد و حال
میں لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے تھے ویسی ہی ضربیں مغنیہ کے عشق میں بھی
لگاتے تھے مگر جب آپکے مریدین و معتقدین نے حضرت کا برا حال دیکھا اور اوس
طوائف سے سفارش کی تو وہ اپنے پیشہ سے تائب ہو کر انکے گھر آبیٹھی اور
تاحیات انکے پاس رہی انتہی۔

الغرض صوفیہ کرام میں بہت سے مقدس و پرہیز گار و متدین نفوس بھی
تھے کہ اگر ذرا بھی اونکے نفوس نے بدی کا ارادہ کیا تو اونھوں نے فوراً اپنے جسم
کو کاٹ ڈالا اور بعض اپنی ٹانگیں پہاڑ سے لٹکا دیا اور بعض نے اس سے بھی
سخت مجاہدات کئے اور بعض مبتلائے زنا و لواطت بھی ہو گئے لیکن دونوں

[1] مفضل اللہ بن روزبہان صاحب ابطال الباطل دوسرے شخص ہیں۔

اقسام کے صوفیہ کے نور ایمان وعرفان وتقرب احدیت میں فرق نہ آیا حالانکہ بعض حرم خدا میں امر خلاف شریعت وشرافت مرتکب ہوتے تھے پس ثابت ہوا کہ غضب حق اللہ ہی ایسا گناہ ہے کہ جسکے صدور سے نور ایمان وعرفان میں فرق آجاتا ہے اور جسکے سبب سے انسان ہمیشہ کیلئے دوزخی اور راندہ درگاہ رب العالمین ہو جاتا ہے لہذا یہی حکم بعض ابوین صحابہ اور بعض صحابہ کے اعمال شنیعہ پر قیاس کرنا چاہیئے کہ اون کا اسلام قبول کرنا تمام معصیت کو کھا گیا تھا۔

فصل دوم در صدور کرامات با مارات زنا

اگر نفس الامر میں زنا ایسا ہی برا ہوتا جیسا کہ حضرات شیعہ نے بعض صحابہ و بعض ابوین صحابہ کی نسبت خیال کیا ہے تو امارات زنا سے صدور کرامات اولیاء اللہ ہرگز نہوتے چنانچہ مثال کے طور پر دو حضرات کے کرامات یہاں درج کیے جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی حضرات شیعہ کو فہم سلیم عطا فرمائے تا کہ ایسی فاحشہ مخالفت کا سد باب ہو۔ وہو ہذا۔

لوقح الانوار عبد الوہاب شعرانی میں حضرت شیخ محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ کے حال کے بعد عارف باللہ حضرت شیخ خوذہ رضی اللہ عنہ کی کرامات لکھی ہیں از انجملہ یہ بھی لکھا ہے شیخ ممدوح اپنے غلاموں سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں سے کہو شیخ لواطت کرتا ہے اور اسی کتاب میں آپکی یہ کرامت بھی لکھی ہے

کان رضی اللہ عنہ اذا رأی امراۃ احسس بیدہ علی مقعدہا ولو کانت امراۃ امیر او عن احدہم انکروا علیہ بلیہم داء وکان	کہ حضرت شیخ خوذہ رضی اللہ عنہ جب کسی عورت کو دیکھتے تو اوسکی مقعد پر ہاتھ پھیرتے تھے اگرچہ وہ کسی امیر کی ہی عورت کیوں نہو۔ وہ کسی کی رعایت

اذا حضر قوال الفقراء حمل القوال على كتفه يصير نرعج به كان عصفورا ۔	نہ کرتے تھے اور جب کوئی اون کی اس حرکت سے ناراض ہوتا تو اوسکو کسی تکلیف میں مبتلا کرتے تھے اور جب

فقراء کا کوئی قوال حاضر ہوتا تھا تو اوسکو کندھے پر اوٹھا لیتے اور اوسکو چڑیا بنا دیتے تھے انتہی محصلاً ۔

اسی کتاب میں حضرت شیخ ممدوح کی یہ کرامت بھی لکھی ہے بعض

واخبر بعض الثقات انه دخل يوما على بعض اصحابه فترك صاحبه وانصرف ثم دخل فوجده يقبل زوجته فرجع فاخبر الناس فقال له الشيخ خناقة تاخذ روحك فطلعت الخناقة فقال له الخادم اذهب بنا فقال حتى يحضر دفنه فدفنه ثم انصرف ۔	ثقہ لوگوں نے خبر دی کہ شیخ ممدوح ایک روز اپنے کسی دوست کے ہاں گئے اور وہ شخص کسی ضرورت سے اونھیں چھوڑکر باہر گیا جب واپس آیا تو اوسنے دیکھا کہ شیخ ممدوح ان کی زوجہ سے بوس وکنار کر رہے ہیں پس وہ بو یہ رنگ دیکھکر پلٹ گیا اور لوگوں کو خبر دی کہ شیخ صاحب میری جورو سے

ایسا فعل کر رہے ہیں پس جناب شیخ نے اوس دوست سے کہا کہ تجھے خناق ایسا ہو جائے کہ تیری روح کو پکڑلے پس وہ شخص مرض خناق میں مبتلا ہو گیا اور شیخ کے خادم نے کہا کہ آپ اوس مریض خناق کے پاس چلئے شیخ ممدوح نے فرمایا کہ ہم اوسکے دفن کے وقت جائینگے پس شیخ ممدوح نے بعد فوت اوسے دفن کیا اور واپس آگئے ۔ انتہی محصلاً

اسی لواقح الانوار امام شعرانی نے حضرت شیخ محمد بوصیری رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت لکھی ہے ۔ شعرانی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین وسیطی نے

واخبرنی شیخ شہاب الدین البسطی
قال انکرت علیہ مرۃ فاتانی فی
المنام وضربنی بعصا شوم علی
مرافقی وعلی رکبتی حتی مکثت
نحو شہر وانا لا اقدر امد رجلی
ولا ارفع یدی فمن ذلک الیوم
ما تعرضت لہ ومن مددہ الخفی
انہ اذا مر علیہ احد من المخنثین
الذی یفعل فیہ الفواحش بقولہ
تعالی ثم یمسح بیدہ علی مقعدتہ
فیتوب لوقتہ ولو کان مابونا
شفی من مرضہ ذلک وکذلک
اذا مرت علیہ زانیۃ یفعل معہا
نظیر ذلک او امرد تمیل الیہ
النفوس وتارۃ یقبلہ او یقبل
المراءۃ فلا تعود المراءۃ تزنی
ولا احد ینظر الی ذلک الامرد
بشہوۃ الی ان یلتحی وکذلک
اذا مر علیہ شارب خمر
او من یبیع الحشیش بقولہ
تعالی فما یطعم شیئا او یسقیہ

مجھسے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے
شیخ ممدوح پر اعتراض کیا تو میں نے
خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس
آئے اور انہوں نے اس زور سے
میرے گھٹنوں اور کہنیوں پر لکڑیاں
ماریں کہ میں ایک ماہ تک ایسا
پڑا رہا کہ مجھ میں طاقت نہ تھی کہ
پاؤں پھیلا سکوں یا ہاتھ اوٹھا سکوں
پس اوس روز سے میں نے پھر کبھی
اعتراض نہیں کیا اور اون بزرگ
کی باطنی امداد یہ تھی کہ جب کسی مخنث
کے پاس وہ جاتے تو اپنے ہاتھ سے
اوس مخنث کی مقعد چھوتے تھے
تو وہ اوسی وقت فعل بد سے توبہ
کرتا تھا اگرچہ وہ خلقی وپیدایشی
مخنث کیوں نہوتا تو بھی شفا پاتا
تھا اور اسی طرح جبکہ مزنیہ کے پاس
جاتے تھے تو اوسکی فرج کو ہاتھ
لگاتے تھے اسی طرح اگر کسی لونڈے
کو دیکھتے کہ جس کی طرف لوگوں کے
نفوس میل کرتے ہیں تو بھی ایسا ہی

شیئاً او یبصق فی فمہ فلایصیر یفعل شیئاً من ذلک واخبرنی شخص انہ مر علیہ رائح الی المرأۃ من بنات الخطایز فی بہا وارسل لہا الخمر والفاکہۃ فقال لہ تعال فتنح علی ذکر فحول اللہ عنہ محبۃ الزنا من ذلک الوقت فی تلک المرأۃ وغیرھا۔

کرتے تھے اور کبھی اوسکے بوسے لیتے تھے تو وہ عورت زنا کی طرف کبھی رغبت نہ کرتی تھی اور نہ کوئی اوس امرد کی طرف نظر شہوۃ سے دیکھتا تھا یہانتک کہ وہ صاحب ریش ہوجاتا تھا اور اسی طرح جب کسی شرابی یا بھنگڑ کے پاس جناب ممدوح جاتے تو اوس سے فرماتے کہ آیس پھر وہ کوئی چیز نہ کھاتا نہ پیتا پھر حضرت ممدوح اوس کے منہ میں تھوک دیتے تھے پس پھر وہ شخص شراب نہ پیتا تھا اور ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت شیخ ممدوح ایک شخص کے پاس گئے جو اوس وقت کسی فاحشہ کے پاس جارہا تھا جو ملک حظا کی بیسواؤں سے تھی تاکہ وہ اوس سے زنا کرے (اور اس) فعل کے قبل وہ شخص اوس رنڈی کو شراب اور میوہ بھیج چکا تھا تو شیخ ممدوح نے اوس سے فرمایا کہ اودھر آ۔ پھر اوسکے ذکر پر مس کیا تو خدا تعالی نے اوس شخص کے دل سے اوسی وقت سے زنا کی رغبت نکالدی پھر اوسکو نہ اوس عورت اور نہ کسی اور عورت کی طرف رغبت ہوئی انتہی محصلاً پس اگر فی الحقیقۃ لواطت وزنا ایسے ہی بد ہوتے جیسا کہ مطاعن شیعہ سے ظاہر ہے تو ان اقطاب وسلطان العرفاء سے بذریعہ امارا زنا ولواطت ایسے کرامات ظاہر نہوتے کہ ہر ایک فاعل ومفعول وشارب خمر اون کے مس ومباشرت سے مجتنب ہوجاتا لہذا ثابت

ہوا کہ حضرات شیعہ کا یہ دعوی بھی غلط و مہمل ہے ۔

نکتہ لطیف برائے تہذیب شیعہ

بعض صحابہ مثل حضرت خوات بدری و ابوالیسر و حمل بن مالک و خالد بن ولید و مغیرہ بن شعبہ کہ جنکے زنا کی روایات و اتہامات حصہ اول میں درج کئے گئے اسی طرح جناب عفان پدر حضرت عثمان غنی و عبید اللہ پدر حضرت طلحہ و ولید پدر حضرت خالد سیف اللہ کی مابونیت کی روایات اس حصہ اور حصہ اول میں بیان کئے گئے یہ سب حضرات رضوان اللہ علیہم برگزیدہ خدا تھے ضرور ہے کہ ان دونوں اقسام کے حضرات کی فاعلیت و مفعولیت سے زنا و لواطت کا سدباب ہوجاتا ہوگا اور ان کی مفعولیت و فاعلیت سے خلق اللہ بداعمالیوں سے مجتنب ہوجاتی ہوگی کیونکہ جس زمانہ میں خلقت جن بداعمالیوں میں مبتلا ہوتی ہے اور مشیت خدا اوس کو دور کرنا چاہتی ہے تو اون کے اعمال کے دفعیہ کیلئے اپنے خاص بندوں کو ایسے معجزات و کرامات عنایت کرتی ہے جن کے صدور سے مشیت خدا کا منشاء پورا ہو جیسے حضرت موسی علیہ السلام کو ساحروں کے دفعیہ کے لئے معجزہ عصا اور ید بیضا عنایت ہوا تھا چونکہ صحابہ کرام کا درجہ تمام اقطاب و ابدال و اولیاء اللہ سے زیادہ مان لیا گیا ہے پس کوئی تعجب نہیں کہ اسمائے مرقومہ بالا دواعی اسلام اقطاب وقت ہوں اور اپنی اپنی فاعلیت و مفعولیت سے گمراہوں کو اس طریق

صدور معجزہ از فاعلیت و مفعولیت

و اعمال سے راہ ہدایت پر لاتے ہوں اور ظاہر بین لوگوں نے ان کے حرکات ناملائم کو زنا و لواطت سمجھا ہو۔ اور حقیقت میں کچھ اور ہی بات تھی واللہ اعلم بالصواب۔

خاتمہ

آنحضرت نے فرمایا کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع یعنی جھوٹ بولنے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ جو کچھ سنے وہ لوگوں سے بیان کردے پس یہ خاص حالت حضرات شیعہ کی ہے کہ تحقیق کا مادہ نہیں جو کسی مخالف کا قول سنتے ہیں وہ اپنی کتب میں بھر لیتے ہیں اور دم ایال کی خبر نہیں رکھتے اسی سبب سے ہمارے علماء رحمہم اللہ نے اس جہل کو ناپسند کرکے تاکید فرمادی ہے کہ شیعہ کی کتب نہ دیکھی جائیں اس سے گمراہی پھیلتی ہے اور صحابہ کی شان یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ اور حضرات شیعہ منشاء حدیث موصوف کے خلاف صحابہ کی تقلید و اتباع سے روکتے ہیں اور ہم اس سے باز نہیں آسکتے کیونکہ جمہور اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

اولٰئک اصحاب محمد صلعم	کہ اصحاب محمدؐ تمام امت سے افضل
کانوا افضل ھذہ الامۃ	دلوں کے پاک علم میں گہرے
ابرھا قلوبا واعمقھا علما	تکلف سے بری ہیں خدا نے
واقلھا تکلفا اختارھم اللہ	اپنے پیغمبر کی رفاقت اور دین

نصیحۃ لنبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم (مشکوۃ)

کے استوار کرنے کیلئے ان کو چن لیا ہے ان کی بزرگی مانو ان کے قدم بقدم چلو جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق وعادات سیکھو کیونکہ وہ راہ مستقیم پر تھے ۔ انتہی ملخصا۔

پھر صحابہ میں بھی حضرات شیخین کہ جن کے محامد و فضائل سے کتب اسلامی مالا مال ہیں چنانچہ کتب کثیرہ میں اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر حدیث موجود ہے صواعق میں خواجہ نصر اللہ کابلی نے لکھا ہے ۔

قال رسول اللہ صلعم حب ابی بکر و عمر شکرہ واجب علی امتی وقال علیہ السلام ان اللہ فرض علیکم حب ابی بکر و عمر و عثمان وعلی کما فرض علیکم الصلوۃ والزکوۃ والحج ۔

کہ آنحضرت نے فرمایا ابوبکر و عمر کی محبت اور ان کا شکریہ میری امت پر واجب ہے اور آنحضرت نے فرمایا کہ تم پر ابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ کی محبت ایسی ہی فرض ہے جیسے نماز و زکوۃ و حج انتہی ۔

تحفہ اثنا عشریہ مولفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ۔

روی ابن عدی عن انس عن النبی صلعم انہ قال

حضرت انس کہتے ہیں آنحضرت فرمایا کہ ابوبکر و عمر کی محبت ایمان

حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضہما ہے اور اون سے بغض رکھنا
کفر ھکذا رواہ ابن عساکر کفر ہے اور ایسی ہی روایت
عن جابر۔ ابن عساکر نے حضرت جابر سے
کی ہے انتہی پس ایسی ایسی احادیث صحیحہ کی بنیادوں پر بعض
فقہانے فرمایا ہے من انکر امامۃ ابی بکر فھو کافر۔

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین

تمت بالخیر

۹۹۳

فہرست حصہ دوم تنزیہ الانساب فی شیوع الاصحاب